ضمیمہ نمبر ۴

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰی اِلَیۡکُمُ السَّلَامَ
لَسۡتَ مُؤۡمِنًا (النساء:۹۵)

مسلمانان پاک و ہند کی تمام مشہور
مذہبی و سیاسی جماعتوں کے

باہمی فتاویٰ کُفر

کا

مستند مجموعہ

(قدیم و جدید لٹریچر کی روشنی میں)

مذہبی جماعتیں

بریلوی علماء کے نزدیک
سب دیوبندی کافر ہیں

بریلوی علماء کے نزدیک سب دیوبندی کافر ہیں

علمائے حرمین شریفین کے فتووں کا خلاصہ

''یہ سب کے سب مرتد ہیں۔ باجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔ بے دینی وبد مذہبی کے خبیث سردار، ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر، فاجر جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہوں، اہل کفر ہیں۔ ملحد ہیں، جو ان اقوال کا معتقد ہو کافر ہے، گمراہ ہے، دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔ دین سے نکل گیا جیسے تیر نشانے سے۔ مسلمانوں کے تمام علماء کے نزدیک......وہ کافر دین سے باہر ہیں۔ کذاب، بددین، زیاں کار۔ گمراہ ستمگار کفار ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ خارجی یہ دوزخ کے کتے۔ یہ شیطان کے گروہ کافر ہیں۔ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال...... یہ گمراہان گمراہ گر۔ فاجر۔ کافر۔ دین سے خارج۔ کافروں کے یہاں کے منادی ہیں۔ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ جاہلوں کو دھوکے دیتے ہیں۔ کافروں کے رازدار ہیں۔ دین کے دشمن ہیں۔ ان باتوں سے ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں۔ گمراہ کافر ہیں۔ کافران گمراہ گر ہیں۔ بطلان والے۔ سخت جھوٹے مفتری ظالم ہیں۔ ان سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ اللہ کی راہ سے بہکے ہوئے ہیں۔ اپنی خواہش کو خدا بنا لیا۔ ان کی کہاوت کتے کی طرح ہے کہ تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے۔ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔ توبہ سے محروم ہیں جب تک اپنی بدمذہبی نہ چھوڑیں۔ ان کا

نہ روزہ قبول نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی فرض نہ نفل۔ اسلام سے نکل گئے جیسے بال آٹے سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیزار ہیں۔ یہ باطل والے کافر ہیں۔ کجرو، گمراہ گر دین سے باہر ہیں۔ اپنی سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ اہل بطلان، اہل فساد۔ کھلے کافران گمراہ ہیں۔ مضل ملحد گمراہ گر ہیں۔ گمراہی اور کھلے کفر والے۔ ان میں کوئی وہ ہے جس نے خود رب العالمین کی شان میں کلام کیا۔ کوئی وہ جس نے رسولوں کو عیب لگایا۔ ان کے اقوال ان کا کفر واجب کر رہے ہیں۔ وہ سزاوار عذاب ہیں بلکہ وہ کافروں سے بھی بدتر ہیں۔ کمینے، فاجر، بدبخت، مضل، مرتد، سخت رسوائی کے مستحق کھلے کفر والے ہیں۔ بے دین۔ کافر۔ بطلان والے شیطان۔ عقلاء میں رسوا، ان کا مرتد ہونا پہردن چڑھے کے آفتاب سا روشن۔ وہ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی۔ انہیں بہرہ کر دیا۔ ان کی آنکھیں اندھی کر دیں...... سرکش۔ کافر۔ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں۔ مفسد۔ مرتد۔ انہوں نے چاہا تھا کہ اپنے منہ سے اللہ کا نور بجھا دیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا۔ ان کے کانوں اور دلوں پر مہر لگا دی۔ ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ انہیں کون راہ دکھائے خدا کے بعد۔ خدا کی قسم وہ بے شک کافر ہو گئے۔ دین سے نکل گئے۔ وہ وہ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور کان بہرے کر دیئے اور آنکھیں اندھی۔ بے دین، کافر، فاجر، وہابی، ملحد، متمرّد، دلیلوں کو جھٹلا رہے ہیں ان پر کفر کا حکم ہے۔ سرکش۔ بدمذہب۔ مفسد گمراہ۔ طاعت سے نکلے ہوئے۔ دہریئے۔ دین سے خارج۔ سو کافروں سے دین میں ان کی مضرت سخت تر۔ عالموں۔ فقیروں۔ نیکوں کی وضع بنتے ہیں اور باطن ان کا خباثتوں سے بھرا ہوا...... اہل

کجی۔ کافر۔ گھناؤنی گندگیوں میں لتھڑے۔ کفری نجاستوں میں بھرے۔ ہر کبیرہ سے بدتر کبیرہ ہر ذلیل سے زیادہ ذلیل۔ خدا نے انہیں ذلیل کیا۔ ان کا ٹھکانا ٹھیک جہنم۔ وہ دین سے نکل گئے۔ گمراہ۔ زندیق۔ بے دین۔ خارج از دین۔ کافر۔ وہابی۔ الوہیت و رسالت کی شان گھٹاتے ہیں۔ ان پر وبال اور خرابیٔ حال لازمی ہو چکی۔ وہ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں۔ اوندھے جاتے ہیں۔ بُری بدمذہبی والے۔ انہوں نے شان الٰہی کو ہلکا جانا۔ رسالت عامہ کے منصب کو خفیف ٹھہرایا۔ بندوں اور شہروں اور ذہنوں کو تکلیف دینے والے۔ شیطان۔ کجی والے۔ مرتد، فساد اور شامت پھیلانے والے ملحد و زندیق۔ بدمذہب گمراہ۔ صواب سے الگ جانے والے زہر دیئے ہوئے۔ کجی والے۔ کافر۔ گمراہ، کجرو بے دین ہیں۔ انہوں نے خود اللہ و رسول پر زیادتی کی۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور بجھادیں...... اس آیۃ کریمہ کے سزاوار ہیں کہ

> ''اے نبی ان سے فرمادے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔ بہانے نہ بناؤ۔ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ شیطان نے اپنی خواہشوں کو ان کے سامنے آراستہ کیا۔ ان میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ طرح طرح کے کفران کے لئے گڑھے تو ان میں اندھے ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خود رب کریم کی بارگاہ میں حملہ کر بیٹھے اور نہایت گندی راہ چلے اور ان پر جرأت کی جو سب رسولوں کے خاتم ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم''

(حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین مصنفہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی صفحہ۷۳تا۷۶ مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی سن اشاعت ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء)

فتویٰ مولانا سید محمد اسماعیل خلیلی عالم مکہ

”اما بعد فاقول ان ہولاء الفرق الواقعین فی السؤال . غلام احمد القادیانی ورشید احمد ومن تبعہ کخلیل الانبھتی واشرف علی وغیرھم لا شبھۃ فی کفرھم بلا مجال. بل لا شبھۃ فیمن شک، بل فیمن توقف فی کفرھم بحال من الاحوال. فان بعضھم منابذ للدین المتین. وبعضھم منکر ما ھو من ضروریاتہ المتفق علیہ بین المسلمین. فلم یبق لھم اسم ولا رسم فی الاسلام ......یریدون ابطال دین محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم فتجد بعضھم ینکر اصل الدین...... اشدھم فی الحقیقۃ ھولاء الوھابیۃ لعنھم اللہ. “

ترجمہ۔ حمد وصلاۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبہٹی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ کہ ان میں کوئی تو دین متین کو پھینکنے والا ہے اور اُن میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ تو اسلام میں ان کا نام ونشان کچھ باقی نہ رہا...... دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان میں تو کسی کو

اصل دین کا انکار کرتا پائے گا...... اور حقیقت میں ان سب میں سے سخت یہ وہابیہ ہیں خدا ان پر لعنت کرے۔"

تقریظ غیظ منافقین حامی سنت و اهل سنت ماحی بدعت زینت لیل و نهار خطیب خطبهائے کرم محافظ کتب حرم علامه ذی قدر حضرت مولانا سید اسماعیل خلیل مکی۔

(حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۴ مصنفہ احمد رضا خاں ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴۔ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی ۲۶-۱۳۲۴ھ ۸-۱۹۰۶ء)

فتویٰ السید عبد الکریم طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبویؐ

> **"اما بعد فاذا ثبت و تحقق ما نسب لهؤ لاء القوم. وهم غلام احمد القادیانی وقاسم النانوتی ورشید احمد الکنکوهی و خلیل احمد الا نبهتی واشرف علی التانوی واتباعهم مماهو مبین فی السؤال فعند ذلك یحکم بکفرهم واجراء احکام المرتدین علیهم . وان لم تجر فیلزم التحذیر منهم و التنفیر عنهم."**

ترجمہ۔ حمد و صلاۃ کے بعد جبکہ ثابت و متحقق ہوا جو ان کی طرف نسبت کیا گیا اور وہ غلام احمد قادیانی اور قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی اور اشرف علی تھانوی اور ان کے ساتھ والے ہیں وہ جو سوال میں بیان ہوا تو بے شک یہ ان کے کفر

پر حکم کرتا ہے اور یہ کہ مرتدوں کا جو حکم ہے یعنی حاکم کا انکو قتل کرنا ان پر جاری کیا جائے اور اگر یہ حکم وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہے کہ مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے اور ان سے نفرت دلائی جائے۔“

فاضل عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی

المدرس بالمسجد الکریم النبوی

(حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین صفحہ ۳۹-۲۳۸۔
مصنفہ احمد رضا خاں مطبع اہل سنت و جماعت بریلی ۲۶-۱۳۲۴ھ-۸-۱۹۰۶ء)

فتویٰ احمد مکی حنفی قادری مدرس مدرسہ احمدیہ مکہ معظّمہ

”لاریب ان ھولاء مکذبون للادلة صریحًا فیحکم علیھم بالکفر فعلی الامام ایده الله به الدین قواصم بسیف عداله اعناق الطغاة والمبتدعة والمفسدین۔ کھؤلاء الفرق الضالة الباغین والذنادقة المارقین ان یطھر الارض من امثالھم ویریح الناس من قبائح اقوالھم وافعالھم وان یبالغ فی نصرة ھذه الشریعة الغراء التی لیلھا کنھارھا ونھارھا کلیلھا فلا یضل عنھا الا ھالك ویشدد علیٰ ھولاء العقوبة الی ان یرجعوا الی الھدیٰ وینکفوا عن سلوك سبیل الردی ویتخلصوا من شر الشرك الاکبر۔ وینادی علی قطع دابرھم ان لم یتوبوا بالله اکبر فان ذلك من اعظم مھمات الدین

ومن افضل مااعتنیٰ به فضلاء الائمة. وعظماء السلاطين. وقد قال الامام الغزالى رحمه الله فى نحو هولاء الفرق ان القتل منهم افضل من قتل مأة كافر لأن ضررهم بالدين اعظم واشد اِذا الكافر تجتنبه العامة لعلمهم بقبح ماله فلا يقدر علىٰ غواية احد منهم. واما هولاء فيظهرون للناس نبرى العلماء والفقراء والصالحين مع الظوائهم على العقائد الفاسدة والبدع القبيحة. فليس للعامة الا ظاهرهم الذى بالغوا فى تحسينهم واما باطنهم المملوء من تلك القبائح والخبائث فلا يحيطون به ولا يطلعون عليه لقصورهم عن ادراك المخائل الدالة عليه. فيفترون بظواهرهم ويعتقدون بسببها فيهم الخير فيقبلون مايسمعون عنهم من البدع والكفر الخفى ونحوهما ويعتقدونه ظانين انه الحق. فيكون ذلك سببا لاضلالهم وغوايتهم فلهذه المفسدة العظيمة قال الامام الولى محمد الغزالى عليه رحمة البارى ان قتل الواحد من اشمال هولاء افضل من قتل مائة كافر وكذا فى المواهب اللدنية ان من انتقص من شأن النبى صلى الله عليه وسلم فيقتل فيكف من عاب الله والنبى صلى الله عليه وسلم من باب اولىٰ فالى الله المشتكىٰ "

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ یہ طائفے صراحةً دلیلوں کو جھٹلا رہے ہیں۔ تو ان پر کفر

کا حکم لگایا جائے گا۔ تو سلطان اسلام پر (کہ اللہ اس سے دین کی تائید کرے اور اس کی تیغ عدل سے سرکشوں۔ بدمذہبوں۔ مفسدوں کی گردنیں توڑے جیسے یہ گمراہ فرقے طاعت سے نکلے ہوئے دہریے بے دین ہیں) واجب ہے کہ ایسوں کی آلودگی سے زمین کو پاک کرے اور ان کے اقوال اور افعال کی قباحتوں سے لوگوں کو نجات دے اور اس شریعت روشن کی مدد میں حد سے زیادہ کوشش کرے جس کی روشنی ایسی ہے کہ اس کی رات بھی دن ہو رہی ہے اور اس کا دن بھی روشنی میں اس کی شب کی طرح ہے تو ایسی شریعت سے کون بہکے مگر جو ہلاک ہوا۔ نیز سلطان اسلام پر واجب ہے کہ ان لوگوں کو سخت سزا دے یہاں تک کہ حق کی طرف واپس آ جائیں اور راہ ہلاکت کے چلنے سے بچیں اور اپنے کفر اکبر کے شر سے نجات پائیں اور اگر توبہ نہ کریں تو ان کی جڑ کاٹنے کیلئے اللہ اکبر کا نعرہ کرے۔ اس لئے کہ یہ دین کے بڑے عظیم کاموں سے ہے اور ان افضل باتوں سے ہے کہ فضیلت والے اماموں اور عظمت والے سلطانوں نے جس کا اہتمام رکھا ہے اور بے شک امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی فرقوں کے حق میں فرمایا ہے کہ حاکم کو ان میں سے ایک کا قتل ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے کہ دین میں ان کی مضرّت زیادہ وسخت ہے۔ اس لئے کہ کھلے کافر سے عوام بچتے ہیں۔ سمجھے ہوئے ہیں کہ اس کا انجام برا ہے تو وہ ان میں سے کسی کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور یہ تو لوگوں کے سامنے عالموں اور فقیروں اور نیک لوگوں کی وضع میں ظاہر ہوتے ہیں اور دل میں یہ کچھ فاصد عقیدے اور بری بدعتیں بھری ہوئی ہیں۔ تو عوام تو ان کا ظاہر میں دیکھتے ہیں جس کو انہوں نے خوب بنایا ہے اور ان کا باطن جو ان قباحتوں اور

خباثتوں سے بھرا ہوا ہے وہ اسے پورے طور پر نہیں جانتے بلکہ اس پر مطلع ہی نہیں ہوتے اس لئے کہ وہ قرائن جن سے اس کا باطن پہچانا جائے ان تک ان کی رسائی نہیں۔ تو ان کی ظاہری صورت سے دھوکا کھاتے ہیں اور اس کے سبب انہیں اچھا سمجھ لیتے ہیں۔ تو جو بد مذہبیاں اور چھپے کفران سے سنتے ہیں اسے قبول کر لیتے ہیں اور حق سمجھ کر اس کے معتقد ہو جاتے ہیں تو یہ ان کے بہکنے اور گمراہ ہونے کا سبب ہوتا ہے تو اس فساد عظیم کے سبب عارف باللہ محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حاکم کو ایسوں میں سے ایک کا قتل ہزار کافر کے قتل سے افضل ہے اور ایسا ہی مواہب لدنیہ میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹائے قتل کیا جائے تو اس کا کیا حال ہے جو اللہ عزّ و جلّ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگائے وہ بدرجہ اولیٰ سزائے موت کا مستحق ہے تو اللہ ہی کی طرف مناجات اور اسی سے فریاد ہے۔''

احمد مکی حنفی ابن شیخ محمد ضیاء الدین قادری چشتی صابری امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ مکہ معظّمہ ۱۳۲۴ھ (حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۳ مصنف مولوی احمد رضا خاں۔ مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی ۲۶-۱۳۲۴ھ-۸-۱۹۰۶ء)

فتویٰ مولانا عبدالکریم ناجی داغستانی حرم شریف مکہ

''ھم الکفرة الفجرة. قتلھم واجب علیٰ من له حد ولعل وافر. بل ھو افضل من قتل الف کافر. فھم الملعونون وفی سلك الخبثاء منخرطون فلعنة الله علیھم وعلیٰ اعوانھم. ورحمة الله وبرکاته علیٰ

من خزلهم فی اطوارهم.“

ترجمہ۔ وہ بدکار کافر ہیں۔ سلطان اسلام پر کہ سزا دینے کا اختیار اور سنان و پیکان رکھتا ہے ان کا قتل واجب ہے۔ بلکہ وہ ہزار کافروں کے قتل سے بہتر ہے کہ وہی ملعون ہیں اور خبیثوں کی لڑی میں بندھے ہوئے ہیں۔ تو ان پر اور ان کے مددگاروں پر اللہ کی لعنت اور جو انہیں ان کی بداطواریوں پر مخذول کرے۔ اس پر اللہ کی رحمت اور برکت اسے سمجھ لو۔“

فاضل کامل نیکو خصائل صاحب فیض یزدانی مولوی عبدالکریم ناجی داغستانی حرم شریف مکہ۔“ (حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۹ مصنف مولوی احمد رضا خاں مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی ۲۶-۱۳۲۴ھ۔ ۸-۱۹۰۶ء)

فتویٰ مولانا السید احمد الجزائری المدنی

”أمابعد فقد اطلعت علی ما تضمنه هذا السؤال مع الامعان. الذی عرضه حضرت الشیخ احمد رضا خان. متع الله المسلمین بحیاته ومتعه بطول العمر والخلود فی جناته. فوجدت مانقله من الاقوال القطیعة عن اهل هذه البدعة الشنیعة کفر صراح ومرتکبها بعد الاستتابة دمه مباح ومؤلفها مستحق بتکلیف مضغ لسانه ورض یده وبنانه حیث استخلف بمقام الالوهیة واستحقر منصب الرسالة العمومیة وعظم استاذه ابلیس وشارکه فی الاغواء والتلبیس.“

ترجمہ۔ بعد حمد وصلاۃ میں نے اس سوال کا مضمون بغور تمام دیکھا جو حضرت جناب احمد رضا خاں نے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اور اسے درازی عمر اور اپنی جنتوں میں ہیشگی نصیب کرے۔ تو میں نے پایا کہ ہولناک باتیں جو ان بری بدمذہبی والوں سے نقل کیں صریح کفر ہیں اور جو ان شنیع بدعتوں کا مرتکب ہوا توبہ لینے کے بعد سلطان اسلام کیلئے اس کا خون حلال ہے اور جن جن کی تصنیفوں میں وہ اقوال ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ان کی زبان چبا ڈالی جائے اور ان کے ہاتھ اور انگلیاں کچل دی جائیں کہ انہوں نے شان الٰہی کو ہلکا جانا اور رسالت عامہ کے منصب کو خفیف ٹھہرایا اور اپنے استاد ابلیس کی بڑائی کی اور بہکانے اور دھوکا دینے میں اس کے شریک ہوئے۔"

السید الشریف مولانا السید احمد االجزائری دام بالفیض الباطنی والظاھری المدنی مولدًا– الاشعری معتقدًا المالکی مذھبًا القادری طریقۃ ونسبًا– (حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین صفحہ ۱۹۲-۱۹۳ مصنف احمد رضا خاں مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی ۲۶-۱۳۲۴ھ۔۸-۱۹۰۶ء)

فتویٰ مولانا السید شریف احمد برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ

"واما الفرقۃ الوھابیۃ الکذابیۃ اتباع رشید احمد الکنکوھی القائل بعدم تکفیر من یقول بوقوع الکذب من اللہ بالفعل تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرًا لا شک ایضًا ان من یقول بوقوع الکذب من

الله تعالٰی کافر معلوم کفره من الدین بالضرورة ومنه یکفره فهو شریکه من الکفر لان القول بوقوع الکذب من الله تعالٰی یؤدی الی ابطال جمیع الشرائع المنزلة علٰی نبینا صلی الله تعالٰی وعلیه وسلم وعلٰی من قبله من الانبیاء والمرسلین لان القول بذلک مستلزم لعدم الوثوق بشیٔ من الاخبار التی اشتملت علیها کتب الله المنزلة فلا یتصور مع ذلک ایمان وتصدیق جازم بشیٔ منها مع ان شرط الایمان وصحته التصدیق الجازم ۔''

ترجمہ۔ اور وہ جو طائفہ وہابیہ کذابیہ رشید احمد گنگوہی کا پیرو ہے جس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے وقوع کذب بالفعل ماننے والے کو کافر نہ کہنا چاہیے۔ اللہ نہایت بلند ہے ان کی باتوں سے۔ تو کوئی شبہ نہیں کہ جو باری تعالیٰ سے وقوع کذب بالفعل مانے وہ کافر ہے اور اس کا کفر دین کی ان بدیہی باتوں سے ہے جو خاص و عام کسی پر مخفی نہیں۔ اور جو اسے کافر نہ کہے وہ کفر میں اس کا شریک ہے کہ اللہ عزّ و جلّ سے وقوع کذب ماننا ان سب شریعتوں کے ابطال کا باعث ہوگا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے اگلے انبیاء مرسلین پر اتاری گئیں کہ اس سے لازم آئے گا کہ دین کی کسی خبر پر اعتبار نہ کیا جائے جن پر اللہ کی اتاری ہوئی کتابیں مشتمل ہیں اور اس حالت میں نہ ایمان معقول اور نہ ان میں کسی کی یقینی تصدیق کی متصور حالانکہ ایمان اور صحت ایمان کی شرط یہی ہے کہ پورے یقین کے ساتھ ان سب خبروں کی تصدیق کی جائے۔''

مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ طیبہ

(حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین صفحہ ۲۱۸-۲۱۹ مصنف احمد رضا خاں

مطبوعہ اہل سنت جماعت بریلی ۲۶-۱۳۲۴ھ۔ ۸-۱۹۰۶ء)

وہابیہ دیو بندیہ عقائد والوں کی نسبت
تین سو علماء اہل سنت والجماعت کا متفقہ فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

برادران! اس زمانے میں اسلام کو جتنا نقصان صرف وہابیہ دیو بندیہ کے ایک گروہ نے پہنچایا ہے، تمام باطل فرقے مجموعی طور پر بھی اتنا نقصان نہیں پہنچا سکے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ برخلاف اور فرقوں کے وہابیہ دیو بندیہ نے اپنا کوئی علیحدہ نام نہیں رکھا بلکہ اسلام سے علیحدہ ہو جانے کے بعد بھی یہ فرقہ اپنے آپ کو سنی حنفی کے نام سے ظاہر کر رہا ہے اور ناواقف سنی حنفی بھائی اسی وجہ سے دھوکا کھاتے ہیں۔ اور اپنا ہم خیال سمجھ کر خلا ملا رکھنے کی وجہ سے ان کے دام فریب میں پھنس جاتے ہیں۔ اسلامی انجمنوں نے یہ حال دیکھ کر فتووں اور رسالوں اور اشتہاروں کا ایک سلسلہ جاری کیا ہے جس کے ذریعہ سے ناواقف سنّی حنفی بھائیوں کو عام طور پر معلوم ہو جائے کہ وہابیہ دیو بندیہ کا اپنے آپ کو سنی حنفی ظاہر کرنا نرا دھوکا ہے۔ دراصل یہ
....جس کی نظیر دنیا کے پردے پر کہیں نہیں پائی جاتی۔ ہماری یہ تحریر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس میں وہابیہ دیو بندیہ کے چند عقیدے بطور نمونہ لکھے جاتے ہیں یہ ہیں:۔ (۱) خدا جھوٹ بول سکتا ہے (۲) وعدہ خلافی کر سکتا ہے (۳) ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ بولنا محال ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱ در رسالہ یک روزی مولوی اسماعیل دہلوی آنجہانی امام وہابیہ و

امداد الفتاوٰی مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۱۰۶، صفحہ ۱۰۷، صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۸ و براہین قاطعہ مولوی خلیل انبیٹھوی آنجہانی صفحہ ۲، ۳۔

یہ تو تھا اللہ جلّ شانہٗ کے متعلق وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ۔ اب ملاحظہ ہو ولیوں اور نبیوں کی بابت ان کا ہذیان:

(۱) اولیاء انبیاء سب عاجز بندے اور ہمارے بھائی ہیں۔ (۲) انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے۔ (۳) ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴، ۶۰۔ پہلی عبارت میں تو اولیاء انبیاء کو عاجز بندے ہونے میں اپنی طرح بتایا اور دوسری میں جو بڑا بزرگ ہو اس کو اپنا بڑا بھائی ٹھہرایا ہے اور تیسری میں ان چھوٹوں بڑوں سب کو ملا کر خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل بنایا۔ کیوں اے مسلمان بھائیو! جب اولیاء انبیاء کو اپنا بڑا بھائی بنایا تو ان کو اپنے باپ کے رتبہ سے کم ٹھہرایا یا نہیں کہ بڑے بھائی کا رتبہ باپ کے رتبہ سے یقیناً کم ہوتا ہے۔ اور جب اولیاء انبیاء کو خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ٹھہرایا تو چمار کو ان سے بدرجہا افضل بنایا یا نہیں۔ کہ جو چمار سے بھی ذلیل ہو تو چمار یقیناً اس سے افضل ہوگا۔

پس جب یہ لکھا کہ اولیاء انبیاء کی شان کے آگے چمار سے بھی افضل نہیں تو اس کا مطلب یہی ہوا یا نہیں کہ اللہ کی شان کے آگے چمار اولیاء انبیاء سے بھی افضل ہیں۔ یہ ہے خدا و انبیاء کے وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کا نمونہ۔ یہ تو عموماً سب انبیاء کے لئے تھا اب خاص طور پر حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیکھئے (۱) ابلیس

اور ملک الموت کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس خبیث عقیدہ کے متعلق وہابیہ دیوبندیہ کے مقتدا کی خاص عبارت یہ ہے۔

> ''شیطان اور ملک الموت کو تو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔ یہ شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے (دیکھو براہین قاطعہ صفحہ ۴۷) جیسا علم آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا ایسا علم تو ہر بچے اور ہر سڑی، سودائی، خبطی بلکہ تمام حیوانوں اور چوپاؤں کو (جس میں بیل، بھینسے، گدھے، بندر اور ہاتھی، گھوڑے، کتے، سؤر سب داخل ہیں) حاصل ہے۔''

یہ وہابیہ دیوبندیہ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ ایمان میں ہے ان کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

> ''آپؐ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض علم غیب سے یا کُل۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے صفحہ ۷ ''**حفظ الایمان**''۔''

مولوی محمود الحسن دیوبندی نے جو دیوبندیوں میں شیخ الہند کہلاتے ہیں اور مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے خلیفہ ہیں اپنے مرشد کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ثانی لکھا ہے۔ اصل الفاظ یہ ہیں:

زباں ہر اہل اہوا کی ہے کیوں اُعْــــلُ ھُبُــــلْ شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

پھر انہی صاحب نے اپنے مرشد گنگوہی صاحب کے کلوٹے غلام کو حضرت یوسف کا ثانی قرار دیا ہے چنانچہ لکھا ہے ؎

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

پھر انہیں صاحب نے اپنے پیر کی لاش کا خدا اور ان کی قبر کو کوہ طور اور اپنے آپ کو موسیٰ ٹھہرایا ہے۔ اصل الفاظ یہ ہیں:

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار أرِنِــــــی مری دیکھی بھی نادانی

یعنی جس طرح حضرت موسیٰ نے طور پر اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی اسی طرح میں مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کی تربت کو طُور قرار دے کر ان کی لاش سے أرنــی کہتا ہوں۔ معاذ اللہ۔ پھر انہیں صاحب نے لکھا ہے ؎

پھریں تھے کعبہ میں بھی ڈھونڈتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق شوق عرفانی

اس ناپاک شعر میں کھلے طور پر گنگوہ کو کعبہ سے افضل کہا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ذوق شوق عرفانی رکھنے والوں کو جب کعبہ میں عرفان میسر نہ آیا اور وہ عرفان

حاصل کرنے کے شوق و جوش میں گنگوہ کا راستہ دریافت کرتے پھرتے تھے تا جلد کعبہ کو چھوڑ جہاں انہیں عرفان حاصل نہیں ہوا گنگوہ کا راستہ لیں۔ اور گنگوہی کی قبر کو طور اور ان کی خیالی لاش کو خدا تصور کر کے أرنــــی کہتے اور عرفان حاصل کرنے کا موقع پائیں۔ **نعوذ باللہ من ھذا الخرافات۔**

پھر یہی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے تو صرف مردوں ہی کو زندہ کیا تھا مگر گنگوہی صاحب نے دو کام کئے یعنی جو مر چکے تھے ان کو تو زندہ کر دیا اور جو زندہ تھے ان کی موت کا راستہ بند کر دیا اور انہیں مرنے سے مستثنیٰ کر دیا۔ پس حضرت مسیح کی مسیحائی گنگوہی صاحب کی مسیحائی کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت مسیح کو چاہئے کہ اس گنگوہی صاحب کی مسیحائی کو دیکھیں یعنی اس کے قائل ہوں اور اس پر ایمان لائیں۔ اصل الفاظ دیوبندی صاحب کے یہ ہیں۔

’’مردوں کو زندہ کیا۔ زندوں کو مرنے نہ دیا اس مسیحائی کو دیکھیں
ذرا ابن مریم‘‘

بھائی مسلمانو! فرقہ دیوبندیہ شیطانیہ ناواقف سنی حنفی بھائیوں کو یہ مغالطہ دیا کرتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کی عبارتیں تبدیل و تغیر اور قطع و برید کر کے پیش کی جاتی ہیں اور ان کا مطلب سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے بھی غلط بیان کیا جاتا ہے۔ ہم نے ان دونوں مغالطّوں کی قلع قمع کر دینے کی غرض سے دو کام کئے ہیں۔ ایک یہ کہ جو عبارتیں ان کے بڑوں کی نقل کی ہیں وہ بقید صفحہ و نام کتاب نقل کی ہیں تو جو چاہے مقابلہ کر کے اطمینان کر لے اور اس پر بھی بس نہ کر کے ہر عبارت کے متعلق سوا سو روپیہ انعام بھی مقرر کر دیا ہے۔ یعنی جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں اگر ان میں سے کوئی عبارت دیوبندی

ملانوں کی کتابوں میں نہ نکلے تو فی عبارت سوا سو روپیہ دیا جائے گا۔ دوسرے ہم نے دیوبندی صاحبان کی کتابوں سے ایسی عبارتیں نقل کی ہیں کہ معمولی اردو خواں بھی ان کا مطلب آسانی سے سمجھ لیں۔ علاوہ اس کے ان عبارتوں کے متعلق بہت سے علماء کے فتووں کا خلاصہ بھی نقل کئے دیتے ہیں تا ظاہر ہو جائے کہ ان عبارتوں کا مطلب سمجھنے میں...... [۱] ان فتووں کا...... [۲] ان میں مندرجہ بالا عبارتوں کی وجہ سے دیئے ہیں...... تمام اولیاء انبیاء حتّٰی کہ حضرت سید الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خاص ذات باری تعالیٰ شانہٗ کی اہانت و ہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد و کافر ہیں اور ان کا ارتداد کفر میں سخت سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہی جیسا مرتد اور کافر ہے۔ اور جو اس شک کرنے والوں کے کفر میں شک کرے وہ بھی مرتد و کافر ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے بالکل محترز و مجتنب رہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں اور نہ اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں۔ نہ ان کا ذبیحہ کھائیں اور نہ ان کی شادی غمی میں شریک ہوں نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں غرض ان سے بالکل احتیاط و اجتناب رکھیں''۔ یہ ہے حضرات علمائے اہل سنت کے فتووں کا خلاصہ اور یہ فتویٰ دینے والے صرف ہندوستان ہی کے علماء نہیں ہیں بلکہ جب وہابیہ دیوبندیہ کی عبارتیں ترجمہ کر کے بھیجی گئیں تو افغانستان و خیوا و بخارا و ایران و مصر و روم و شام اور مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ وغیرہ تمام دیار عرب و کوفہ بغداد شریف غرض تمام جہاں کے علماء اہل سنت نے بالاتفاق یہ فتویٰ دیا

---

[۱]، [۲]: اصل اشتہار یہاں سے پھٹا ہوا ہے۔

ہے کہ ان عبارتوں سے اولیاء انبیاء اور خود خدائے تعالیٰ شانہٗ کی سخت سخت اشد اہانت و توہین ہوئی۔ پس وہابیہ دیوبندیہ سخت سخت اشد مرتد و کافر ہیں۔ ایسے کہ جو ان کو کافر نہ کہے خود کافر ہو جائے گا۔ اس کی عورت اس کے عقد سے باہر ہو جائے گی اور جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی اور از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی۔ چونکہ وہابیہ دیوبندیہ پر ارتداد و کفر کا فتویٰ دینے والے علماء اس کثرت سے ہیں کہ اگر ان تمام کے اسماء مبارکہ مع مختصر حال اور پتہ کے ساتھ درج کئے جائیں تو کئی مجلّدات میں بھی نہ سمائیں اس لئے صرف چند ہی اسمائے گرامی ایک شجر کی صورت میں جو پیش نظر ہے درج کئے جاتے ہیں۔ (اس اشتہار میں بہت سے علماء کے نام لکھے ہیں۔ مثلاً سید جماعت علی۔ حامد رضا خاں قادری نوری۔ رضوی۔ محمد کرم دین بھیں۔ محمد جمیل احمد بدایونی۔ عمر النعیمی مفتی شرح۔ ابومحمد دیوار علی مفتی اکبر آباد وغیرہ۔

المعلن

محمد ابراہیم بھاگلپوری باہتمام شیخ شرکت حسین

(مطبوعہ برقی پریس اشتیاق منزل صفحہ ۶۳۔ ہیوٹ روڈ۔ لکھنؤ۔)

(سن اشاعت درج نہیں۔ قیام پاکستان سے قبل کا فتویٰ ہے)

فتویٰ مولوی شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی

''امام اہل سنّت''

جب علمائے حرمین طیبین زَادَهُمَا اللهُ شَرَفًا وَّ تَكْرِيْمًا ''نانوتوی و گنگوہی و تھانوی کی نسبت نام بنام تصریح فرما چکے ہیں کہ یہ سب کفار مرتدین ہیں اور یہ کہ من

شك فی کفره وعذابه فقد کفر جوان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر نہ کہ اس کو پیشوا و سرتاج اہل سنت جاننا۔ بلا شبہ جو ایسا جانے ہرگز ہرگز صرف بدعتی و بدمذہب نہیں قطعاً کافر و مرتد ہے۔ اور ان تمام احادیث کا کہ سوال ہی فتاویٰ الحرمین سے منقول ہوئیں مورد ہے بلاشبہ اس سے دور بھاگنا اور اسے اپنے سے دور کرنا، اس سے بغض، اس کی اہانت، اس کا رد فرض ہے اور توقیر حرام و ہدم اسلام۔ اسے سلام کرنا حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کے ساتھ کھانا پینا حرام۔ اس کے ساتھ شادی بیاہت حرام اور قربت زنائے خالص۔ اور بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت، اسے مسلمان کا سا غسل و کفن دینا حرام، اس پر نماز جنازہ پڑھنا حرام بلکہ کفر، اس کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھانا، اس کے جنازہ کی مشایعت حرام، اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر کھڑا ہونا حرام، اس کے لئے دعائے مغفرت یا ایصال ثواب حرام بلکہ کفر۔ **والعیاذ باللہ رب العٰلمین'' واللہ تعالٰی أعلم.** فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

(''عرفان شریعت'' حصہ دوم صفحہ ۳۸، ۳۹۔
نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب۔ لاہور۔ گلزار عالم پریس لاہور)

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا ایک اور فتویٰ

''کسی کافر سے بدن چھو جانا اگرچہ کلمہ پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو جیسے قادیانی یا چکڑالوی یا نیچری یا آج کل کے تبرائی رافضی یا کذابی یا بہائی یا شیطانی یا خواتمی وہابی جن کے عقائد کفر کا

بیان حسام الحرمین میں ہے یا اکثر غیر مقلد خواہ بظاہر مقلد وہابیہ کہ ان عقائد ارتداد پر مطلع ہوکر ان کو عالم دین وعمدۃ مسلمین کہتے یا اللہ اور رسول کے مقابل اللہ ورسول کو گالیاں دینے والوں کی حمایت کرتے ہیں جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا جھوٹے متصوف کے حلول واتحاد کے قائل یا شریعت مطہرہ کے صراحۃً منکر ومبطل ہیں ان دسوں طائفوں اور ان کے امثال سے مصافحہ کرنا تو خود ہی حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے۔ اگر بلا قصد بھی ان کے بدن سے بدن چھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے۔''

(العطایا النبویۃ فی الفتاوٰی الرضویۃ صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲۔

مصنفہ حضور پر نور عظیم البرکۃ امام اہل سنت قامع بدعت مجدد مأ ۃ حاضرہ مؤیّد ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں قبلہ قادری''

ناشر: شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور۔ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۸-۱۹۱۷ء)

فتویٰ مولانا سید احمد کاظمی مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

''دیوبندیوں کی عبارات ناقابل تاویل ہیں۔ توہین وتنقیص رسالت کا کفر ہونا امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس لئے توہین وتنقیص کرنے والے اور تنقیص شان رسالت پر مطلع ہوکر حق ماننے والے یقیناً کافر ہیں۔ ان کے کفر میں شک کرنے والے بھی کافر ومرتد ہیں۔ کافر کے پیچھے نماز جائز ہونے کا قول سوائے کافر کے کوئی نہیں کرسکتا۔ بنا بریں ان لوگوں کی امامت قطعاً حرام ہے۔'' **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان۔

(دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ صفحہ ۴۵۷۔ مصنف مولوی غلام مہر علی صاحب گولڑوی۔
مطبوعہ کتب خانہ مہریہ مسجد نور منڈی چشتیاں شریف۔ ضلع بہاولنگر جولائی ۱۹۵۶ء)

دربار عالی سیال شریف کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم. الحمد لولیہ و الصلوٰۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہ. اما بعد فان طائفۃ الطاغیۃ والفئۃ الاغیۃ الباغیۃ من الثلۃ الشنیعۃ الوھابیۃیعتقدون امکان الکذب للواجب سبحانہ وتعالٰی وتقدس عما یقول الظالمون علوا کبیراً . فقد کفروا بنفسۃ امکان الکذب الیہ تعالیٰ شانہ واوصافہ واجبۃ فی کلا الوجھین ولاشک ان توصیفہ بالامکان المذکور یستلزم امکان الموصوف علٰی وجہ العینیۃ کما ھو مذھب جمھور الحکماء والمتکلمین فضلا عما علیہ اھل السنۃ والجماعۃ کما ان تلک الثلثہ تکفر بانکار وصفہ الواجب وھوا لصدق ومن اصدق من اللہ قیلًاومن اصدق من اللہ حدیثًا مع ان قولھم ھذا ینجر الی مفاسد اخری من استکمال الواجب بالغیر فیتکھون بمثل ھذاہ الھفوات ویھلکون ویتربون فی لخسران خذلھم اللہ.

وکذلک تکفر تلک الفئۃ بالانکار الاوصاف الکاملۃ لمن بہ حمد الحمد محمد علی الاطلاق صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم من العلم وعدم رویتۃ لخلیلہ والمواج

والحاضرو الناظر والاعانة لمن استمدد او استعان بذاته العلياء فعلى كافة المسلمين عدم التحيز اليهم والتحرز عنهم . فلا تركنوا الى الذين ظلموا فالصلٰوة خلفهم والصلٰوة عليهم حرام بالاجماع.

ترجمہ۔ بسم الله الرحمن الرحيم

''سب تعریف حمد کے مستحق کے لئے ہے۔ اور صلاۃ وسلام ہو اس ہستی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حمد وصلاۃ کے بعد واضح ہو کہ سرکش گروہ اور لغو اور باغی طائفہ (دیوبندی) جو برے وہابیوں کا ایک حصہ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ واجب سبحانہٗ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ ظالم لوگوں کے قول سے خدا کی شان بہت بلند ہے۔ وہ تو صرف خدا کی طرف امکان کذب منسوب کرنے سے ہی کافر ہو گئے۔ کیونکہ خدا کی صفات دونوں صورتوں (سلبی اور یابی) میں واجب ہیں۔ لہٰذا مذکور امکان کو اس کی صفت میں بیان کرنا اس بات کو مستلزم ہے کہ **موصوف علٰی وجہ العینیة** کاذب ہے جیسا کہ یہ جمہور حکماء اور متکلمین کا مذہب ہے چہ جائیکہ اس پر اہل سنت والجماعت بھی ہیں۔ لہٰذا یہ گروہ اس وجہ سے کافر قرار دیا جائے گا کہ یہ خدا کے وصف واجب سے جو صدق ہے منکر ہے۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کا یہ قول اور مفاسد بھی پیدا کرتا ہے کہ واجب بالذات کامل نہیں بلکہ بالغیر کامل ہے۔ اس قسم کی ہفوات وہ بکتے رہتے ہیں اور وہ ہلاک ہو رہے ہیں اور خسران میں بڑھ رہے

ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں رسوا کرے۔

اسی طرح یہ گروہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ کے علمی اوصاف کاملہ کا انکار۔ آپ کے اپنے خلیل کے دیکھنے کا انکار۔ معراج کا انکار اور حاضر و ناظر ہونے سے انکار اور آپ کی ذات علیہ سے استمداد و استطاعت کی اعانت سے انکار کی بناء پر کافر ہوگا۔ پس تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان میں شامل نہ ہوں اور ان سے احتراز کریں۔ پس ظالموں کی طرف مائل نہ ہو جاؤ۔ پس ان کے پیچھے نماز اور ان کی نماز جنازہ بالاجماع حرام ہے۔” **محمد قمر الدین غفرلہٗ سیالوی سیال شریف**

(دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ صفحہ ۴۵۸۔
شائع کردہ کتب خانہ مہریہ مسجد نور منڈی چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر جولائی ۱۹۵۶ء)

فتویٰ ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم ومفتی دارالعلوم مرکزی مجلس حزب الاحناف پاکستان

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں مشائخ عظام وعلمائے دین حق اس مسئلہ میں کہ دیوبندی تو مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کذب (جھوٹ) ممکن ہے......

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْوَهَّابِ وَهُوَ الْمُوَفَّقُ لِلصَّوَابِ۔ واقعی یہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کے ہیں۔ اور نماز اس قسم کے اشخاص کے پیچھے باطل محض ہے۔ ان کو

قصداً امام بنانا سخت کبیرہ۔ اشد حرام ہے۔ اور جو نماز ان کے پیچھے پڑھی جائے گی اس کا اعادہ فرض ہے۔ ان کے ساتھ سلام وکلام، میل جول، نشست و برخاست سب حرام و ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالبرکات سید احمد غفرلہ ناظم و مفتی دار العلوم مرکزی انجمن
حزب الاحناف پاکستان لاہور (مہر دار الافتاء)

(دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ صفحہ ۵۶-۴۵۵ مصنفہ مولوی غلام مہر علی صاحب گولڑوی۔ شائع کردہ کتب خانہ مہریہ مسجد نور منڈی چشتیاں۔ ضلع بہاولنگر جولائی ۱۹۵۶ء)

فتویٰ احمد رضا خاں بریلوی

”کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین۔ اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ اور جو ان کے پاس لڑکوں کو پڑھنے کے لئے بھیجے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بَیِّنُوا، تُوجَرُوا۔

الجواب

حرام۔ حرام۔ حرام۔ اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے آثام۔
قال اللہ تعالیٰ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا۔
”وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ“

(احکام شریعت مکمل، حصہ سوم صفحہ ۳۲۷۔ مصنف احمد رضا خاں بریلوی۔ ناشر تعلیمی کتب خانہ گجرات مغربی پاکستان مطبوعہ پنجاب الیکٹرک۔ پریس گجرات مندرج فتاویٰ کا زمانہ ۱۳۲۰ھ تا ۱۳۳۹ھ)

ضمیمہ نمبر ۴

دیوبندیوں کے نزدیک

دوسرے مسلمان کافر ہیں

ضمیمہ نمبر ۴

دیوبندیوں کے نزدیک دوسرے مسلمان کافر ہیں!

(۱) علمائے دیوبند کے نزدیک سب بریلوی کافر ہیں

جوشخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنیفہ کے نزدیک قطعاً مشرک وکافر ہے۔ صاحب بحرالرائق کتاب النکاح میں صاف تحریر فرماتے ہیں کہ جوکوئی نکاح کے شاہدین اللہ اور رسول مقرر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے اور مشرک تو اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے اس واسطے کہ اشراک فی الذات یعنی تعدّدِ الٰہیہ کا قائل تو بہت ہی کم ہوا ہوگا۔ شامی نے **ردالمحتار** کی کتاب **الارتداد** میں صاف طور سے ایسے عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر کی ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محشر میں بھی بعض لوگوں میں قابل سقی ماءِ کوثر ہونے کا احتمال ہوگا۔ اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا **اِنَّکَ لَا تَدۡرِیۡ مَا اَحۡدَثُوۡا بَعۡدَکَ. اخرج البخاری الحدیث فقط**

اس فتویٰ پر علاوہ دیگر متعدد علمائے دیوبند کے مندرجہ ذیل علماء کی مہریں ثبت ہیں:

۱- مولوی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند

۲- مولوی ناظر حسن صاحب دیوبندی

۳- مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند

۴- مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

۵- مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳-۸۴ء

(فتاوی رشیدیہ کامل مبوّب از مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۷۳،۷۴۔
ناشر محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب۔ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی)

(۲) مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ

جو شخص اللہ جلّ شانہٗ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے۔ اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت مودت سب حرام ہیں۔

مہر
رشید احمد ۱۳۰۱ھ

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوّب از مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۶۲۔
ناشر محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب۔ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

(۳) ایک استفتاء اور دیوبندی علماء کا فتویٰ

سوال اوّل: بوسہ لینا قبر کا جائز یا حرام

سوال دوم: ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی وخواجہ سلیمان وغیرہ جائز یا شرک

سوال سوم: طواف کرنا قبر کا کیسا ہے؟

جواب مسئلہ اول: بوسہ لینا قبر کا حرام ہے۔ فی المدارج بوسه دادن قبررا وسجده کردن آنرا وسرنهادن حرام و ممنوع است ودربوسیدن قبر والدین روایت فقهی نقل می کنند و صحیح آنست که لایجوز انتهٰی واوفٰی لایجوز گناه صغیره است واصرار برآن کبیره است هکذا فی شرح عین العلم.

جواب مسئلہ دوم:۔ ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ حرام ہے۔ قاضی ثناءاللہ پانی پتی نے ترجمہ ارشاد الطالبین میں لکھا ہے کہ آنکه جهاں می گویند که یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئًا لله یا خواجه شمس الدین ترک پانی پتی شیئا لله جائز نیست و اگر روح حضرت شیخ را متصرف الامور اعتقاد می کند کفرے دیگرست فی بحرالرائق. من ظن ان المیّت یتصرف فی الامور دون الله و اعتقد بذالك یکفر. انتهیٰ۔

جواب مسئلہ سوم:۔ طواف کرنا قبر کا حرام ہے۔ اگر مستحب جان کر کرے کافر ہوگا۔

اس فتویٰ میں جن انیس علماء کے دستخط یا مہریں ثبت ہیں ان میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی بھی ہیں۔

(فتویٰ زنبیلی صفحہ۴ ناشر مولوی عبدالاحد صاحب مطبع مجتبائی۔
دہلی رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ مطابق اپریل ۱۸۹۱ء ایضاً فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوّب صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱)

(۴) مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ قادریوں اور چشتیوں کی نسبت

فرقہ فرقہ جدا ہونا باعتبار عقائد و اعمال کے بدعت ہے۔ جیسا روافض و خوارج عقائد میں اپنے اہوا سے مختلف ہو گئے ہیں تو اسی طرح اس زمانے کے قادری وچشتی مثلاً اپنے عقائد مبتدعہ میں اور اعمال ناجائز میں مختلف ہو کر ہر ایک نے خلاف شرع کو اپنا طریقہ مقرر کر لیا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوّب از مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔
ناشران محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)
(یہ فتویٰ ۱۳۱۱ھ مطابق ۹۴-۱۸۹۳ء میں دیا گیا)

(۵) فتویٰ مولوی سید حسین احمد صاحب مدنی سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند

’’نص صریح و حدیث صحیح میں موجود ہے کہ وہ جس نے تکفیر یا لعنت کسی پر کی وہ

دونوں میں سے ایک پر ضرور عائد ہوتی ہے۔ اگر مستحق وہ شخص ہو تو اس پر ورنہ فائل پر لوٹ آتی ہے پس چونکہ حضرات اکابر دیوبند وسہارنپور اس سے بری تھے لہٰذا یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کیلئے موجب خروج ایمان وازالہ تصدیق وایقان ہوں گی۔ اور قیادت میں ان کے جملہ متبعین کے واسطے اس کی موجب ہوگی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے۔ **انك لا تدری ما احدثوا بعدك** ۔ اور رسول مقبول علیہ السلام دجال بریلوی اور ان کے اتباع کو **سحقا سحقا** فرما کر اپنے حوض مورود وشفاعت محمود سے کتوں سے بدتر کر کے دھتکار دیں گے اور امت مرحومہ کے اجر وثواب و منازل ونعیم سے محروم کئے جاویں گے۔ **سود الله وجوههم فی الدارين وجعل قلوبهم قاسية فلا يؤمنوا حتی يروا العذاب الاليم**‘‘

(رجوم المذنبین علیٰ رؤس الشیاطین المشهور به ’’الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب‘‘ مؤلفہ مولوی سید حسین احمد صاحب مدنی۔ ناشر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

(۶) آغا عبدالکریم شورش کاشمیری مدیر ’’چٹان‘‘

نے بریلویوں کی نسبت لکھا

’’سیاسی طور پر غدار اور مذہبی طور پر کافر ہیں‘‘

(رسالہ ’’چٹان‘‘ لاہور ۲۹؍اکتوبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۵)

ضمیمہ نمبر۴

شیعوں کے کفر پر

علماء کا اتفاق

ضمیمہ نمبر۴

(۱) فتویٰ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

واما الرافضة فتفرقت اربع عشر فرقة. القطعية والكيسانية والكربية والمغيرية والمحمدية والحسينية والقادسية والاسماعيلية والقرامطية والمباركية والشميطية والعمارية والمحطورية والموسوية والامامية. والذى اتفقت عليه طوائف الرافضية وفرقها اثبات الامامة عقلًا و ان الامامة نصّ وان الائمة معصومون من الافات من الغلط والسهو والخطاء ومن ذالك انكارهم امامة المفضول والاختيار الذى قدمناه فى ذكر الأئمةومن ذلك تفضيلهم عليًا علىٰ جميع الصحابة و تنصيصهم على امامته بعد النبى صلى الله عليه وسلم. وتبريهم من ابى بكر وعمر وغيرهما من الصحابة الا نفرًا منهم سوىٰ ما حكى عن الزيدية فانهم خالفوهم فى ذلك ومن ذلك ايضاً ادعاء هم ان الامة ارتدت بتركهم امامة علىّ الا ستة نفر وهم علىّ و عمّار والمقداد بن الاسود وسلمان الفارسى و رجلان آخران ومن ذلك قولهم ان للامام ان يقول لست بامام فى حال التقية. وان الله لا يعلم ما يكون قبل ان يكون. وان الاموات يرجعون الى الدنيا قبل يوم الحساب الا الغالية منهم فانها زعمت بان لا حساب ولا حشر ومن ذلك ان الامام يعلم كل شئ ماكان وما يكون من امرا لدنيا والدين.

حتّٰی عدد الحصیٰ وقطر الامطار وورق الاشجار. وان الائمة تظهر علی ایدیهم المعجزات کالانبیاء علیهم السلام. وقال الاکثرون منهم ان من حارب علیًّا فهو کافر باللہ عزوجل واشیاء ذکروها غیر ذالك. واما الذی انفردت فیه عن کل فرقة فمنهم الغالیة وقد ادعت ان علیًّا افضل من الانبیاء صلوات اللہ علیهم اجمعین. وادّعت انه لیس بمدفون فی التراب کبقیة الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنهم بل هو فی السحاب بقاتل اعداه تعالٰی من فوق السحاب. وانه کرم اللہ وجهه یرجع فی اٰخر الزمان یقتل مبغضه واعدائه وان علیًّا وسائر الائمة لم یموتوا بل هم باقون الی ان تقوم الساعة ولا یتطرق علیهم الموت. وادعت ایضًا ان علیًّاؓ نبی وان جبریل علیه السلام غلط فی نزول الوحی علیه وادعت ایضًا ان علیًّا کان الهًا علیهم لعنهم اللہ و ملٰئکته وسائر خلقه الی یوم الدین وقلع اٰثارهم واباد خضراهم ولا جعل منهم فی الارض دیارا لانهم بالغوا فی غلوّهم ومردوا علی الکفر وترکوا الاسلام وفارقوا الایمان وجحدوا الالٰه والرسل والتنزیل . فنعوذ باللہ.

ترجمہ۔ رافضیوں کے ۱۴ فرقے ہو گئے ہیں۔ قطعیہ، کیسانیہ، کربیہ، مغیریہ، محمدیہ، حسینیہ، قادسیہ، اسماعیلیہ، قرامطیہ، مبارکیہ، شمیطیہ، عماریہ، محطوریہ، موسویہ اور امامیہ۔ جس عقیدے پر سارے رافضی گروہ اور فرقے متفق ہیں وہ عقلی طور

پر اثبات امامت ہے۔ ان کے نزدیک امامت منصوص ہوتی ہے۔ اور ائمہ غلطی، سہو وخطا کی آفتوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ مفضول کی امامت سے انکار کرتے ہیں اور اس بات کو ترجیح دیتے ہیں جس کا ہم نے ائمہ کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ اور اسی بناء پر وہ حضرت علی کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں اور نبی کریم صلعم کے بعد آپ کو امامت کے لئے منصوص قرار دیتے ہیں۔ اور ابوبکر، عمر وغیرہ صحابہ سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ سوائے ان میں سے ایک گروہ زیدیہ کے جن کا پہلے ذکر نہیں ہوا۔ کیونکہ انہوں نے اس مسئلہ میں ان گروہوں کی مخالفت کی ہے۔ اور ان کے عقائد میں سے ان کا یہ ادعا بھی ہے کہ امت سوائے چھ افراد کے علی کی امامت کو ترک کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئی۔ اور وہ علی، عمار، مقداد بن اسود، سلمان فارسی اور دو اور آدمی ہیں۔ اور ان کا یہ قول بھی ہے کہ امام کو تقیہ کی حالت میں یہ کہہ دینا چاہئے کہ میں امام نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو کسی بات کے ہونے سے پہلے یہ علم نہیں کہ وہ کیسے ہو گی۔ اور ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ مردوں کی یوم حساب سے قبل رجعت ہو گی۔ لیکن جو ان میں سے غالی ہیں ان کا یہ زعم ہے کہ نہ کوئی حساب ہے نہ حشر۔ اور ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ امام ہر شئے کو جانتا ہے جو ہو چکی اور جو ہو گی دنیا اور دین کے معاملے میں۔ حتّٰی کہ ان کو سنگریزوں۔ بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کا شمار بھی معلوم ہے اور یہ کہ ائمہ کے ہاتھ پر انبیاء علیہم السلام کی طرح معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اکثر نے ان میں سے یہ کہا ہے کہ جو علی سے لڑے وہ کافر باللہ ہے اور اسی قسم کے اور عقائد بھی انہوں نے بیان کئے ہیں۔ لیکن جو فرقہ ان میں سے اپنی ذات میں منفرد ہے وہ غالی فرقہ ہے۔ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ علی تمام انبیاء صلوات علیہم

اجمعین سے افضل ہے۔ اور یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ وہ دوسرے صحابہ کی طرح زمین میں مدفون نہیں۔ بلکہ وہ بادلوں میں رہتا ہے۔ اور بادلوں کے اوپر سے اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں۔ اور یہ کہ آپ کرم اللہ وجھہ آخری زمانہ میں رجعت فرمائیں گے۔ اور اپنے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں کو قتل کریں گے۔ اور یہ کہ علی اور سارے امام مرے نہیں بلکہ وہ سب قیامت تک باقی ہیں۔ موت ان پر راہ نہیں پا سکتی۔ اور اس کا بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علی نبی ہیں اور جبرائیل علیہ السلام نے وحی کے نزول کے بارے میں غلطی کی ہے۔ اور یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ علی ان کا معبود ہے۔ اللہ اس کے فرشتے اور ساری مخلوق ان پر قیامت کے دن تک لعنت کرے۔ اور خدا ان کے آثار کو اکھاڑ دے اور ان کی سرسبزی (شادابی) کو تباہ کرے اور ان میں سے زمین پر کوئی رہنے والا نہ چھوڑے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے غلو میں مبالغہ کیا ہے۔ اور کفر پر جم گئے ہیں۔ اور انہوں نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے اور ایمان سے الگ ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے معبود برحق اور رسولوں اور تنزیل سے انکار کیا ہے۔ **فنعوذ باللہ۔**“

(”غنیۃ الطالبین“ تالیف حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۰۔
مطبع حسامی لاہور جمادی الثانی ۱۲۸۲ھ مطابق اکتوبر ۱۸۶۵ء)

(۲) حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

”اجتناب از صحبت مبتدع لازم است. ضرر صحبت مبتدع فوق ضرر صحبت کافر است وبدترین فرق مبتدعه شیعه شنیعه“

ترجمہ۔ بدعتی کی صحبت سے اجتناب لازمی ہے۔ بدعتی کی صحبت کا نقصان کافر کی صحبت سے زیادہ ہے اور بدترین بدعتی فرقہ فرقہ شیعہ شنیعہ ہے۔''

(مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب پنجاہ و چہارم صفحہ ۷۱۔ از غوث ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ)

(۳) علماء ماوراء النہر کا فتویٰ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تصدیق:

''قول علماء ماوراء النهر چوں شیعه سبّ ولعن حضرات شیخین وذی النورین وبعضی از ازواج طاهرات رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین که کفر است تجویز کنند بربادشاه اسلام بلکه برسائر انام بنا بر امر ملك علام قتل وقمع انها اعلاء لدین الحق داخل لازم است وتخریب ابنیه واخذ اموال وا متعه ایشاں جائز''

(ردّ روافض صفحہ ۱۸)

ترجمہ۔ ''علماء ماوراء النہر کا فتویٰ یہ ہے کہ شیعہ کا حضرات شیخین اور ذوالنورین اور ازواج مطہراتؓ میں سے بعض کو گالیاں دینا اور لعنت ڈالنا (نعوذ باللہ) کفر ہے۔ بادشاہ اسلام بلکہ تمام انسانوں پر ان کا قتل کرنا اور ان کو مٹا دینا دین حق کی سربلندی کے لئے لازمی ہے۔ اور ان کے مکانوں کو تباہ کرنا اور مال و اسباب لوٹ لینا جائز ہے۔''

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تصدیق

’’سبّ شیخین کفر است واحادیث صحیحه بران دال است ۔ منها ما اخرج المحاصل و الطبرانی والحاکم عن عویم بن ساعدة انه صلی الله علیه وآله وسلم وبارك قال ان الله تعالٰی اختارنی واختارنی اصحابًا نجعل منهم وزراء وانصارًا واصهارًا فمن سبهم فعلیه لعنة الله و الملائکة والناس اجمعین. لا یقبل الله منه صوفًا ولا عولًا و لا کما اخرج الدار قطنی عن علی رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وآله وسلم وبارك الله سیأتی من بعدی قوم یقال لهم الرافضة فان ادرکتم فاقتلوهم فانهم مشرکون. قال قلت یا رسول الله ماالعلامة فیهم. قال یفرطونك بما لیس فیك ویطعنون علی السلف واخرجه عنه من طرق اخرٰی نحوه وزاده عنه وآیة ذلك انهم لیعبون ابا بکر وعمر من سبّ اصحابی فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین ۔وامثال این حدیث بسیار آمده است ...... و ایضًا سبّ شیخین موجب بغض ایشان است وبغض ایشان کفراست۔‘‘

ترجمہ۔ شیخین کو گالی دینا کفر ہے۔ اوراحادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں وہ حدیث بھی ہے جو محاصل ،طبرانی اور حاکم نے عویم بن ساعدة سے بیان کی ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے چُنا ہے۔ اور میرے لئے کچھ

صحابہ چُنے ہیں جن میں سے ہم وزراء۔ انصار اور (اصھار) خسر بنائیں گے۔ پس جو شخص ان کو گالی دے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ۔ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے کوئی معاوضہ اور بدلہ قبول نہیں کرے گا۔ اور دارقطنی نے حضرت علی سے روایت بیان کی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ وبارک علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میرے بعد کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کو رافضہ کہا جائے گا۔ پس اگر تم انہیں پاؤ تو انہیں قتل کردو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ حضرت علی کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ان کی کیا علامت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ بڑھا کر بیان کریں گے تجھ میں جو تجھ میں نہیں۔ اور وہ سلف پر طعن کریں گے۔ یہ حدیث آپ سے اور طرح بھی بیان ہوئی ہے۔...... یہ کہ وہ ابوبکر وعمر کو گالیاں دیتے ہیں۔ جس نے میرے صحابہ کو گالی دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اور اس قسم کی بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں...... اور اسی طرح شیخین کو گالیاں دینا ان سے بُغض کی وجہ سے ہے اور ان سے بُغض رکھنا کفر ہے۔''

(رسالہ در ردّ روافض صفحہ ۱۸، ۱۹ مشمولہ مکتوبات امام ربانی جلد سوم مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ)

فتویٰ عالم حنفی علّامہ ابن نجیم

مؤلف بحر الرائق شرح کنز الدقائق

''وقد صرح فی الخلاصة والبزازية بان الرافضی اذا سبّ

الشیخین وطعن فیهما کفر وان فضل علیًّا علیهما فمبتدع ولم یتکلما علٰی عدم قبول توبته وفی الجوهرة من سبّ الشیخین أو طعن فیهما کفر ویجب قتله ثم ان رجع وتاب وجود الاسلام هل تقبل توبته ام. لا. قال الصدر الشهید. لا تقبل توبته واسلامه ونقتله وبه اخذالفقیه ابوالليث السمرقندی و ابونصر الدیوسی وهو المختار للفتویٰ۔‘‘

ترجمہ۔ اور خلاصہ اور بزازیہ میں واضح ہے کہ اگر رافضی شیخین کو گالی دیں اور ان پر طعن کریں تو کافر ہیں۔ اور اگر وہ علی کو ان پر فضیلت دیں تو بدعتی ہیں اور ان کے توبہ کے عدم قبولیت میں کلام نہیں اور جوہرہ میں ہے کہ جس نے شیخین کو گالی دی یا ان پر طعن کیا اس نے کفر کیا اور اس کا قتل واجب ہے۔ پھر اگر وہ رجوع کرے اور توبہ کرے اور تجدید اسلام کرے تو کیا اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔ صدرالشہید کہتے ہیں کہ اس کی توبہ اور اسلام قبول نہ ہوگا اور ہم اسے قتل کر دیں گے۔ یہی مسلک فقیہ ابولیث سمرقندی اور ابونصر الدیوسی کا ہے......۔

(بحرالرائق ’’شرح کنزالدقائق‘‘ جلد۵ صفحہ ۱۳۶ طبع اول مطبعہ علمیہ مصر)

’’فتاویٰ عالمگیری‘‘ میں شیعوں کے خلاف فتویٰ

’’من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی الله عنه فهو کافر وعلی قول بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر. والصحیح انه کافر’’وکذلك من انکر خلافةعمر رضی الله عنه فی اصح الاقوال کذا فی الظهیریه‘‘

ترجمہ۔ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ اور بعض کے نزدیک وہ (مبتدع) بدعتی ہے کافر نہیں۔ اور درست یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ اور اسی طرح سے جو شخص حضرت عمر کی خلافت کا انکار کرے (یعنی وہ بھی کافر ہے) صحیح روایات کے مطابق۔ ظہیریہ میں اسی طرح ہے۔''

(''فتاویٰ عالمگیری'' جز ثانی صفحہ ۲۸۳۔ ناشر الحاج محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵۔ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ۱۳۴۹ھ مطابق ۳۱-۱۹۳۰ء)

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث و مفسر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

''شبه نیست که فرقه امامیه منکر خلافت حضرت صدیق اکبرؓ اند و در کتب فقه مسطور است که هر که انکار خلافت حضرت صدیق اکبر کند منکر اجماع قطعی شد و کافر گشت''

ترجمہ۔ بلاشبہ فرقہ امامیہ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے منکر ہیں۔ اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ جو حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کا انکار کرے گا وہ اجماع قطعی کا منکر اور کافر ہوگا۔''

(مجموعہ فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۹۱ ناشر مولوی محمد عبدالاحد شوال ۱۳۱۱ھ مطابق اپریل ۱۸۹۴ء مطبع مجتبائی دہلی)

مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی

اور دوسرے علمائے دہلی

''اقول بالله التوفیق ومعه الموصول الی التحقیق ناقلا لِأَقْوَال

العلماء الكرام من غير تغير وتبدل و مغرما. للفضلاء العظام بدون افتراء قال بحرالعلم والتمييز مولانا شاه عبدالعزيز قدس الله سره ونشر فى العٰلمين احسانه وبره فى اجوبة السوالات العشرة. جواب وسوال اول شبه نيست كه فرقه اماميه منكر خلافت حضرت صديق اند و دركتب فقه مسطوراست كه هر كه انكار خلافت حضرت صديق نمايد منكر اجماع قطعى گشت وكافر شد. قال فى فتاوٰى العالمگيريه الرافضى اذا كان يسبّ الشيخين ويلعنهما. العياذبالله. فهو كافر ولو قذف عائشة رضى الله عنها بالزنا كفر بالله وايضًا فيهما من انكر خلافة ابى بكر الصديق رضى الله عنها فهو كافر على قول بعضهم وقال بعضهم وهومبتدع وليس بكافر. والصحيح انه كافر وكذلك من انكر خلافة عمر رضى الله عنه فى اصح الاقوال.

وهرگاه بموجب روايات كفر آنها ثابت شد. پس درحق ايشان. نيز حكم كفار جاريست يعنى ابتدا بسلام ننمايد اِلَّا مِن خوف الضرر انتهى. قال مولانا على القارى فى شرحه بعد تحقيق بليغ فى حال ساب الشيخين نعم لواستحل السب والقتل فهو كافر لا محالة انتهىٰ . والرفضة يستحلون السب بل يزعمون الثواب عليه فهم كفار بلاشك وريب ويشهد على البيان المرقوم كلام مولانا شاه عبد العزيز فى حاشية المقدمة السنية ولفظ اللطيف هذا قوله

وفی التمسك بالاحادیث التی ذکرها نظر الخ. التمسك بالاحادیث التی ذکرها یقیدان سبهما حرام قطعاً بل کبیر من الکبائر ولا شك ان استحلال الحرام القطعی کفر بالاجماع. والشیعة یحلونه بلا شبهة انتهیٰ. فاعلموا باخلائنا ان وجوه کفر الرفضیة کثیرة تظهر من تفحص اعتقاد هم وتفتیش باطنهم و برؤیة افعالهم وسمع اقوالهم لکنی اکتفیت بهذا القدر لکثرة اشغالی وقلة فرصتی ولکون الوجه الواحد کفیا لا ثبات کفرهم فلیکفر اذا ثبت بوجوه کثیرة فهو حسبی ونعم الوکیل. والله اعلم بالصواب" حرره السید شریف حسین صانه الله عن کل شیءٍ۔

ترجمہ۔ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اور اسی سے تحقیق تک پہنچا جا سکتا ہے۔ علماء کرام کے اقوال کو نقل کرتے ہوئے۔ بغیر کسی تغیر اور تبدیلی کے اور فضلاء عظام کے زیر بار ہو کر بغیر کسی افتراء کے۔ **بحر العلم والتمییز** مولانا شاہ عبدالعزیز **قدس اللہ سرہ** ۔ اللہ اس کے احسان اور نیکی کو دنیا میں پھیلائے نے دس سوالوں کے جواب میں فرمایا۔ پہلے سوال کا جواب۔ اس میں شبہ نہیں کہ فرقہ امامیہ حضرت صدیق کی خلافت کے منکر ہیں اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ جو شخص حضرت صدیق کی خلافت کا انکار کرے گا وہ اجماع قطعی کا منکر ہوگا۔ اور کافر ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے رافضی جبکہ حضرات شیخین کو گالی دیتا ہے اور نعوذ باللہ ان دونوں پر لعنت کرتا ہے پس وہ کافر ہے۔ اور اگر وہ حضرت عائشہ پر زنا کا الزام لگائے تو وہ خدا کا

منکر ہے۔ اور اسی طرح اس میں لکھا ہے کہ جس نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا انکار کیا وہ کافر ہے بعض کے نزدیک۔ اور بعض کہتے ہیں وہ بدعتی ہے کافر نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ اور اسی طرح ہے جس نے حضرت عمرؓ کی خلافت کا انکار کیا صحیح ترین اقوال ہیں۔ پس روایات کے مطابق ان کا کفر ثابت ہے۔ پس ان کے بارے میں کفار کا حکم جاری ہے یعنی ان سے سلام کے ساتھ ابتداء نہ کی جائے سوائے نقصان کے خوف کے وقت۔ مولانا علی القاری اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ بڑی تحقیق کے بعد شیخین کو گالی دینے والوں کے متعلق۔ ہاں۔ اگر وہ گالی اور قتل کو حلال سمجھے تو وہ لامحالہ کافر ہے۔ اور رافضی گالی کو حلال قرار دیتے ہیں۔ بلکہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس پر ثواب ہے۔ پس وہ بلاشک وریب کافر ہیں اس تحریر شدہ بیان کی گواہی دیتا ہے مولانا شاہ عبدالعزیز کا کلام جو مقدمہ السنیہ کے حاشیہ میں ......جن حدیثوں سے تمسک کرنے کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ ان دونوں کو گالی دینا قطعاً حرام ہے۔ بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اور بلاشبہ حرام قطعی کو حلال قرار دینا بالاجماع کفر ہے۔ اور شیعہ بلاشبہ اسے حلال قرار دیتے ہیں۔ (بلاشبہ)

پس جان لو ہمارے دوستو! کہ رافضیوں کے کفر کی بہت سی وجوہات ہیں جو ان کے اعتقادات کی تفحص وتفتیش سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان کے اعمال کو دیکھنے اور اقوال کے سننے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن میں نے اسی پر اکتفا کیا ہے اپنی زیادہ مشغولیت اور فرصت کی کمی کی وجہ سے۔ اور اس لئے کہ ایک وجہ ہی ان کے کفر کے ثبوت میں کافی ہے۔ پس وہ کافر ہیں جبکہ بہت سی وجوہات ثابت ہیں۔ پس وہی کافی

ہے میرے لئے اور اچھا وکیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۲۹۱	۱۲۸۱	۱۲۸۹	۱۲۸۸
محمد عبدالحلیم	محمد سید نذیر حسین	سید احمد حسن	سید شریف حسین

(''کتاب ردّالتبرّا'' صفحہ۲۰، ۲۱۔ تصنیف سید الفت حسین صاحب۔
مدرس اوّل مدرسہ عربی دہلی۔ نصرت المطابع دہلی)

امام اہلسنت مولوی عبدالشکور صاحب مدیر ''انجم'' لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مُصَلِیًّا۔

''کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیاں شرع متین اس مسئلہ میں کہ شیعہ اثنا عشری مسلمان ہیں یا خارج از اسلام اور ان کے ساتھ مناکحت جائز اور ان کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا درست ہے یا نہیں۔ نیز اگر وہ کسی مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ دینا چاہیں تو لیا جائے یا نہیں؟

الجواب واللہ الموفق للصواب

شیعہ اثنا عشری قطعاً خارج اسلام ہیں ہمارے علمائے سابقین کو چونکہ ان کے مذہب کی حقیقت کما ینبغی معلوم نہ تھی بوجہ اس کے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں اور کتابیں بھی ان کی نایاب تھیں لہٰذا بعض محققین نے بنا بر احتیاط ان کی

تکفیر نہیں کی تھی مگر آج ان کی کتابیں نایاب نہیں رہیں اور ان کے مذہب کی حقیقت منکشف ہوگئی۔ اس لئے تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہوگئے ہیں۔ ضروریات دین کا انکار قطعاً کفر ہے اور قرآن شریف ضروریات دین میں سب سے اعلیٰ وارفع چیز ہے اور شیعہ بلا اختلاف کیا ان کے متقدمین اور کیا متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ ان کی معتبر کتابوں میں زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی موجود ہیں جن میں پانچ قسم کی تحریف قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے۔ کمی۔ بیشی۔ تبدل الفاظ۔ تبدل حروف۔ خرابی ترتیب۔ خرابی ترتیب سورتوں میں بھی اور آیتوں میں بھی، کلمات میں بھی۔ ان پانچ قسم کی تحریف کی روایات کے ساتھ ان کے علماء کا اقرار ہے کہ یہ روایات متواتر ہیں۔ تحریف قرآن پر صریح الدلالۃ ہیں اور انہیں کے مطابق اعتقاد ہے۔ علمائے شیعہ میں گنتی کے چار آدمی تحریف قرآن کے منکر ہیں۔ شیخ صدوق۔ ابن بابویہ قمی۔ شریف مرتضیٰ۔ ابوعلی طبری مصنف تفسیر مجمع البیان۔ تو ان چار اشخاص کے اقوال چونکہ محض بے دلیل اور روایات متواترہ کے خلاف ہیں اس لئے خود علمائے شیعہ نے ان کو رد کر دیا۔ پوری تحقیق اس مبحث کی میری کتاب تنبیہ الحائرین میں ہے۔ **من شاء فليطالعه**۔ علامہ بحر العلوم فرنگی محل پہلے شیعوں کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ مگر تفسیر مجمع البیان کے دیکھنے سے ان کو معلوم ہوا کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں لہٰذا انہوں نے ’’ فتواح الرحموت شرح معلم الثبوت‘‘ میں شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا۔ اور لکھا کہ قرآن شریف کی تحریف کا جو قائل ہے وہ قطعاً کافر ہے المختصر شیعوں کا کفر بر بنائے عقیدۂ تحریف قرآن محل تردد نہیں ہے۔ علاوہ اس

کے دوسرے وجوہ کفر بھی ہیں۔ مثل عقیدۂ بداقذاف ام المومنین وغیرہ کے مگر ان میں کچھ تاویل کی گنجائش ہے۔ لہٰذا شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام اور ان کا چندہ مسجد میں لینا ناروا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کی مذہبی تعلیم ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ سنیوں کے جنازہ میں شریک ہو کر یہ دعا کرنا چاہیئے کہ یا اللہ اس کی قبر کو آگ سے بھر دے اور اس پر عذاب نازل کر۔ فقط **واللہ تعالیٰ اعلم**''

(''کتبہ افقر العباد اللہ محمد عبدالشکور عافاہ مولاہ۔ امام اہلسنت وفات ۲۳؍اپریل ۱۹۶۲ء
اخبار پیام اسلام لاہور ۵؍مئی ۱۹۶۲ء)

نامور دیوبندی علماء کے فتاویٰ

''شیعوں کا فرقہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قذف کریں۔ تہمت (نعوذ باللہ) لگائیں کافر ہے۔ قال **العلامة الشامی او کان ینکر صحبة الصدیق ویقذف السیدة الصدیقة رضی اللہ عنہا فھو کافر لمخالفتہ القواطع المعلومة من الدین بالضرورة** ۔ جو کلام اللہ کی تحریف کا قائل ہو وہ مرتد اور کافر ہے۔ اہل کتاب بھی نہیں۔ ان سے مناکحت اور تعلقات رکھنا حرام ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَوۡ كَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِيۡرَتَهُمۡ''

''شادی۔ غمی، جنازہ کی شرکت ہرگز نہ کی جائے۔ ایسے عقیدہ کے شیعہ کافر ہی نہیں بلکہ اکفر''   (ریاض الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۹ صفر ۱۳۴۸ھ)

''مقاصد مذکورہ فی السؤال کے روافض صرف مرتد اور کافر خارج از اسلام ہی نہیں ہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی اس درجہ ہیں کہ دوسرے فرق کم نکلیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے جمیع مراسم اسلامیہ ترک کرنا چاہیئے۔ بالخصوص مناکحت۔ کیونکہ اس میں خود یا دوسروں کو زنا اور فواحش میں مبتلا کرنا ہے۔

اعاذ نااللہ وسائر المسلمین عن جمیع المعاصی''۔

بندہ محمد مرتضٰی حسن

ناظم شعبہ تعلیمات دارالعلوم دیوبند

فرق الروافض کثیرة ولهم عقائد شتّٰی وظنون باطلة. فمنها مایوجب تکفیرهم ومنها غیره. واما اصحاب العقائد التی فی السؤال لا ریب فی تکفیرهم وعدم صحة المناکحة معهم بل فی عدم جواز جمیع المراسم الاسلامیة (خذلهم الله) ''محمد اعزاز علی''

الجواب صحیح والمجیب نجیع ۔ تحریف قرآن کا عقیدہ کفر ہے۔ اثنا عشری شیعہ اس کے قائل ہیں۔ جیسا کہ جواب میں مصرحہ ہے لہٰذا خارج از اسلام ہیں ان سے مناکحت وغیرہ جائز نہیں۔''

کتبہ مہدی حسن شاہجہان پوری

الجواب صحیح ۔ حمید حسن دیوبندی (مدرس دارالعلوم دیوبند)

الجواب صحیح ۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ (مدرس دار العلوم دیوبند)

الجواب صواب ۔ بندہ محمد شفیع غَفَر لہٗ (مدرس دار العلوم دیوبند)

الجواب صحیح ۔ محمد رسول خاں (مدرس دار العلوم دیوبند)

الجواب صحیح ۔ (مدرس دار العلوم دیوبند) ایضاً

الجواب صحیح ۔ بندہ محمد یامین غفرلہٗ (مدرس دار العلوم دیوبند)

الجواب صحیح ۔ عبد السمیع

الجواب صواب بلا ریب ۔ نبیر حسن عفا اللہ عنہ (مدرس دار العلوم دیوبند) ایضاً

صحیح الجواب ۔ اصغر علی

جن لوگوں کے مذکورہ بالا اعتقادات ہیں وہ یقیناً کافر خارج از اسلام ہیں ۔ ننگ اکابر حسین احمد (صدر المدرسین)

منکر قطعیات یقیناً کافر ہے ۔ بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ ۔

الجواب صحیح ۔ محمد انور عفی عنہ

الجواب صواب ۔ محمد عبد الوحید غفرلہٗ ۔

الجواب صحیح ۔ سید اصغر حسین عفی عنہ

ذالک کذلک ۔ خلیل احمد عفی عنہ

ما اصاب ما اجاب ۔ محمد طیب غفرلہٗ نائب مہتمم و مدرس دار العلوم دیوبند اصاب المجیب **العلّام فان مدعی تحریف القرآن الکریم لا شائبۃ فی اکفارہ** ۔

واللہ اعلم۔

محمد چراغ المدرس بانوار العلوم گوجرانوالہ

شیعہ اثناعشریہ۔ جن کا اعتقاد تحریف قرآن کے متعلق جواب میں ذکر ہو چکا۔ ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔"

محمد عبدالعزیز عفا اللہ عنہ خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ و مفتی شہر و مصنف نبراس الساری وغیرہ"

("علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ در باب ارتداد شیعہ اثناعشریہ" ناشر مولوی محمد عبدالشکور۔ مدیر "النجم" لکھنؤ)

نوٹ: "دیوبندی علماء سے فتویٰ پر صفر ۱۳۴۸ھ کی تاریخ دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتوے جولائی اگست ۱۹۲۹ء میں دیئے گئے تھے۔ سن اشاعت مطبوعہ فتویٰ پر درج نہیں۔"

تعزیہ داری

(۱) تعزیہ داری حرام اور شدید ترین گناہ ہے۔

(۲) تعزیہ داری رسول خدا صلعم کی سخت بیزاری کا باعث ہے۔

(۳) تعزیہ داری اسلام اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دشمنی کا نام ہے۔

(۴) محرم کی روشنی۔ باجا۔ جلوس وغیرہ یزید کے ساتھیوں کا کام ہے ہر مسلمان کو ایسے گناہ سے توبہ کرنی لازم ہے۔

(اشتہار منجانب ناظم جمعیت شیخ الاسلام صوبہ جات متحدہ شہر آگرہ)

یہ اشتہار روزنامہ ہمدرد ۶ رمئی ۱۹۲۷ میں شائع شدہ فتویٰ کے حوالہ سے شائع کیا گیا۔ اس فتویٰ پر انچاس مقتدر سنی علماء کے دستخط تھے جن میں سے بعض ممتاز علماء یہ تھے۔

حسین احمد مدنی۔ جانشین حضرت شیخ الہند
مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء
مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، سید سلیمان صاحب ندوی
مولوی محمد انور شاہ صاحب دیوبندی
مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبند
مولوی محمد انور شاہ کاشمیری

مولوی محمد انور شاہ کاشمیری مدرس دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ

”والاکثر علی تکفیر منکر خلافة الشیخین۔“

(کتبا اکفار الملحدین فی ضروریات الدین مؤلفہ استاذ محمد انور شاہ الکشمیری۔ شیخ الحدیث جامعہ اسماعیلیہ ڈابھیل ۱۳۵۰ھ مطابق ۳۲-۱۹۳۱ء جدید برقی پریس دہلی)

مولوی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

”غالی شیعوں کی لڑکیاں سنیوں کو لینا اور نہ ان کو اپنی لڑکیاں دینا جائز ہے۔“

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کامل مبوّب جلد پنجم، ششم۔ صفحہ ۴۷)

مشتمل بر فتاویٰ مفتی اعظم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب و مفتی محمد شفیع صاحب

مفتی دارالعلوم دیوبند۔ مرتبہ مولوی محمد اکمل صاحب سابق رفیق دارالافتاء دارالعلوم دیوبند۔ ناشر کتب خانہ امدادیہ دیوبند یوپی انڈیا۔“

مولوی ابوالریان محمد رمضان نائب مفتی وفاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور اور مولوی ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم ومفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف کا متفقہ فتویٰ

”جو شخص سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو (نعوذ باللہ) منافق۔ غاصب۔ اور شیطان کہتا ہے۔ وہ کافر ومرتد ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے......عقود الدریہ میں علامہ شامی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بُرا کہنے والا گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنے والا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے وہ مسلمان کیسے ہوسکتا ہے۔ چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ ۹۵ پر ہے۔”و اما سبّ الشیخین رضی الله عنهما فانه کسبّ النبی صلی الله علیه وسلم. وقال صدر الشهید من سبّ الشیخین او لعنهما یکفر ویجب قتله۔“

شیخین کو برا کہنا بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے کی طرح ہے اور صدر الشہید علیہ الرحمہ نے فرمایا جو شیخین کو برا کہے یا ان پر لعنت کرے وہ کافر ہوجائے گا اور اس کا

قتل کرنا واجب ہے (مرتد کو قتل کرنا حکام کا کام ہے) اور اس قسم کے بدعقیدہ اور گمراہوں کے حق میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان کے ساتھ مت بیٹھو۔ مت کھاؤ۔ مت پیئو۔ نماز جنازہ نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز مت پڑھو۔ ان کی بیمار پرسی نہ کرو۔ لہٰذا ایسے بھائیوں سے میل جول رکھنا جائز نہیں اور نہ ہی ان کو مسلمان سمجھنا روا۔ ’’**واللہ اعلم تعالیٰ**‘‘

(احقر العباد مولوی ابوالریان محمد رمضان نائب مفتی و فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور) ’’**الجواب صحیح والمجیب نجیح۔**‘‘ فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ ناظم و مفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور‘‘

(’’شیعہ سنی اتحاد کے لئے مخلصانہ اپیل‘‘

مرتبہ ابویزید محمد دین بٹ چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور پاکستان۔ صدر جمعیۃ محبین صحابہ ۱۹۶۵ء)

ابومعاویہ ابوذر بخاری ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام کا فتویٰ

’’پوری امت اور اس فرقہ میں سخت اصولی اور بنیادی اختلافات ایک مسلمہ حقیقت کا درجہ رکھتے ہیں‘‘ (حاشیہ کتاب ’’تاریخ احرار‘‘ مؤلفہ چوہدری افضل حق صاحب مفکر احرار ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام پاکستان لاہور۔ ملتان۔ طبع دوم مارچ ۱۹۶۸ء)

مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے فتاویٰ

(۱) ’’آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں

ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہوسکتا ہی نہیں۔ ایسے ہی وہابی۔ قادیانی۔ دیوبندی نیچری۔ چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض۔ باطل اور زنا خالص ہوگا۔ اوراولا دولدزنا۔ عالمگیریہ میں ظہیریہ سے ہے۔ ''**احکامهم احکام المرتدین**۔'' اسی میں ہے۔ ''**لا یجوز نکاح المرتدمع مسلمة ولا کافرة اصلیةولا مرتدة وکذا لا یجوز نکاح المرتدة مع احد**۔''

''الملفوظ حصہ دوم'' صفحہ ۹۷، ۹۸ مرتبہ مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں ناشر کتب خانہ سمنانی مدرسہ اسلامی عربی انورکوٹ میرٹھ شہر۔ برقی پریس دہلی۔ طبع اول سن اشاعت ۱۳۸۳ھ)

(۲) ''بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم قطعی یقینی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہرالٰہی ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا محض زنا ہوگا۔ اولا دولدالزنا ہوگی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولدالزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لئے مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا ترکہ نہیں پاسکتا۔ سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہانتک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول۔ سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہوکر بھی انہیں مسلمان

جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اوراس کے لئے بھی یہی سب احکام ہیں جوان کے لئے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اوراس پر عمل کر کے سچے پکے سنی بنیں‘‘

(رسالہ ردالرفضۃ صفحہ ۲۳ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور پاکستان۔
مطبوعہ گلزار عالم پریس بیرون بھاٹی گیٹ لاہور ۱۳۲۰ھ)

(۳)’’عورت کا ذبیحہ جائز ہے۔ جبکہ ذبح صحیح طور پر کر سکے۔ یہودی کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ نام الٰہی عزّ جلالہٗ لے کر ذبح کرے۔ اور یوں ہی اگر کوئی واقعی نصرانی ہو۔ نہ نیچری دہریہ جیسے آج کل کے عام انصاری ہیں۔ کہ نیچری کلمہ گو مدعی اسلام کا ذبیحہ تو مردار ہے۔ کہ مدعی نصرانیت کا، رافضی، تبرّائی، وہابی۔ دیوبندی وہابی غیر مقلّد، قادیانی۔ چکڑالوی۔ نیچری۔ ان سب کے ذبیحے محض نجس ومردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں۔ اور کیسے ہی متقی پرہیزگار ہوں۔ کہ یہ سب مرتدین ہیں۔ **ولا ذبیحۃ لمرتد**۔ ہاں غیر تبرائی تفضیلہ کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ ضروریات دین سے نہ کسی شئے کا خود منکر ہو۔ نہ اس کے منکر رافضی وغیرہ کو مسلمان جانتا ہو۔ **واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**‘‘

(احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲۔ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بحمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کتاب ’’احکام شریعت مکمل‘‘ مصنفہ احمد رضا خاں بریلوی۔ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات مغربی پاکستان
مطبوعہ پنجاب الیکٹرک پریس گجرات۔ مندرج فتاویٰ زمانہ ۳۹-۱۳۲۰ھ)

(۴) احکام دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے۔ اور مرتدوں میں سب سے

خبیث تر منافق، رافضی۔ وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی گو کلمہ پڑھتے اپنے آپ کو مسلمان کہتے، نماز وغیرہ افعال اسلام بظاہر بجالاتے، بلکہ وہابی وغیرہ قرآن و حدیث کا درس دیتے لیتے اور دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں شریک ہوتے۔ بلکہ چشتی۔ نقشبندی وغیرہ بن کر پیری مریدی کرتے اور علماء و مشائخ کی نقل اتارتے اور بایں ہمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے یا ضرورت دین کسی شے کا انکار رکھتے ہیں ان کی اس کلمہ گوئی و ادعائے اسلام اور افعال و اقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے ان کو اخبث و اضر اور ہر کافر، اصلی۔ یہودی، نصرانی، بت پرست مجوسی سب سے بدتر کر دیا۔ کہ یہ آ کر پلٹے، دیکھ کر الٹے، واقف ہو کر اوندھے۔ **قال اللہ تعالیٰ** ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ یہ اس کا بدلہ ہے کہ وہ ایمان لا کر کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو اب ان کو اصلاً سمجھ نہ رہی۔ **واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم**"

کتبہ، عبدہ المذنب عفی عنہ بحمدنِ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

("احکام شریعت مکمل" حصہ اول صفحہ ۱۴۴ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات مغربی پاکستان
مطبوعہ پنجاب الیکٹرک پریس گجرات تاریخ تصنیف ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ تا ۱۳۳۹ھ)

شیعوں کی طرف سے

دوسرے مسلمانوں پر

فتاویٰ کُفر

ضمیمہ نمبر۴

۱

ائمہ شیعہ کا منکر کافر ہے

’’عن ابی عبداللہ ،قال سمعتہ یقول نحن الذین فرض اللہ طاعتنا لا یسع الناس الامعرفتنا ولا یعذرالناس بجھالتنا. من عرفنا کان مؤمنا. ومن انکرنا کان کافرا. ومن لم یعرفنا ولم ینکرنا کان ضالًّا حتی یرجع الی الھدیٰ الذی افترض اللہ علیہ من طاعتنا الواجبۃ فان یمت علی ضلالہ یفعل اللہ بہ ما یشاء‘‘

(الصافی شرح اصول الکافی صفحہ۶۱۔ کتاب الحجہ جزء سوم باب ہشتم اصل وفرض طاعۃ الائمۃ۔
مؤلفہ علامہ سرآمد محدثین ملا خلیل۔ در مطبع فیض منبع منشی نول کشور لکھنؤ۔
رجب المرجب ۱۳۰۸ھ مطابق مارچ ۱۸۹۱ء)

شیعہ کے علاوہ سب اولاد البغایا ہیں

’’عن ابی جعفر علیہ السلام. قال قلت لہ ان بعض اصحابنا یفترون ویقذفون من خالفھم. فقال الکف عنھم اجمل. ثم قال واللہ یا ابا حمزۃ ان الناس کلھم اولاد بغایا ما خلا شیعتنا۔‘‘

(’’الفروع من الجامع الکافی‘‘ جلد۳ کتاب الروضہ صفحہ۱۳۵۔
مصنفہ’’رئیس المحدثین الشیخ الامام الحافظ ثقۃ الاسلام ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحٰق الکلینی الرازی‘‘
مطبع العالی المغربی منشی نولکشور لکھنؤ جولائی ۱۸۸۶ء)

شیعہ، سنی کا نکاح جائز نہیں

’’عن عبدالرحمن ابی نجران عن عبداللہ بن سنان . قال سألت یا

عبداللہ علیه السلام عن الناصب الذی قد عرف نصبه و عداوته هل یزوجه المؤمنة وهم قادر علی رده وهو لا یعلم برده. قال لا یزوج المؤمن الناصبة ولا یزوج الناصب المؤمنة ولا یتزوج المتصنف مؤمنة۔“

(”الفروع من الجامع الکافی جلد ا صفحہ ۱۴۲۔ کتاب النکاح“
مؤلفہ رئیس المحدثین الشیخ الامام الحافظ ثقة الاسلام ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی۔
مطبع العالی المغربی نولکشور لکھنؤ جولائی ۱۸۸۶ء)

غیر شیعہ کے لئے دعائے جنازہ

”عن حماد بن عیسی عن حریر عن محمد بن مسلم عن احدهما علیهما السلام قال ان کان جاهدًا للحق فقل اللهم املأ جوفه نارًا وقبره نارًا وسلط علیه الحیّات والعقارب۔“

(الفروع من الجامع الکافی“ کتاب الجنائز صفحہ ۱۰۰۔
”رئیس المحدثین الامام الحافظ ثقة الاسلام ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی“
مطبع العالی مغربی منشی نولکشور لکھنؤ ۱۳۰۲ھ مطابق ۸۵-۱۸۸۴ء)

شیعہ مجتہد حسین بن علی کا فتویٰ

”سوا فرقہ اثنا عشریہ امامیہ کسی ناجی نیست۔ کشتہ شود خواہ بموت خود بمیرد“

واللہ یعلم“ عبدہ حسین بن علی (مجتہد)

(حدیقه شهداء صفحہ ۶۵ از مرزا جان ۱۲۷۲ھ مطابق ۵۶۵-۱۸۵۵ء)

مولوی سید تصدق حسین رضوی شیعہ عالم کا فتویٰ

’’نزدیک محققین کے حرام ہے عقد زن مومنہ شیعہ کا مرد سنی سے‘‘

(تحفۃ العوام‘ مرتبہ سید تصدق حسین صاحب رضوی صفحہ ۲۷۳۔ بار چہارم
مطبع نامی منشی نول کشور ماہ اکتوبر ۱۸۹۷ء)

نوٹ۔ اس کتاب کے سرورق پر لکھا ہے کہ ’’اعلان ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ کتاب فیض انتساب مذہب اثنا عشری یعنی مذہب شیعہ کے احکام و مسائل دین وغیرہ کی ہے۔ لہٰذا صاحبان سنت و جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ اس کتاب کے ملاحظہ کی طرف ہرگز توجہ نہ فرمائیں۔

سنی کی نماز جنازہ کے لئے دعا

اسی کتاب میں لکھا ہے:

’’اگر میت شیعہ نہ ہو اور دشمن اہلِ بیت ہو اور نماز بضرورت پڑھنا پڑے تو بعد چوتھی تکبیر کے کہے۔ **اللھم اخذ عبدك فی عبادك وبلادك اللھم اصله حر نارك. اللھم أذقه اشد عذابك. فانه كان یوالی اعداءك و یعادی اولیاءك و یبغض اهل بیت نبیك. صلی الله علیه وآله وسلم۔**‘‘

(تحفۃ العوام صفحہ ۱۷-۲۱۶ بار چہارم)

ضمیمہ نمبر۴

(فرقہ) اہلحدیث (غیر مقلدین)
کے خلاف فتاویٰ کفر

ضمیمہ نمبر۴

(۱)

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس امر میں کہ یہ گروہ غیر مقلدین۔ اہل سنت و جماعت میں داخل ہے یا مثل اور فرقوں ضالہ کے اہل سنت سے خارج ہے (۲) ان کے ساتھ مخالطت اور مجالست اور ان کو اپنی مسجد میں آنے نہ دینا درست ہے یا نہیں۔ (۳) اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

الجواب

جواب سوال اوّل کا یہ ہے کہ فرقہ غیر مقلدین جن کی علامت ظاہری اس ملک میں آمین بالجہر یعنی آمین پکار کے کہنا اور رفع الیدین اور نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے **الحمد** پڑھنا ہے۔ اہل سنت سے خارج ہیں۔ اور مثل دیگر فرقہ ضالہ رافضی، خارجی **وغیرھما** کے ہیں کیونکہ ان کے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت کے ہیں......

جواب سوال دوم:۔ غیر مقلدون سے مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو اپنی خوشی سے اپنی مسجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع ہے کیونکہ مسائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وہ اہل بدعت ہیں نہ اہل سنت۔ اور مجالست اور مخالطت اہل بدعت سے شرعاً ممنوع ہے......

جواب سوال سوم :۔ مسائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہیں۔ کَمَالَا یَخْفٰی ''

(نقل فتویٰ مطابق اصل مطبوعہ رمضان ۱۳۰۰ھ مطبع فیض محمد واقع لکھنؤ۔

دھرم سھائیگ پریس لودیانہ باہتمام منشی مادھوسروپ صاحب مطبوعہ اکتوبر ۱۸۸۳ھ)

اس فتویٰ پر ۵۲ مولویوں کے دستخط ہیں جن میں سے محمد عبدالحق مدرس فتحپوری منصور علی از ست امام مسجد حوض۔ محمد اسماعیل مدرس دہلی۔ محمد اسحٰق ولد مولوی عبدالعزیز قابل ذکر ہیں۔

(جامع الشواھد فی اخراج الوھابین عن المساجد صفحہ ۱ تا ۸)

(۲)

'' تقلید کو حرام اور مقلدین کو مشرک کہنے والا شرعاً کافر بلکہ مرتد ہوا......اور حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ اس کو قتل کریں اور عذرداری اس کی بایں وجہ کہ مجھ کو اس کا علم نہیں تھا شرعاً قابل پذیرائی نہیں۔ بلکہ بعد توبہ کے بھی اس کو مارنا لازم ہے۔ یعنی اگر چہ توبہ کرنے سے مسلمان ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسے شخص کے واسطے شرعاً یہی سزا ہے کہ اس کو حکام اہل اسلام قتل کر ڈالیں۔ یعنی جیسے حد زنا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی اسی طرح یہ حد بھی تائب ہونے سے دور نہیں ہوتی اور علماء اور مفتیان وقت پر لازم ہے کہ بمجرد مسموع ہونے ایسے امر کے اس کے کفر اور ارتداد کے فتویٰ دینے میں تردد نہ

کریں ورنہ زمرۂ مرتدین میں یہ بھی داخل ہوں گے۔‘‘

(’’انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمکاسد والفاسد‘‘ صفحہ ۵ تا ۷۔

مطبوعہ جعفری پریس لاہور مصنفہ مولوی محمد ابن مولوی عبدالقادر لدھیانوی)

(۳)

’’کیا حکم شرعی ہے اس معاملہ میں کہ طریقہ حنفیہ میں باوجود ممانعت کے ایک شخص باز نہیں آتا۔ اور با آواز بلند جو کبھی کہہ نہیں سکتا تھا۔ اب بعد ختم الحمد کے آمین جبکہ پیش امام سورت شروع کرتا ہے کہتا ہے۔ آیا طریقہ حنفیہ میں جو ہر کوئی بلند آواز کے ساتھ نہیں کہتا۔ لیکن وہ نہیں مانتا۔ آیا باآواز بلند جائز ہے یا ناجائز؟ اور طریقہ وہابیہ اپنا جاری کئے ہوئے ہے۔ فاتحہ عموماً گیارہویں شریف کی ممانعت کرتا ہے کہ غوث پاک کا فاتحہ یا کوئی فاتحہ نہ کیا جاوے۔ اور میلاد شریف یعنی ذکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت پرہیز رکھتا ہے۔ آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز حنفیہ مذہب کی درست ہے یا نہیں۔ حکم مطابق احکام خدا اور رسول آنا چاہئے لفافہ مع پتہ کے روانہ کرتا ہوں۔ کل اہل جماعت سنت حنفیہ کی طرف سے عرض ہے۔‘‘

رقیمہ ادب مسلمانان مسجد میراں پور ڈاک خانہ میراں پور تحصیل و ضلع سلطانپور ۱۲/ اگست ۱۹۱۹ء۔ سوال صاف ہے کہ آمین بالجہر کہنا اور مروجہ فاتحہ پیر کا پڑھنا اہل سنت کے مذہب میں جائز ہے یا نہیں۔ ایسے صاف سوال کا جواب کیا ملا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

الجواب

''ایسا شخص ضرور پکا وہابی۔ غیر مقلد ہے اور وہابیہ وغیر مقلدین زمانہ بالاتفاق علمائے حرمین شریفین کافر مرتد ہیں ایسے کہ جو ان کے اقوال ملعونہ پر اطلاع پا کر انہیں کافر نہ جانے یا شک ہی کرے خود کافر ہے۔ ان کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام۔ ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں۔ ان کا نکاح کسی مسلمان کافر مرتد سے نہیں ہوسکتا۔ ان کے ساتھ میل جول، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سلام کلام۔ سب حرام ان کے مفصّل احکام کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف میں موجود ہیں۔'' وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ''

مہر دارالافتاء مدرسہ اہل سنت والجماعت	مہر آل رسول احمد رضاں خاں بریلی	مہر شفیع احمد خاں رضوی سنی۔ حنفی۔ قادری

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ ۴۰۹ مرتبہ الحاج مولانا محمد داؤد راز خطیب اہلحدیث۔)

(۴) غیر مقلدین، وہابی، نجدی، مرتد ہیں یعنی مسلمان نہیں

اس لئے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ یعنی اور ان کی راہ چلو جو میری طرف رجوع ہوئے...... اور اس آیت سے معلوم ہو گیا

کہ جو لوگ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ان کا اتباع واجب ہے اور کتب تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم منیب الی اللہ کے افراد میں سے ہیں۔ پس ان کا اتباع بھی واجب ہوگا۔ پس تقلید کو حرام اور حضرات مقلدین کو جہنم کا کتا اور کافر و مشرک کہنے والا شرعاً کافر ہوا۔ بلکہ مرتد ہوا لِأَنَّ تَحْرِيْمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ وَاِنْكَارُ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ. وَالْكُفْرُ بَعْدَ اِسْلَامٍ اِرْتِدَادٍ” ۔ یعنی تحقیق جس چیز کو اللہ نے حلال کیا اس کو حرام کہنے والا اور مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہے اور ایمان و اسلام کے بعد کفر کرنا ارتداد ہے اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ غیر مقلدین، وہابی، نجدی کافر بلکہ مرتد ہیں اس لئے کہ اللہ نے تقلید کو حلال کر دیا ہے اور غیر مقلدین ملحدین اس کو حرام کہتے ہیں۔ لہٰذا غیر مقلدین بوجہ تحریم ما أحل الله اور انکار مسلم خود کافر اور مرتد ہیں......اور جب یہ فرقہ مبتدعہ محدثہ ناریہ اپنے پیغمبروں کے قول کے مقابل جاہل، بے دین، مردود، فاسق، کافر، مرتد، خارج از اسلام ہے۔ تو دوستو یاد رہے ان غیر مقلدین، وہابی، نجدی مسلوب الایمان کے پیچھے نماز پڑھنا یا ان کے جنازے کی نماز پڑھنا اور ان کے یہاں کھانا پینا۔ اور شادی بیاہ کرنا۔ اور ان کے ساتھ کسی طرح کا اسلامی برتاؤ کرنا شرعاً گناہ کبیرہ اور حرام ہے اور حدیث شریف میں جو وارد ہوا ہے۔ اور غیر مقلدین بغرض فریب دہی عوام کہا کرتے ہیں کہ ”صَلُّوْا خَلْفَ كُلِّ بِرٍّ وَفَاجِرٍ“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھو پیچھے ہر نیک اور بد کے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان ایماندار نیک و بد ہو اس کے پیچھے یا اس کے اوپر نماز پڑھو۔ اور غیر مقلدین تو مسلمان ہی نہیں ہیں بلکہ مرتد ہیں۔ اور مرتد اس کو کہتے ہیں جو

اسلام سے پھر گیا ہو۔ دوستو غور کرو اور دیکھو یہ غیر مقلدین وہابی نجدی خود اپنے ہی پیغمبروں کے قول کے مطابق اسلام سے خارج ہیں۔ پس ان کے پیچھے نماز پڑھنا۔ یا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا قطعاً حرام ہے۔ الغرض یہ غیر مقلدین ملحدین کسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتے۔''

(ارتداد الوھابیّین فی جواب اھل الذکر و تکفیر المبتدعین صفحہ ۲۶ تا ۳۰۔
مرتبہ ابوالحامد احمد علی۔ مطبوعہ روز بازار الیکٹرک سٹیم پریس امرت سر)

(۵) غیر مقلدین وہابی واجب القتل ہیں

''حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن دہانی فرماتے ہیں۔ حمد وصلوۃ کے بعد کوئی شک نہیں کہ وہ قوم (یعنی غیر مقلدین وہابی) جن کے حال سے سوال ہے زمانہ کفر صریح کی پیچ والے ہیں۔ دین سے نکل گئے ہیں جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانہ سے۔ دنیا میں اس کے مستحق ہیں کہ سلطان اسلام ان کی گردنیں مارے اور عزّ و جلّ کے حضور پیشی اور حساب کے دن سخت تر عذاب کے سزاوار۔ اللہ ان پر لعنت کرے اور ان کو رسوائی دے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ کرے۔''

(ارتداد الوھابین فی جواب اھل الذکرو تکفیر المبتدعین صفحہ ۳۹۔
مرتبہ ابوالحامد احمد علی۔ مطبوعہ روز بازار الیکٹرک سٹیم پریس امرتسر)

(۶)

”لا شك فی كفر هٰؤلاء الخوارج. كلاب النار وحزب الشيطٰن وحقيق بالقبول والاذعان. ما جاء به هذا النجم اللامع والسيف القاطع رقاب الوهابية ومن كان لهم تابع. الشيخ الكبير و العلم الشهير مولاناوقدوتنا احمد رضا خان البريلوی سلمه الله واعانه على اعداء الدين المارقين۔“

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ یہ خارجی یہ دوزخ کے کتے ہیں یہ شیطان کے گروہ کافر ہیں۔ اور ماننے اور گرویدگی کے لائق ہے جس کو یہ روشن ستارہ لایا وہ وہابیہ اوران کے تابعین کی گردن پر تیغ بُرّاں۔ استاذ معظم اور نامور مشہور ہمارا سردار ار ہمارا پیشوا احمد رضا خاں بریلوی اللہ اسے سلامت رکھے اور دین کے دشمنوں، دین سے نکل جانے والوں پراس کو فتح دے۔“ ......

علی ابن صدیق کمال

(حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین ۔ مسمّیٰ بنام تاریخی ایمان بآیات قرآن (فتاویٰ علمائے حرمین شریفین) مصنفہ مولوی احمد رضا خاں ۔ مطبع اہل سنت وجماعت واقع بریلی ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء طبع چہارم ۔ مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۲۲ فروری ۱۹۵۲ء ناشر اقبال احمد مہتمم جدید رضوی کتب خانہ بازار مندلخاں بریلی)

(۷)

عام بدمذہبوں اور خاص نیچریہ روافض غیر مقلدین تفضیلیہ وہابیہ کے حق میں کیا احکام ارشاد ہوئے ان سے برتاؤ کیسا چاہیئے

بدمذہب جتنے ہیں سب گمراہ ہیں۔ فتنہ پرداز ہیں ظالم ہیں۔ ہالک ہیں۔ ان کی اہانت واجب، ان کی توقیر حرام۔ ان سے بغض رکھنے۔ انہیں اپنے سے دور ہانکنے کا حکم ہے۔ وہ مفسد ہیں۔ انہوں نے دین کو پارہ پارہ کر دیا۔ ان سے میل جول حرام ہے۔ ان سے دوری واجب ہے۔ اہل سنت کے سواسب کلمہ گو اہل قبلہ گمراہ۔ فاسق۔ بدعتی ناری ہیں۔ صحابہ کرام سے آج تک تمام امت مرحومہ کا اس پر اجماع ہے۔ مسلمانوں پر ان کا ضرر کافروں سے زائد ہے۔ ان کی بات لا علاج مرض ہے۔ ان کے مکر سے پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ وہ گمراہ و گمراہ گر ہیں۔ شیطان نے جھوٹی ملمع کاری کی دلیلیں انہیں سکھادی ہیں، ان کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔ احادیث کا ارشاد ہے ان سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور کرو۔ کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ وہ بیمار پڑیں تو عیادت کو نہ جاؤ۔ مریں تو جنازے پر نہ جاؤ۔ ملیں تو سلام نہ کرو۔ ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔ پانی نہ پیو۔ شادی بیاہت نہ کرو۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیزار ہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے تعلق ہیں۔ ان پر جہاد کا فران ترک و دیلم پر جہاد کی مثل ہے۔ انہوں نے دین کو اوندھا کر دیا۔ یہود و نصاریٰ کی

طرح گمراہی کے جوش میں ابل پڑے۔ جب انہیں دیکھو درشتی وسختی وترش روئی سے پیش آؤ۔ اللہ عزّ وجلّ ان سے بغض رکھتا ہے۔ وہ پل صراط پر گزر نہ سکیں گے۔ مکھیوں اور پتنگوں کی مانند آگ میں گر پڑیں گے ان کی بات سننی منع ہے۔ ان کی گمراہی کھجلی کی طرح اڑ کر لگتی ہے۔ جو انہیں جھڑکے اس کا دل اللہ تعالیٰ روز قیامت امن وامان سے بھر دے۔ جو ان کی اہانت کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے اس بڑی گھبراہٹ سے پناہ بخشے۔ ان کے علماء کیڑے ہیں۔ زبان کے عالم دل کے منافق ہیں۔ ان کے ہاتھوں امت کی خرابی ہے۔ ان سے خدا کی پناہ مانگو۔ ان سے بڑھ کر امت پر کسی کا اندیشہ نہیں۔ بدمذہب تمام جہاں سے بدتر ہیں۔ سگ وخوک سے بدتر ہیں۔ جہنم کے کتے ہیں۔ وہ دجال سے بھی زیادہ اندیشہ ناک ہیں۔ ان کا نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ، جہاد، فرض، نفل کچھ قبول نہیں۔ وہ اسلام سے نکل گئے جیسے آٹے سے بال۔ بدمذہب اگر حجر اسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور صابر وطالب ثواب خدا رہے جب بھی اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے۔ وہ سب جہنمی ہیں۔ انہوں نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔ ان سے بچو۔ جو ان سے بغض رکھ کر ان سے منہ پھیرے اس کا دل چین اور اطمینان سے بھر جائے۔ جو ان کی اہانت کرے اللہ تعالیٰ اس کے سو درجے جنت میں بلند فرمائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب معاصی سے منہ پھیر لیا اور ان کے سلام کا جواب نہ دیا پھر بدمذہب تو بدمذہب ہے۔ صحابہ وتابعین وائمہ دین نے ان کی بات کا جواب نہ دیا ان کے پاس بیٹھنے کو منع فرمایا۔ انہیں بات نہ کرنے دی۔ قرآن کی آیت اپنے سامنے

پڑھنے یا کوئی حدیث بیان کرنے کی اجازت نہ دی۔ ایک نے فرمایا جو ان کے یہاں جائے ہمارے پاس نہ آئے۔ ایک نے قسم کھائی کہ بد مذہب سے کبھی بات نہ کرونگا۔ ان کے جنازے پر نہ گئے۔ ان کی نماز نہ پڑھی۔ اہل مدینہ نے بد مذہب کو شہر سے نکال دیا۔ جہاں گیا وہاں بھی لوگ اس کے پاس نہ بیٹھے۔ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی۔ ان سے حدیث ترک کی۔ ان سے حدیث لینے کی ممانعت فرمائی۔ انہیں دجال بتایا۔ مسجد میں ان کے پاس کھڑے ہونے سے حیا کی۔ ائمہ فرماتے ہیں۔ ان کے جلسے میں نہ جائے۔ ان کے پاس نہ پھٹکے۔ عیدوں اور خوشی کے وقتوں میں انہیں مبارکباد نہ دے۔ مرے پیچھے ان کا نام لے تو دعائے رحمت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ان سے عداوت اور اس میں ثواب عظیم کی امید رکھے۔ جب بد مذہب سامنے سے آتا ہو تو دوسری راہ سے چلا جائے۔ **نیچری زندیق** ہیں۔ دشمنان دین ہیں۔ فاسق ہیں انہیں اسلام سے اصلاً لگاؤ نہیں۔ وہ سخت خبیث کافر مرتد ہیں۔ ان کی کلمہ گوئی اور نماز بقبلہ محض بے سود۔ اور ان کی تاویلیں سراسر مردود۔ جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ وہ دین سے نکل گئے۔ نرے ملحد ہیں۔ دین سنت کے رافض و تارک ہیں۔ تبرائی کے کفر میں اختلاف ہے اور ان میں جو بعض ضروریات دین کا منکر ہے جیسے ہمارے بلاد کے رافضی اور ان کا مجتہد وہ قطعاً کافر مرتد ہیں۔ رافضی دین سے خارج ہیں۔ نرے ملحد۔ اسلام اور ملت سے باہر ہیں۔ عرش کے گرد ملائکہ کے جہان کے جہان آباد ہیں جو ان پر لعنت کر رہے ہیں۔ جو ان میں تبرا پر ثواب جانے یا اسے مباح ہی مانے وہ بالاجماع کافر ہے۔ وہابی فاجر ہیں۔ دین وسنت کے دشمن ہیں۔ یہ گمراہ فرقہ ہے۔ ان

پر شیطان غالب آیا کہ ان کو ذکرِ خدا بھلایا۔ یہ شیطان کے گروہ ہیں۔ سن لو شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں جو ان میں امکان کذب مانتے ہیں۔ اللہ عزّ و جلّ کو عیب لگاتے ہیں جو ختم نبوت کے معنی آخر النبیین کے سوا گھڑتے ہیں کافر مرتد ہیں۔ وہابیہ دین سے باہر ہوئے۔ ملحد ہیں۔ اسلام و دین سے خارج ہیں۔ **تفضیلیہ** گمراہ ہیں۔ **غیر مقلدین** گمراہ ہیں۔ بدعتی ہیں جہنمی ہیں۔ مخالفان اجماع ہیں۔ خدا کے مخذول ہیں۔ غضب الٰہی میں گرفتار ہیں۔ انہیں سنی بتانا سخت گمراہی ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا بشدت منع ہے۔ ائمہ کی تقلید اور ان کی اطاعت بحکم قرآن و حدیث واجب ہے۔ جو اماموں پر طعن کرے حدیث فرماتی ہے کہ وہ منافق ہے اگرچہ نماز، روزہ، حج، عمرہ، جہاد کرتا ہو۔‘‘

(خلاصہ فتویٰ علمائے حرمین شریفین مندرج فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین
صفحہ ۲۹ تا ۳۲ ناشر مولوی امین عبدالرحیم احمد سلیمانی سیٹھ۔ مطبوعہ گلزار حسنی واقع بمبئی ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹۰۰ء)

(۸)

(ا) ’’وہابی کو مارنے والا سو شہید کا ثواب پاتا ہے‘‘

(ب) ’’وہابی کو جو ایک جوتا مارے گا اس کو ایک حور ملے گی۔‘‘

(تقریر مولوی محمد یار بہاولپوری، مولوی بشیر ساکن کوٹلی لوہاراں مولوی عبدالغفور وزیر آبادی، مسعود ساکن الہڑ۔ ضلع سیالکوٹ وغیرہ مورخہ یکم تا ۳ نومبر ۱۹۳۷ بمقام مسجد میاں محمد جان مرحوم زیر اہتمام انجمن خدام عرس امام ابوحنیفہ، مندرجہ رسالہ شمع توحید صفحہ ۶۵ حاشیہ۔ مصنفہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مکتبہ شعیب، حدیث منزل کراچی)

(۹) ایک فتویٰ جس پر ستر علمائے دیوبند کے دستخط ہیں

’’(۱) علمائے اہل سنت والجماعت ان مسائل میں کیا فرماتے ہیں کہ یہ گروہ وہابیّین یعنی فرقہ غیر مقلدین بہیئات کذائی داخل ہے اہل سنت والجماعت میں یا خارج ہے اہل سنت والجماعت سے مانند گمراہ فرقوں کے۔

(۲) ہم مقلدوں کو ان کے ساتھ مخالطت و مجالست کرنا یعنی میل جول رکھنا اور غیر مقلدوں کو اپنی مساجد میں باوجود خوف وفتنہ وفساد کے آنے دینا درست ہے یا نہیں

(۳) ان غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بَیِّنُوْا بِالتَّفْصِیْلِ تُوْجَرُوْا بِالْاَجْرِ الْجَزِیْلِ۔

جواب سوال اوّل: وہابیہ غیر مقلدین کو قطع نظر عقائد کے جن کی علامات ظاہری اس ملک میں بحیثیت مجموعی نہ باعتبار افرادی ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کہنا اور مقلدین کا نام مشرک و بدعتی رکھنا اور اپنے تئیں مؤحّد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی وعرس اولیاء اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کے تقلید کے نماز میں آمین پکار کر کہنا اور روقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرنا اور نماز میں ناف سے اوپر بلکہ سینہ پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نہ کرے اس کو بُرا کہنا مثل دیگر گمراہ فرقوں کے رافضی۔ خارجی۔ اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہیں۔ کیونکہ ان کے بہت سے عقائد اور

مسائل مخالف اہل سنت و الجماعۃ کے ہیں۔ اس کے بعد اصل فتویٰ میں وہ مسائل ہیں یہاں اختصار کے لئے حذف کر دئے گئے۔

جواب سوال دوم: ایسے غیر مقلدوں سے جو عقائد وعملیات مذکورہ کے قائل ہیں۔ میل جول رکھنا اوران کو مساجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف وفتنہ دین ہے کیونکہ مسائل متذکرہ بالا سے معلوم ہوا کہ وہ اہل بدعت ہیں اور مخالف اہل سنت ہیں۔ اوراہل بدعت سے میل جول رکھنا شرعاً ممنوع ہے۔

جوب سوال سوم: غیر مقلدوں کے پیچھے نماز درست نہیں۔ کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفراور بعض مفسد نماز ہیں اور سوائے اس کے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتداء جائز ہوئی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری و جامع الرموز میں مرقوم ہے۔ پس ان غیر مقلدوں لا مذہب کے پیچھے تو بطریق اولی اقتداء جائز نہ ہوگی کہ یہ تو حنفیوں کے نام سے جلتے ہیں اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہیں۔ بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں اوراس سے بڑھ کر ایک بات ان لا مذہبوں کے حق میں محدّث نامی علاّمہ شامی نے حاشیہ رَدُّالْمُحْتَار میں لکھی ہے کہ ہمارے زمانہ کے وہابی۔ عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیوں کے ہیں جنہوں نے مولیٰ علی کرم اللہ وجهه کی مخالفت کر کے ان کے لشکر سے خروج کیا تھا۔ پس جب لا مذہب غیر مقلدین مثل خارجیوں کے ہوئے اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے تو حکم دونوں کا ایک ہے۔ فقط...... اس فتویٰ پر ستر علماء کے دستخط ہیں۔

ہم علماء دیوبند کے دستخط اور عبارت ان کی لکھ کر سوال کرتے ہیں کہ علمائے دیوبند کا یہ فتویٰ منقولہ کتاب فتح المبین میں چھپا ہوا مدت دراز سے شائع ہے۔ یہ صحیح

ہے یا سیکرٹری لشکر گوالیار کا لکھنا صحیح ہوگا جن کو دورغ گوئی میں کوئی باک نہیں۔ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی فرماتے ہیں۔ عقائد اس جماعت کی جبکہ خلاف جمہور اہل سنت ہیں تو بدعتی ہونا غیر مقلدوں کا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور برا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہے تو اب نماز و نکاح اور ذبیحہ میں ان کے احتیاط لازم ہے جیسے روافض اور خوارج کے ساتھ احتیاط چاہئے۔''

محررہ محمد یعقوب النانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ اسم احمد محمود حسن۔ محمد محمود۔ محمد یعقوب۔ غلام رسول، محمد مظاہر الحق۔ محمد حسن۔ محمد عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند۔ اب اگر مسلمانو! ان بدمذہبوں سے علیحدہ نہ رہے تو یاد رکھو ایک روز تم کو گمراہ کردیں گے۔ اور آخرت میں پچھتاؤ گے۔ وَمَا عَلَيْنَا (اِلَّا) الْبَلَاغ۔ یہ صحیح فتویٰ علماء دیوبند کے تمام غیر مقلدین کے لئے ہے۔ سید عبدالقادر عفی عنہ لوہامنڈی۔ آگرہ''

(اشتہار مطبوعہ الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ)

(۱۰) فتویٰ مولوی سید حامد علی شاہ صاحب

خطیب جامع مسجد سرگودھا

''مذہب اہل سنت والجماعت کے سوا جتنے مذہب ہیں سب غلط ہیں۔ جن سے میل جول نشست و برخاست بالکل ناجائز وحرام ہے اور اجتناب اشد ضروری ہے۔''

(سنی شیعہ اتحاد کے لئے مخلصانہ اپیل صفحہ ۷۰۔
ناشر ابو یزید محمد دین بٹ چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور پاکستان۔ صدر جمعیۃ محبین صحابہ۔ ۱۹۶۵ء)

اہلحدیث اور مؤحّدین کی طرف سے مقلدین پر فتویٰ کفر

ضمیمہ نمبر۴

ا

مولوی عبدالجبار غزنوی اور مولوی عبدالحق صاحب

علمائے اہلحدیث کا فتویٰ

’’من اعتقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب. او یکشف

جو کوئی اعتقاد رکھتا ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں یا دور کر دیتے ہیں مصیبت کو

الضراو یجیب المضطر اذا دعا۔ او یظن أنہ عالم بأحوالنا مطلع

یا قبول کرتے ہیں دعا بیقرار کی جب ان کو پکارے یا اعتقاد کرے کہ حضرت جانتے ہیں ہمارے حالات کو مطلع

علی أفعالنا فھو مشرک باللہ کافر بالقرآن باجماع علماء

ہمارے افعال سے تو وہ شخص مشرک ہے۔ منکر ہے قرآن کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے چاروں

المذاھبۃ الاربعۃ قال اللہ تعالٰی قل لا اقول لکم عندی خزائن

مذاہب کے علماء کا فرمایا اللہ تعالٰی نے کہہ دے اے محمد میں تم کو نہیں کہتا کہ میرے پاس کے

ولا اعلم ا لغیب ولا اقول لکم انی ملک وقال اللہ تعالٰی قل

خزانے ہیں اور کہہ دے کہ میں نہیں جانتا غیب کو اور میں نہیں کہتا تم سے کہ میں فرشتہ ہوں اور

فرمایا اللہ تعالٰی نے کہ کہہ دے

لا املک نفعًا ولا ضرًّا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا جو اللہ چاہے سو ہوا اور اگر

میں غیب دان ہوتا تو میں

لاستکثرت من الخیر ومامسنی السوء۔‘‘

بہت خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔

عبدالجبار عفی عنہ   تابع سنت مختار عبدالجبار عفی عنہ فرزند حضرت عبداللہ صاحب غزنوی

الجواب صحیح۔ کتبہٗ عبدالحق   فقیر عبدالحق

یہ جواب صحیح ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب ۔ کتبہٗ فقیر محمد عبید اللہ عفی عنہ**

(رسالہ ضروریہ ستّۃ صفحہ ۲۳-۲۴ مرتبہ مولوی شیخ محمد عبید اللہ صاحب مطبع محمدی
(سن اشاعت درج نہیں) ۱۲۹۱ھ مطابق ۵-۱۸۷۴ء)

محمد عبید اللہ ۱۲۹۱

مولوی منور الدین صاحب چک منگلہ

ریلوے اسٹیشن سوبھاگہ ضلع سرگودھا

’’اگر یہ لوگ برسر اقتدار آ گئے، تو عمر بن عبدالوہاب یا اسماعیل شہید محمد بن نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم تو ان کے ہاتھ نہ لگیں گے ہم ہی ہیں جو ان کی گولی کا اولین نشانہ نہ بنیں گے...... ہم کو ان لوگوں سے کسی بھلائی کی امید نہ رکھنی چاہیے۔ اور مرزائیوں سے بڑھ کر ان لوگوں کے عقائد شرکیہ کو رد کرنا چاہئے اگر مرزائی اس وجہ سے کافر بن سکتے ہیں کہ انہوں نے ایک انسان میں وہ صفات اور کمالات ثابت کئے جو تقریباً ایک

لاکھ چوبیس ہزار انسانوں میں پہلے پائے جاتے ہیں تو یہ لوگ جو ہزاروں انسانوں میں خدائی صفات ثابت کرتے ہیں یقیناً مشرک اور اَضلّ ہیں۔‘‘

(’’مکتوب بنام علماء‘‘ صفحہ ۱۲، ۱۳ منجانب مولوی منورالدین صاحب۔ مرید ہیں مولانا شیخ حسین علی واں بھچراں شریف چک منگلہ۔ ضلع سرگودھا مطبوعہ خالد پریس سرگودھا ۱۹۵۲ء)

پرویزیوں کا فتویٰ

عامۃُ المسلمین کی نسبت

ڈاکٹر غلام جیلانی برق صاحب کی نگاہ میں

مسلمان بے شمار اسلام

’’ہمارا ہر فرقے کا اسلام وقرآن الگ ہے۔ ایک اسلام وقرآن تو وہ ہے جو چودہ لاکھ حدیثوں کے بوجھ تلے دبا ہوا کراہ رہا ہے۔ دوسرا وہ ہے جو مختلف فقہی سکولوں کے نرغے میں پھنسا ہوا بچ نکلنے کیلئے فریاد بھی نہیں کرسکتا۔ اور ایک تیسرا اسلام ہے جو حضرات اہل بیت کرام کے لکڑی اور کاغذ کے تعزیوں کے ساتھ بندھا ہوا کوچہ وبازار میں سالانہ گردش کرتا نظر آ جاتا ہے۔ ایک چوتھا اسلام وہ ہے جو استخواں فروش مجاوروں اور پیرزادوں کے حلقے میں ہُو حق کے نعرے لگانے اور حال وقال کی بزم آرائی کیلئے مجبور ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور اسلام بھی ہے جس کے بطن سے نئی نئی نبوتیں اور خلافتیں جنم لیتی ہیں۔ کہاں تک گناؤں۔ مدت ہوئی ’’مذاہب اسلام‘‘ کے

نام سے حیدر آباد کی چھپی ہوئی ایک کتاب دیکھی تھی جو کم وبیش ہزار صفحات پر مشتمل ہوگی اس میں عجیب وغریب قسم کے بے شمار اسلام بتائے گئے ہیں۔ اس کے آخری صفحات سے معلوم ہوتا تھا کہ سماوی نبوت کے ختم ہو جانے کے باوجود خانہ ساز نبوتوں اور اسلاموں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا...... ”یہ کثرت اسلام؟“ ایک عالمگیر فرض ہے جس میں تمام مسلمانان عالم مبتلا ہیں...... (اتنے بے شمار اسلام کہاں سے آ گئے۔ یقیناً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سب کی طرف دعوت نہیں دی۔ ان کے پاس بالاتفاق ایک ہی اسلام تھا۔“

(کتاب ”دو اسلام“ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق صفحہ ۲۷، ۲۸ طبع اول ۱۹۵۰ء
طبع دوم ۱۹۵۲ء دو آبہ پرنٹنگ پریس لاہور)

چکڑالویوں اور پرویزیوں

کے خلاف فتوے

(۱)

مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین

شیرانوالہ گیٹ لاہور

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی۔ سوائے ایک فرقہ کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ فرقہ کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس طریقے پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ سوان گمراہ فرقوں میں سے ایک گمراہ فرقہ ایسا ہے جو حدیث رسول کا انکار کرتا ہے۔‘‘

(اخبار آزاد، لاہور ۳۱ر جنوری ۱۹۵۳ء صفحہ ۲ کالم ۱)

(۲)

مولوی سید محمود احمد صاحب رضوی مدیر ’’رضوان‘‘ لاہور

رسول اللہ کے فدائیو!

چکڑالویت حضور سرورِ کائنات اور آپ کی تشریحی حیثیت کی منکر اور آپ کی

احادیث مبارکہ کی جانی دشمن ہے۔ رسول کریم کے ان کھلے ہوئے باغیوں نے رسولؐ کے خلاف ایک مضبوط محاذ قائم کر دیا ہے۔ جانتے ہو باغی کی سزا کیا ہے؟ صرف **گولی**۔ قرآن کا حکم ہے کہ حدیث کے منکروں سے جہاد کرو۔ آج اسلامی حکومت نہیں۔ ہمارے پاس طاقت نہیں۔ اس لئے گولی کا استعمال جائز نہیں۔''

(ہفتہ وار ''رضوان'' لاہور چکڑالویت نمبر۔ اہل سنت والجماعت کا مذہبی ترجمان۔ ۲۱۔۲۸ فروری ۱۹۵۳ء صفحہ ۳ پرنٹر سید محمود احمد رضوی کوآپریٹیو کیپیٹل پرنٹنگ پریس لاہور۔ دفتر رضوان اندرون دہلی دروازہ لاہور۔)

(۳)

'' **غلام احمد پرویز** شریعت محمدیہ کی رو سے کافر ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج، نہ اس شخص کے عقد نکاح میں کوئی مسلمان عورت رہ سکتی ہے اور نہ کسی مسلمان عورت کا نکاح اس سے ہو سکتا ہے، نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں اس کا دفن کرنا جائز ہوگا۔ اور یہ حکم صرف پرویز ہی کا نہیں بلکہ ہر کافر کا ہے اور ہر وہ شخص جو اس کے متبعین میں ان عقائد کفریہ کے ہم نوا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اور جب یہ مرتد ٹھہرا تو پھر اس کے ساتھ کسی قسم کے بھی اسلامی تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں ہیں۔''

ولی حسن ٹونکی **غفر اللہ لہٗ** مفتی و مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی

محمد یوسف بنوری شیخ الحدیث۔

(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدید صفحہ ۳۵-۱۳۴۔
شائع کردہ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵ ربیع الثانی ستمبر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء۔
مشہور آفسٹ پریس کراچی)

(۴)

دیوبندی علماء کے فتوے

’’اس پرویز کے متبعین و معتقدین خارج از اسلام ہیں۔ اور اہل اسلام کو ان سے کسی قسم کا اشتراک و اختلاط اور ان کی تقریبات میں شرکت اور ان کی نماز جنازہ پڑھنا، پڑھانا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دینا جائز نہیں ہے۔‘‘

’’کونسا ایسا مسلمان ہے جو شخص مذکور اور اس کے متبعین کے خارج از اسلام ہونے میں شک کرے۔‘‘

’’ان کا اعتقاد اور قول بلا تأویل یقیناً الحاد و کفر ہے۔ ان کا معتقد نہ فقط ضروریات دین کا منکر ہے بلکہ درحقیقت وہ خدا اور رسول کا اور قرآن پر استہزاء کرنے والا۔ یہ سب امور باتفاق امت خروج عن الاسلام اور تکفیر کے موجب ہیں‘‘

ان فتاویٰ پر بالترتیب حسب ذیل علماء کے دستخط ہیں۔

(۱) محمد جمیل الرحمٰن غفر لهٗ نائب مفتی دیوبند ۱۳-۶ ھ / ۸۱

(۲) سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند

(۳) ظہور احمد غفر لہٗ مدرس دارالعلوم دیوبند

(پرویز کے بارے میں علماء کا فتویٰ مع اضافات جدیدہ صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹۔
شائع کردہ شعبہ مدرسہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء)

(۵)

''ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں رہ سکتا اور اس کی شرعی سزا وہی ہے جو ایک مرتد کی ہوتی ہے۔''

محمد عثمان مہتمم مدرسہ
احرار الاسلام لیاری کراچی

(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدیدہ صفحہ ۱۴۶،
شائع کردہ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵)

(۶)

''بلا شک منکر حدیث منکرین رسالت ہیں''۔

چوہدری غلام احمد پرویز اور اس کی جماعت کافر ہے ان سے ہر قسم کے تعلقات مثل شادی بیاہ وغیرہ رکھنا حرام ہے، جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے اس کی جماعت میں داخل ہیں وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اگر وہ ایمان کی خیر چاہتے ہیں تو فوراً اس سے الگ ہو جائیں۔ بقولہ تعالیٰ

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۔

محمد یونس دہلوی ناظم تعلیمات مدرسہ ومفتی جامع العلوم سعودیہ۔

(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدیدہ صفحہ ۱۴۶
شائع کردہ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر۵)

(۷)

’’پرویزی فتنہ اس وقت عظیم فتنہ ہے۔ عبداللہ چکڑالوی نے انکار حدیث کا فتنہ برپا کیا۔ اس وقت علمائے کرام نے اس فتنہ کو خاک میں ملا دیا۔ اب پرویز نے پھر اس فتنہ کو پھیلا دیا، اس کے خبیث عقائد کا استنباط جو پیش کیا گیا ہے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام سے اس کا کوئی علاقہ نہیں۔‘‘

العبدالمعتصم بذیل النبی الامّی عمر النعیمی (بریلوی عالم)

(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدیدہ صفحہ ۱۴۷-۴۸
شائع کردہ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر۵)

(۸)

’’غلام احمد پرویز کے عقائد جہاں تک مجھے معلوم ہوئے اسلامی عقائد کے قطعاً خلاف ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اسلامی آڑ میں کوئی نیا دین۔ دنیا میں رائج کرنا چاہتا ہے۔ ایسا شخص قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘

سیدظفر حسن صدر جامعہ امامیہ کراچی۔

(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدیدہ ۱۵۰-۱۵۱۔
شائع کردہ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر۵)

(۹)

’’الجواب صحیح کنت ادخل غلام احمد پرویز فی فرقة الخوارج اولامثلھم ولکنه جاوز الحد وارتکب الالحاد والزندقة جھارًا کالفرقة الباطنیة الملحدة. فلا شك فی کفرہ و زندقته والحادہ فاللہ یھدیه ویصلح باله۔‘‘

ترجمہ۔ جواب صحیح ہے۔ میرے نزدیک غلام احمد پرویز خوارج یا اس جیسے دوسرے فرقوں میں سے ہے۔ لیکن یہ تو حد سے بڑھ گیا ہے اور اس نے الحاد کا ارتکاب کیا ہے۔ اور زندیق ظاہراً ملحد فرقہ باطنیہ کی طرح ہیں۔ پس اس کے کفر۔ زندیق اور الحاد میں کوئی شک نہیں۔ خدا اسے ہدایت دے اور اس کے اموال درست کرے‘‘

ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ

شیخ الحدیث بدار الاسلام الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ۔‘‘

(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدیدہ صفحہ ۱۵۲۔ شائع کردہ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵)

(۱۰)

علمائے اہلحدیث کا فتویٰ

’’فاضل مجیب نے پرویز کے جن عبارات اور عقائد کا ذکر کیا ہے۔ اور جس طرح اسلام کے سیزدہ سالہ معتقدات اور مسلمات کی تحریف و تاویل اور استہزا کیا ہے

میرے نزدیک یہ فتنہ باطنیہ اور قرامطہ سے کم نہیں۔ اس نے خود اپنے لئے کوئی وجہ جواز باقی نہیں رکھی کہ وہ دائرہ اسلام میں رہ سکے۔ فاضل مجیب نے للہ درّہ جو کچھ اس کے لئے حکم لکھا ہے وہ صحیح ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔

فقط

سید محمد داؤد غزنوی صدر مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان۔

(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدیدہ صفحہ ۱۶۳۔
شائع کردہ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵)

(۱۱)

”غلام احمد پرویز نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ اور اپنی تحریروں میں اس نے اصول دین سے انحراف کیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس نے سنت کے دین ہونے سے انکار کر کے منکر رسالت ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اسی طرح ملائک۔ قیامت، جنت اور دوزخ کا بھی وہ انکاری ہے۔ ان سب چیزوں کے متعلق جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ تاویلیں نہیں بلکہ تحریفیں ہیں۔ اس لئے غلام احمد پرویز قطعاً خارج از اسلام ہے۔ اس کے کفر میں شبہ کرنے والا یا تو اس کی تحریروں سے ناواقف ہے یا اسی طرح کا کافر ہے۔“

حافظ محمد اسماعیل ذبیح۔ خطیب جامع مسجد اہلحدیث راولپنڈی شہر۔“

(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدیدہ صفحہ ۱۷۵۔
شائع کردہ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵/ستمبر ۱۹۶۲ء)

(۱۲)

''یہ شخص ضروریات دین کا منکر ہے۔ اس کا کفر **اظہر من الشمس و اظہر من الامس** ہے۔ کتب عقائد میں مصرح ہے کہ ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں۔''

فخر الدین احمد غفر لہٗ شیخ الحدیث

مہر دار العلوم دیو بند

(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ مع اضافات جدیدہ صفحہ ۱۳۹۔
شائع کردہ شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵ مشہور آفسٹ پریس کراچی۔
۹؍ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء)

(۱۳)

علمائے شیعہ امامیہ کا فتویٰ

(۱) ''پرویز صاحب کے جن عقائد کو نقل کیا گیا ہے وہ اسلام کے منافی ہیں اور اس قسم کے عقائد رکھنے والا قطعاً خارج از اسلام ہے۔''

(سید محمد رضی آل نجم العلماء بانی مستقل صدر کل پاکستان حسینی ایجوکیشنل سوسائٹی کراچی)

(۲) ''محترم پرویز کے بعض حیرت انگیز اقتباسات مجھے سنائے گئے جو کج راہ پر دیو بے زنجیر ہونے کے ساتھ بڑے شد و مد سے گمراہ کن بھی ہیں۔ اسلامی نظریات و

مسلمات کے مخالف ہونے کی وجہ سے مجبوراً اس مجموعہ کو غیر اسلامی تسلیم کرنا پڑتا ہے نیز ماننا پڑتا ہے کہ مقدس اسلام سے محترم کو دور کی بھی نسبت نہیں رہی۔ اگر اس طرح کی کوئی ایک بات بھی کسی کلمہ گو کی زبان سے نکلے تو اس کے کفر کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ چہ جائیکہ محترم پرویز کے یہاں ایسی باتوں کا انبار موجود ہے۔‘‘

(ناچیز محمد نقی مجتہد)

(۳) غلام احمد پرویز کے عقائد جہاں تک مجھے معلوم ہوئے اسلامی عقائد کے قطعاً خلاف ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اسلامی آڑ میں کوئی نیا دین دنیا میں رائج کرنا چاہتا ہے۔ ایسا شخص قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘

(سید ظفر حسن صدر جامعہ امامیہ کراچی)

(۴) پرویز صاحب کے عقائد جو وقتاً فوقتاً معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ان سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ایسا انسان یقیناً خارج از اسلام ہے اور کفر وارتداد کا مرتکب ہے۔‘‘

احقر سید انیس الحسنین ممتاز الافاضل وبانی رضویہ کالونی کراچی مورخہ ۲۹/ جولائی ۱۹۶۲ء۔
(پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ صفحہ ۱۵۰۔۱۵۱ ناشر شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی ۹ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۰/ ستمبر ۱۹۶۲ء)

ضمیمہ نمبر۴

سیاسی جماعتیں اور فتاویٰ کفر!

ضمیمہ نمبر ۴

خاکساروں کے خلاف

فتاویٰ کفر

(۱)

مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین عنایت اللہ مشرقی کی بابت جس نے اپنی تصنیف تذکرہ وغیرہ میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ شہادت کے ارکان اسلام ہونے سے انکار کیا ہے اور یورپ کی قوموں کو متقی اور محبوب خدا کہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بَیِّنُوْا وَ تُوْجَرُوْا۔

الجواب: یہ ناپاک اقوال صراحۃً ہادم دین وایمان ومنافی اسلام ہیں۔ جن میں کوئی تاویل دور کی بھی نہیں ہوسکتی۔ ان کا قائل یقیناً کافر۔ قادیانی سے بھی زائد اکفر ہے۔ اس کے کفر واستحقاق عذاب میں شک وتاویل کو اصلاً راہ نہیں (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ) یہ شخص مسلمانوں کو ہی نہیں کافر ٹھہراتا بلکہ خود اسلام کو معاذ اللہ کفر اور کفار کو صحیح معنے میں متقی اور محبوب خدا کہہ کر اسلام ومسلمین کے کفر وکفار ہونے کا شعار کرتا ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم والعیاذ باللہ تعالیٰ**۔ فقیر محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلی۔''

(''مومن گزٹ'' کانپور یکم و۸؍اگست ۱۹۳۹ء صفحہ ۸ کالم ۱،۲)

(۲)

مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی

’’خاکساری فتنہ‘‘ مؤلفہ حضرت پیرزادہ مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاسمی امرتسری جا بجا سے بمنظر تعمق دیکھا جس میں اس فتنہ کے بانی (عنایت اللہ) مشرقی کے عقائد و اقوال مع حوالہ نقل کئے گئے ہیں۔ یہ عقائد و اقوال مجموعی طور پر یقیناً موجب کفر ہیں۔ اور ان کا معتقد و قائل یقیناً کافر ہے۔‘‘

از مقام تھانہ بھون عاشر شعبان ۱۳۵۴ھ

(مشرقی دجال صفحہ ۲۶۔ از ڈاکٹر کاوش ایچ پی پی۔ ایچ پی ایم بی ایچ باہتمام نظام الدین خاں
مطبع عمدۃ المطابع برقی پریس لکھنؤ اگست ۱۹۳۹ء بار دوم)

(۳)

مولوی سید حسین احمد صاحب مدنی صدر مدرس

دارالعلوم دیوبند

’’میں اس تحریک کو مسلمانوں اور اسلام کے لئے سخت ضرر رساں سمجھتا ہوں اور صاحب تذکرہ کے مضامین تذکرہ کو کفر و الحاد زندقہ سے پُر دیکھتا ہوں۔‘‘

(مشرقی دجال صفحہ ۶۶۔ از ڈاکٹر کاوش ایم پی پی۔ ایچ پی ایم بی ایچ۔
اہتمام نظام الدین خاں مطبع عمدۃ المطابع برقی پریس لکھنؤ۔ اگست ۱۹۳۹ء)

(۴)

حاجی حافظ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب (علی پوری)

’’علمائے کرام کا فتویٰ لفظ بلفظ درست ہے۔ مرتد و زندیق ہے۔‘‘

(رسالہ ’’الارشاد‘‘ مئی ۱۹۳۸ء امرتسری)

(مشرقی دجال صفحہ ۱۳۱۔ از ڈاکٹر کاوش ایچ پی پی۔ ایچ پی ایم بی ایچ۔
اہتمام نظام الدین خاں مطبع عمدۃ المطابع برقی پریس لکھنؤ۔ اگست ۱۹۳۹ء)

(۵)

خاکسار تحریک خلافِ سنت ہے جس کے بعض وجوہ حسب ذیل ہیں

(۱) اس تحریک کے قواعد اور الفاظ خلاف سنت ہیں۔ (۲) خاکساروں کی سلامی اور سلام بھی خلافِ سنت ہے۔ (۳) ان کا بیلچہ بھی سنتِ نبوی کے خلاف ہے۔ کیونکہ افواج محمدیہ (علٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوة وَالتَّحِيَّة) نے میدان جنگ میں کبھی بیلچہ نہیں اٹھایا۔ اس لئے خاکساری تحریک کو ہم خلاف سنت سمجھتے ہیں۔‘‘

(رسالہ ’’خاکساری تحریک اور اس کا بانی‘‘ صفحہ ۵۷
مؤلفہ مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ۱۹۳۹ء)

(۶)

خاکسار تحریک اور علامہ مشرقی مولوی مودودی کی نظر میں

’’مشرقی صاحب جس چیز کو اسلام کے نام سے پیش کرتے ہیں۔ اس کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ وہ خالص مادہ پرستی ہے۔ انہوں نے توحید، نبوت، خلافت، ایمان، عمل صالح، جہاد، ہجرت غرض اسلام کے تمام اساسی اصولوں اور بنیادی مسائل کے معنی ومفہوم کو الٹ کر رکھ دیا ہے اور اس فلسفہ زندگی کو اسلام کے نام سے رائج کرنا چاہا ہے جسکو مٹانے اور جس کے خلاف جہاد کرنے ہی کے لئے دراصل اسلام آیا ہے۔ اس لحاظ سے مشرقی صاحب کو ان فرقہ باطلہ کے بانیوں کی صف اول میں جگہ دی جاسکتی ہے۔ جنہوں نے اسلام کے گھر میں بیٹھ کر اس کی جڑیں کھودی ہیں۔ بلکہ زیادہ صحیح طور پر میں یہ کہوں گا کہ یہ صاحب مرزائے قادیانی سے اور اس سے پہلے کے مدعیان نبوت سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔ ان لوگوں نے نبوت کی حقیقت کو نہیں بدلا تھا صرف نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ مگر ان صاحب نے نبوت کی حقیقت کو ہی بدل ڈالا ہے اور مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ انبیاء علیہم دنیا میں وہی مشن لے کر آئے تھے جو ہٹلر اور مسولینی کا مشن ہے۔ مرزا صاحب نے اتنا کیا تھا کہ صرف جہاد بالسیف کو منسوخ ٹھہرا دیا تھا۔ مگر جہاد کی غرض اور اس کے مقصد میں شاید کوئی ردوبدل نہیں کیا۔ مگر ان جناب نے جہاد کی روح ہی سلب کر لی ہے۔ ان

کے نزدیک اسلام کا جہاد وہی چیز ہے جو اٹلی نے حبش اور البانیہ میں، جاپان نے چین اور انگریز نے ہندوستان اور دوسرے ممالک عالم میں کیا۔ مرزا صاحب نے توحید کے عقیدہ کو غالباً چھیڑا تک نہیں۔ مگر مشرقی صاحب نے اس عقیدہ کو اس کی بنیاد سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ اس کے نزدیک کسی قوم کا ایک لیڈر یا ایک مرکزی اقتدار کی اطاعت میں متحد ہو جانا اور اپنی مادی ترقی کے لئے مل کر کام کرنا بس اسی چیز کا نام توحید ہے۔ خواہ وہ قولاً اور اعتقاداً خدا کی منکر ہو یا خدا کے سوا کسی اور ہستی یا ہستیوں کو اِلٰـہ مانتی ہو اور عملاً کسی اور کی پرستش کرتی ہو۔ اس اعتبار سے جاپانی موحد ہیں۔ جرمن اٹالین۔ انگریز سب موحد ہیں۔ ہندو بھی موحد ہیں کیونکہ گاندھی جی کی لیڈر شپ پر متحد ہو گئے ہیں اور اپنی قوم کی برتری کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور مسلمان جو قرنِ اوّل میں موحد تھے تو اس لئے نہیں کہ خدا کو ایک مانتے تھے بلکہ صرف اس لئے کہ اہل عرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی لیڈر شپ پر متحد ہو گئے تھے حتیٰ کہ اس قسم کی وحدت قومی اگر ابوجہل کی قیادت پر متحد ہونے سے رونما ہوتی اور اس لیڈر کی قیادت میں اگر اہل عرب روم وایران کے ممالک فتح کر لیتے تب بھی وہ موحد ہی قرار پاتے۔ اور کعبہ کے تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کرنے کے باوجود ان کے موحد ہونے میں کوئی شک نہ ہوتا۔ پھر جہاں تک میں سمجھتا ہوں مرزا صاحب نے عمل صالح کی حقیقت میں بھی کوئی ترمیم نہیں کی مگر مشرقی صاحب نے اس پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے ان کے نزدیک عمل صالح اس نوعیت کے عمل کا نام ہے جو جنگل میں بھیڑیا بکری کے ساتھ کیا کرتا ہے اور جو انسانوں میں چنگیز اور ہلاکو نے، سکندر اور

نپولین نے، کچنر اور فوش نے کیا۔ ہر وہ عمل جس کا نتیجہ ایک شخص پر دوسرے شخص کی یا ایک قوم پر دوسری قوم کی برتری و بالادستی قائم ہونے کی صورت میں ظاہر ہو مشرقی صاحب کی اصطلاح میں عمل صالح ہے۔ ہوائی جہاز، بم اور گیس تیار کرنا اور ان کے ذرائع سے کسی دوسری ’’غیر صالح‘‘ (یعنی ایسے ذرائع نہ رکھنے یا کم رکھنے والی) قوم پر چڑھ دوڑنا اور اسے مغلوب کر کے اس کے گھر بار اور اس کی دولت وثروت پر قابض ہو جانا اس کا نام عمل صالح ہے اور اس عمل کے نتیجہ میں جو مقبوضات ہاتھ آئیں وہ اس وراثت ارضی کی تعریف میں آتے ہیں جس کا وعدہ ’’صالحین‘‘ سے کیا گیا ہے۔ اور جب اس طرح وراثت زمین حاصل کر کے ایک غالب قوم (یا مشرقی صاحب کی اصطلاح میں صالح قوم) مفتوح یعنی غیر صالح قوم کو لوٹ لوٹ کر اپنے لئے کوٹھیاں اور باغ اور نہریں بنا کر داد عیش دیتی ہیں تو یہ مشرقی صاحب کی زبان میں جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ کا مصداق ہے۔

میں نے بہت مختصر الفاظ میں مشرقی صاحب کے ان نظریات کا خلاصہ بیان کیا ہے جن کو انہوں نے تذکرہ میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔ اب اگر حقیقی اسلام وہی ہے جو مشرقی صاحب پیش فرما رہے ہیں تو معاذ اللہ قرآن کا ایک ایک لفظ جھوٹا ہے اور اگر دراصل اسلام وہ ہے جو قرآن میں ہم کو ملتا ہے تو مشرقی صاحب جھوٹے ہیں۔ بہرحال مشرقی صاحب کے تخیل اور قرآن کی تعلیم میں بعد المشرقین ہے۔ مشرقی صاحب جس چیز کے معتقد ہیں وہ قرآن کی تعلیم نہیں ہے اور جو قرآن کی تعلیم ہے اس کے معتقد مشرقی صاحب نہیں ہیں۔

علماء امت نے مشرقی صاحب کی اگر تکفیر کی تو غلط نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ کفر کی عنقاء کا نام تو ہے نہیں۔ اسی قسم کے خیالات کو کفر کہتے ہیں۔ اگر کوئی مغربی مصنف قرآن کا حوالہ دئے بغیر یہ خیالات ظاہر کرے اور اس کا نام عنایت اللہ کی بجائے ولسن یا نکلسن ہو تو کسی کو بھی اسے مادہ پرست اور دہریہ بلکہ دشمن اخلاق وانسانیت کہنے میں تامل نہ ہوگا۔ پھر آخر مشرقی صاحب ہی کے ساتھ کیوں رعایت کی جائے۔؟ کہ ان کا نام چونکہ مسلمانوں کا سا ہے اور وہ ایک مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں لہٰذا ان کی تکفیر کرنے میں ہمارا دل دکھے؟ البتہ میں ایسے لوگوں کو کافر کی بجائے ''منافق'' کہنا زیادہ صحیح سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک یہ کھلے دشمنان اسلام سے زیادہ خطرناک ہیں۔ کفار اور کھلے ہوئے دشمنوں کو یہ شخص پہچانتا ہے اور ان کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ مگر یہ منافقین اندر سے حملہ کرتے ہیں۔ قرآن کا نام لے کر اس کی تعلیم کو بدلتے ہیں۔ آیات قرآنی کی تلاوت کر کے ان کے معانی کو مسخ کرتے ہیں۔ دین اور ملّت کی خدمت وحمایت کا چولا پہن کر اس کے ارکان کو مسمار کرتے ہیں۔ ان کے نام اور نسب اور ان کی ظاہری باتوں سے دھوکا کھا کر مسلمان اس جال میں پھنستے ہیں جس میں ایک کافر اور کھلا ہوا دشمن مسلمانوں کو کبھی نہیں پھانس سکتا۔ غلبہ اسلام اور **انتم الاعلون** اور مرکزیت وامارت اور جہاد کے پُرفریب نعرے بلند کر کے مسلمانوں کی تنظیم کرنے کیلئے اٹھتے ہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں بے علم سیدھے سادھے مسلمان اسی اطمینان کے ساتھ ان کے جھنڈے تلے جمع ہو جاتے ہیں جس اطمینان کے ساتھ جنگل کے بھولے بھالے جانور ان گڑھوں میں جا گرتے ہیں جن پر ہوشیار شکاری نے گھاس

پھیلا رکھی ہو۔ اس فتنہ عظیم کو کفر سے کیا تعلق؟ یہ کفر سے بڑا فتنہ ہے یہ نفاق ہے جس کی فتنہ سامانیوں کو کفر بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

(ماہنامہ ''الفرقان'' بریلی بابت ماہ صفر وربیع الاول ۱۳۵۹ھ صفحہ ۶ تا ۸۔
مارچ/اپریل ۱۹۶۰ء مرتبہ محمد منظور نعمانی)

(۷)

مودودی صاحب کا دوسرا فتویٰ

''آپ کے ہاں ایک صاحب بڑے طنطنے کے ساتھ فوجی تحریک لے کر اٹھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ تمہاری شوکت رفتہ کو پھر تازہ کروں گا اور تمہیں زمین میں غلبہ دلوا کر چھوڑوں گا۔ آپ کے ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی ان کی طرف دوڑتے ہیں۔ لاکھوں ان سے فلاح وکامرانی کی آس لگاتے ہیں۔ آپ کا پریس اِدھر سے اُدھر تک ان کی حمایت کرتا ہے اور دیکھتے دیکھتے یہ صاحب اسلام کے سپہ سالار اور ملت کے امیر مطاع بن جاتے ہیں۔ مگر آپ میں سے بہت کم لوگوں کو یہ خیال آتا ہے کہ ان کے عقائد ان کے فہم قرآن، ان کے اخلاق، ان کی گفتار، ان کے اعمال، اور ان کے طریق کار کا بھی جائزہ لے کر دیکھیں۔ ایک شخص اسلامی اصطلاحات کے پردے میں میکیاولی، ڈارون اور ارنسٹ ہیکل اور کارل پیرسن جیسے لوگوں کے نظریات پیش کرتا ہے۔ قانون طبعی اور قانون شرعی کو خلط ملط کر کے اسلام کی جڑ بنیاد تک اکھاڑ پھینکتا ہے، ایمان، اسلام، تقویٰ، عبادت، توحید، رسالت، جہاد، ہجرت، اطاعت امر،

جماعت، سب کے مفہوم بدل کر رکھ دیتا ہے اور تم زہر کے یہ سارے گھونٹ محض اس لالچ میں حلق سے نیچے اتار جاتے ہو کہ یہ ’’مسلم قوم‘‘ کی عسکری تنظیم تو کر ہی دے گا۔ ایک شخص علانیہ جھوٹ بولتا ہے۔ جھوٹ پر اپنی تحریک کی پوری عمارت کھڑی کرتا ہے، غیر مسلموں تک کے سامنے اپنے کذب و دروغ سے اسلام اور مسلمانوں کو رسوا کرتا ہے، اپنی بدزبانی اور لاف زنی سے مسلمانوں کے قومی اخلاق کی خوب تذلیل وتضحیک کراتا ہے۔ غیر مسلموں کے مقابلہ پر آ کر پہلی ضرب کھاتے ہی معافی مانگتا ہے پھر اپنے وقار کو بچانے کے لئے علی الاعلان جھوٹ بولتا ہے کہ میں نے معافی نہیں مانگی اور پھر لاف زنی کرتا ہوا وہیں پہنچ جاتا ہے جہاں اس نے واپس نہ جانے کا عہد کیا تھا۔ تم یہ سب کچھ دیکھتے ہو اور اس کے باوجود اس کے پیچھے لگے رہتے ہو محض اس امید پر کہ یہ ہمیں دنیوی کامرانیوں سے ہمکنار تو کر دے گا۔ ایک شخص کی تحریر وتقریر اور ایک ایک حرکت سے دنائت، سفلہ پن اور بازاریت ٹپکی پڑتی ہے، تقویٰ، صداقت اور وقار کا نام ونشان تک نظر نہیں آتا اور تم اس کی امارت تسلیم کرنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔ حد یہ ہے کہ وہ پچاس ہزار مسلمانوں کی جانیں غیر الٰہی حکومت کے لئے بار بار پیش کرتا ہے اور اس خدمت گزاری کا فائدہ تمہیں یہ بتاتا ہے کہ اس بہانے تم کو عسکری ٹریننگ مل جائے گی اور تمہاری فوجی پوزیشن مضبوط ہو جائے گی۔ تم اس ذلیل تدبیر کی خوراک بھی حلق سے اتار لیتے ہو اور خوش ہوتے ہو کہ ہمیں ایک فوجی تنظیم کرنے والا امیر تو مل گیا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ تمہارا معیار اخلاق وانسانیت کس قدر گر گیا ہے۔ تم جس اسلام کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہو وہ دنیا میں یہ اصول قائم کرنے آیا تھا کہ انسان کا محض مقصد ہی پاک نہ ہونا چاہیئے بلکہ اس کو حاصل کرنے

کے ذرائع بھی پاک ہونے چاہئیں۔ مگر تمہارا حال یہ ہے کہ جس ذریعہ سے بھی تم کو کامیابی کے حصول کی امید نظر آتی ہے خواہ وہ کتنا ہی ناپاک اور ذلیل ذریعہ کیوں نہ ہو تم دوڑ کر اسے دانتوں سے پکڑ لیتے ہو۔ اور جو تمہیں اس سے روکنا چاہے الٹا اسی کو پھاڑ کھانے پر آمادہ ہو جاتے ہو۔ ذرائع کی پاکی وناپاکی کے قطع نظر کر کے محض کامیابی کو مقصود بالذات بنانا تو دہریوں اور کافروں کا شیوہ ہے۔ اگر مسلمان نے بھی یہی کام کیا تو اس کی خصوصیت کیا باقی رہی۔ بلکہ یہ طریقہ اختیار کرنے کے بعد دوسری جاہل قوموں سے الگ ''مسلمان'' کے جداگانہ وجود کے لئے کونسی وجہ جواز رہ جاتی ہے''

''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' صفحہ ۴۷ تا ۵۸ از ابوالاعلیٰ مودودی طبع ہفتم ۱۹۵۵ء
ناشر مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان اچھرہ لاہور (پاکستان پرنٹنگ پریس لاہور)

عنایت اللہ مشرقی کی نگاہ میں

دوسرے مسلمان جہنم کی تیاری کر رہے ہیں

(۱)

''شیعہ، سنی، حنفی اور شافعی، مقلّد اور غیر مقلّد، صوفی اور وہابی وغیرہ وغیرہ میرے نزدیک کچھ شے نہیں۔ یہ سب جہنم کی تیاری ہے، خودکشی اور استہلاک ہے موت کے ساتھ لہو ولعب ہیں۔''

(تذکرہ حصہ اردو صفحہ ۶۰) جملہ اول از محمد عنایت اللہ خاں مشرقی ۱۳۴۲ھ
مطابق ۱۹۲۴ء ناشر ادارہ اشاعۃ التذکرہ امرتسر، مطبع وکیل امرتسر)

(۲)

’’آج بیلچے کے بغیر کوئی مسلمان، مسلمان نہیں‘‘

(’’قول فیصل‘‘ صفحہ ۱۵ مؤلفہ عنایت اللہ خاں مشرقی طبع اوّل نومبر

۱۹۳۵ء

ناشر ملک عنایت اللہ مجتبائی پریس بیرون شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور)

جماعت اسلامی کے خلاف فتاویٰ

(۱)

مولانا احمد علی صاحب المشیع سلسلہ قادریہ راشدیہ

انجمن خدام الدین لاہور

مولوی مودودی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

’’برداران اسلام! مودودی کی تحریک کو بنظر غور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک نیا اسلام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور نعوذباللہ من ذالک نیا اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے۔ جب پرانے اسلام کی در و دیوار منہدم کر کے دکھا دئے جائیں۔ اور

مسلمانوں کو اس امر کا یقین دلا دیا جائے کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لئے پھرتے ہو وہ نا قابل قبول، نا قابل روایت اور نا قابل عمل ہو گیا ہے۔ اس لئے اس نئے اسلام کو مانو۔ اور اسی پر عمل کرو جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں۔ اے اللہ میرے دل کی دعا قبول فرما۔ مودودی صاحب کو ہدایت عطا فرما۔ اور ان کے متبعین کو بھی اس جدید اسلام سے توبہ کی توفیق عطا فرما اور انہیں اپنا محمدی اسلام پھر نصیب فرما۔ **آمین یَا اِلٰہَ العالمین۔**‘‘

(’’حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب‘‘ صفحہ۴، ۵ طبع اوّل مرتبہ۔ مولانا احمد علی صاحب۔ دفتر انجمن خدام الدین۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور۔ مطبوعہ کوآپریٹو کیپٹل پریس لاہور)

(۲)

مولانا صادق صاحب سابق صدر جمعیۃ العلماء و رکن مجلس منتظمہ دارالعلوم دیوبند

لکھتے ہیں:

’’مودودی صاحب کی تصنیفات کے اقتباسات کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کے خیالات اسلام کے مقتدایان اور انبیاء کرام کی شان میں گستاخیاں کرنے سے مملو ہیں ان کے ضالّ اور مضلّ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ میری جمیع مسلمانان سے

استدعا ہے کہ ان کے عقائد اور خیالات سے مجتنب رہیں اور ان کو اسلام کا خادم نہ سمجھیں اور مغالطہ میں نہ رہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصلی دجال سے پہلے تیس دجال اور پیدا ہوں گے۔ جو اس دجال اصلی کا راستہ صاف کریں گے۔ میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہیں۔ فقط والسلام

محمد صادق عفی عنہ صدر مہتمم مدرسہ مظہر العلوم
محلّہ کھڈہ کراچی ۲۸/ ذوالحج ۱۳۷۱ھ۔ ۱۹/ ستمبر ۱۹۵۲ء

(حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب صفحہ ۹۷۔
مرتبہ مولوی احمد علی انجمن خدام الدین لاہور۔ طبع اوّل کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس لاہور)

(۳)

مولوی محمد منظور حسین صاحب قاسمی بجنوری

معتمد روزنامہ ''الجمعیۃ'' دہلی

''تجدید و احیاء دین کا خوشنما لیبل لگا کر جو زہر قاتل مودودی صاحب مسلمانوں کے گلے سے اتارنا چاہتے ہیں۔ اس کا پہلا فوری اثر تو یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے نہ مفسرین کرام پر اعتماد رہے گا نہ محدّثین حضرات کسی شمار میں ہوں گے۔ اور ائمہ مجتہدین و علماء امت و مشائخ ملت میں سے کوئی بھی شکوک و اعتراضات کے تیروں سے نہیں بچ سکے گا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ آج

تک کی کتب تفاسیر واحادیث اور کتب وفتاویٰ سب کی سب نا قابل اعتبار قرار پا جائیں گی۔ یعنی صرف مودودی تفسیر، مودودی حدیث، مودودی فقہ، مودودی فتح رائج الوقت ہو۔ باقی سب کو دریائے شکوک و بحر اعتراضات میں غرق کر دیا جائے۔''

نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ ذٰلِكَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ،

خاکپاء علماء احقر الکونین محمد منظور حسین قاسمی بجنوری معتمد روزنامہ ''الجمعیۃ'' دہلی ۲۰؍ جنوری ۱۹۵۲ء۔

(''حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی'' صفحہ ۹۸ تا ۱۰۰۔
مرتبہ مولوی احمد علی انجمن خدام الدین لاہور۔ کوآپریٹو کیپٹل پریس لاہور)

(۴)

مولوی محمد ضیاء الحق صاحب

صدر مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور

''بندہ نے مودودی صاحب کی تحریرات بنگاہ انصاف جہاں تک موقعہ ملا اور اتفاق ہوا دیکھیں اور بنظر غائر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص ایک نیا نقشہ اسلام کے نام سے رائج کرنا چاہتا ہے۔ اور اس ترویج کے لئے انہوں نے صورت یہ سوچی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر فقہاء عظام سے لوگوں کو متنفر کیا جائے۔ چنانچہ یہ کام انہوں نے کر دیا۔ اس لئے احقر اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ مودودی صاحب کی تصنیفات سے بچ کر

رہیں۔ تا کہ ان کے رنگ میں نہ رنگے جائیں۔

احقر نے حضرت مولانا و اولانا احمد علی صاحب **مدّظلۂ العالی** کا رسالہ ’’حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب‘‘ ان سے سنا ہے مجھے اس سے اتفاق ہے۔

محمد ضیاء الحق **کان اللہ لہٗ** ۱۰؍ جمادی الاوّل ۱۳۷۱ھ۔ فروری ۱۹۵۲ء

(’’حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب‘‘ صفحہ ۱۰۰۔
مرتبہ مولوی احمد علی انجمن خدام الدین لاہور)

(۵)

مشہور احراری لیڈر مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری

اور مولوی محمد علی صاحب جالندھری

’’مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی کتب …… سے فی الواقع ایسے نتائج نکلتے ہیں جن سے اسلام کی بنیاد متزلزل ہو جاتی ہے۔ فقط **واللہ تعالیٰ اعلم**۔

سید عطاء اللہ بخاری۔ محمد علی جالندھری عفا اللہ عنہ

۳؍ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ۔ جنوری ۱۹۵۲ء

(’’حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب‘‘ صفحہ ۱۰۱۔
مرتبہ مولوی احمد علی صاحب انجمن خدام الدین لاہور)

(۶)

مولوی لال حسین اختر رکن مجلس شوریٰ مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت ملتان

’’......مودودی صاحب اسلامی عقائد کو بدلنے کی کوشش میں منہمک ہیں۔ انہوں نے امریکن اور یورپین طرز پر ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ پونے چودہ سو سال کے محمدی اسلام اور امریکی طرز کے ماڈرن اسلام میں بُعد المشرقین ہے۔ جس طرح رات اور دن آن واحد میں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح محمدی اسلام اور مودودی اسلام ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

مودودی صاحب نے اسلام کے نام پر ایک نئے گمراہ کن فرقہ کی بنیاد رکھی ہے۔ آئین اسلام کے نام پر مسلمانوں کو مودودیت کا زہر دیا جا رہا ہے......

احقر العباد لال حسین اختر رکن مجلس شوریٰ مجلس مرکزیہ

تحفظ ختم نبوت پاکستان ۸ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۹/ جون ۱۹۵۵ء

(’’حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب‘‘ صفحہ ۱۰۵۔

مرتبہ مولوی احمد علی صاحب انجمن خدام الدین لاہور)

(۷)

علامہ عبدالستار جامعہ عباسیہ بہاولپور

’’أنا اقول من یصحب بالمودودی فھو متبع غیر سبیل المؤمنین‘‘ (’’حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب‘‘صفحہ۱۱۴۔ مرتبہ مولوی احمد علی صاحب انجمن خدام الدین لاہور)

(۸)

آٹھ مولویوں کی تصدیق

’’جو شخص سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور ائمہ مجتہدین اور مجددین حضرات اور صحاح ستہ کی توہین کرے۔ ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔ **اعاذ نا اللہ منہ**

اسماء المؤیدین

(۱) احقر العباد سراج احمد دین پوری ریاست بہاولپور
(۲) عبدالرحمٰن شاہ امروٹ شریف ضلع سکھر سندھ
(۳) محمد حسین عفی عنہ تھریچانی ضلع سکھر سندھ
(۴) (مولوی) محمد ہارون تھریچانی ضلع سکھر سندھ

(۵) العبد عبد الکریم تھریچانی ضلع سکھر سندھ

(۶) عبد الواحد تھریچانی ضلع سکھر سندھ

(۷) فقیر عبد الشکور دین پور شریف ریاست بہاولپور

(۸) حاجی میر محمد ضلع جیکب آباد ڈھل مراد پور۔‘‘

(’’حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب‘‘ صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶۔ مرتبہ مولوی احمد علی صاحب انجمن خدام الدین لاہور)

(۹)

مودودی صاحب کا ڈھونگ (سید حسین احمد مدنی)

’’مودودی صاحب کا کتاب وسنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے۔ وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں۔ بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔‘‘

(مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت صفحہ ۴۶۔ مصنفہ شیخ الاسلام مولوی سید حسین احمد صاحب مدنی مکتبہ نور سادات سٹریٹ میکلوڈ روڈ لاہور دسمبر ۱۹۵۵ء)

(۱۰)

جماعت اسلامی اور اس کے سربراہ

(مولوی غلام غوث ہزاروی کی نظر میں)

’’جمعیۃ العلمائے پاکستان نے حکومت پر زور دیا ہے کہ جماعت اسلامی پر پابندی لگا دی جائے کیونکہ اس جماعت کے ارکان اسلام اور پاکستان دونوں کے وفادار نہیں ہیں۔ علماء کی اس جماعت کے منتظم اعلیٰ مولانا غلام غوث ہزاروی نے......ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے جماعت اسلامی اور اس کے سربراہ پر الزام لگایا کہ انہیں سی آئی اے سے تنخواہ ملتی ہے۔ جماعت اسلامی صرف اقتدار کی بھوکی ہے اور اسے اسلام سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ مولانا ہزاروی نے مزید الزام لگایا کہ جماعت اسلامی سی آئی اے سے اپنی وابستگی کی بناء پر اسلامی ملکوں میں صدر ناصر کو بدنام کرنے کی مہم چلا رہی ہے اور دنیا کے اس علاقے میں امریکی سامراج کے مفادات کو فروغ دینے کیلئے کام کر رہی ہے۔ مولانا ہزاروی نے آگے چل کر کہا کہ جماعت اسلامی کے سربراہ کے امریکہ سے تعلقات قیام پاکستان کے ابتدائی دنوں سے قائم ہیں۔ چنانچہ جماعت اسلامی کے سربراہ نے ۴۹ء میں علماء کے ایک جلسے میں یہ انکشاف کیا تھا کہ امریکہ عنقریب انہیں یا مسٹر سہروردی کو پاکستان کابینہ کا سربراہ بننے کی دعوت دینے والا ہے‘‘

(روزنامہ ’’مشرق‘‘ کراچی ۱۱؍اگست ۱۹۶۷ء)

(۱۱)

خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤالدین کا برسر منبر اعلان

’’جو شخص بھی جماعت اسلامی سے متفق ہو۔ اور کتاب خلافت وملوکیت پڑھتا ہو۔ وہ کافر ہے اور اسلام سے خارج ہے۔ اس کی نمازیں اور دوسری عبادتیں بے کار ہیں۔‘‘

(’’نوائے وقت‘‘ ۳۱؍ جولائی ۱۹۶۸ء صفحہ ۶ کالم نمبر ۳)

(۱۲)

مودودیت اکابر علماء کی نظر میں

شیخ العلماء علامہ شمس الحق افغانی شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

’’مودودی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی گئی۔ موصوف کے متعلق احقر کا تأثر یہ ہے کہ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے اسلام سے مطمئن نہیں۔ اس لئے اس کو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں جس کے لئے اصلی اسلام میں ترمیم ناگزیر ہے۔ لیکن اس کا چھپانا بھی ضروری ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس ترمیم کے تخریبی عمل کو انشاء پردازی، اقامت دین کے نعروں، یورپی طرز کے پروپیگنڈا کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تخریبی عمل کے محرکات دو ہیں۔ نفسانی تعلّی اور فقدان خشیۃ اللہ اور عوام میں بھی ان دو بیماریوں میں مبتلا افراد کی کمی نہیں۔ یہی باطنی ہم رنگی

دائرہ تحریک کی توسیع کا اصلی سامان ہے۔

شمس الحق افغانی غفر اللہ عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۱۸؍ مئی ۱۹۶۴ء

(انکشافات صفحہ ۱۵۸ مرتبہ مبلغ اسلام قاری عبدالحمید صاحب صدر دار التبلیغ بنوں۔
ناشر مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۱۳)

''مخدوم العلماء'' مولوی خیر محمد صاحب جالندھری

''خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی''۔ مہتمم خیر المدارس ملتان

''مودودی اور اس کے متبعین کے بعض مسائل خلاف اہل سنت والجماعت کے ہیں سلف صالحین کی اتباع کے منکر ہیں۔ لہٰذا بندہ ان کو ملحد سمجھتا ہے۔''

(انکشافات صفحہ ۱۵۹ مرتبہ مبلغ اسلام قاری عبدالحمید صاحب صدر دار التبلیغ بنوں۔
ناشر مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۱۴)

''اسوۃ الصلحاء'' مولوی نصیر الدین صاحب۔

شیخ الحدیث غورغشتوی خلیفہ مولوی حسین صاحب

''مودودی ضال اور مضل ہے (یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے)''

(انکشافات صفحہ ۱۵۹ مرتبہ قاری عبدالحمید صاحب صدر دار التبلیغ بنوں۔
ناشر مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۱۵)

''استاذ العلماء'' مولوی عبدالحق صاحب شیخ الحدیث

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مودودی کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں۔ مسلمان اس فتنہ سے بچنے کی کوشش کریں۔''

(انکشافات صفحہ ۱۵۹ مرتبہ مبلغ اسلام قاری عبدالحمید صاحب صدر دارالتبلیغ بنوں۔
ناشر مسعود الحسن ناظم دارالتبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۱۶)

مودودیت ایک خوفناک فتنہ

''ممتاز علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی جمعیت کا ایک ہنگامی اجلاس مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۵۰ء بوقت تین بجے دن دفتر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور زیر صدارت مجاہد ملت نمازی کشمیر حضرت العلامہ مولانا ابوالحسنات صاحب قادری صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں باتفاق آراء پاس ہوئیں۔

(۱) مرکزی جمعیت کا یہ خصوصی اجلاس طے کرتا ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے چونکہ ایک نئے مذہب فکر کی بنیاد ڈالی ہے اور اُمتِ مسلمہ کو ایک ایسی مستقل قوت اجتہادیہ کی طرف دعوت دی ہے کہ جس کے دامن میں جمہور مسلمانوں کے دین و

مذہب کے لئے پناہ کی کوئی جگہ نہیں۔ اسلئے جمعیت ان کے ساتھ تعاون کرنے کو مسلمانان پاکستان بلکہ تمام عالمِ اسلام کے لئے ایک خوفناک اقدام قرار دیتی ہے۔

(۲) صرف یہی نہیں کہ مودودی جمہور مسلمانوں سے مختلف المذہب ہیں۔ بلکہ ان کی واضح عبارات اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ وہ اس کوشش میں ہیں کہ قوم انہیں مجددِ اعظم اور امام مہدی سمجھ لے۔ اگر خدانخواستہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے تو وہ وقت دور نہیں کہ وہ کھلے لفظوں میں اپنے مہدی ہونے کا اعلان کر دیں اور اُمتِ مسلمہ کے سامنے، دہریت مرزائیت، اشتمالیت اور اشتراکیت کی طرح مودودیت بھی ایک عظیم خوفناک فتنہ کی شکل میں نمودار ہو جائے۔"

(انکشافات صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰۔ مرتبہ مبلغ اسلام قاری عبدالحمید صاحب صدر دارالتبلیغ بنوں۔ ناشر مسعود الحسن ناظم دارالتبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۱۷)

مولوی مودودی کے ساتھ مولوی سید احمد سعید کاظمی کے مکالمے کا خلاصہ

"شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت العلامہ مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہٗ کے مودودی کے ساتھ مکالمے کے بعد رفیق مکالمہ علماء نے جو خلاصہ شائع کیا ہے وہ ملاحظہ فرمایئے:۔

(۱) مودودی صاحب جمہور مسلمانوں سے مذہباً مختلف ہیں۔

(۲) مودودی صاحب نے جمہور مفسرین و محدثین کے خلاف کتاب و سنت کے غلط معنے لے کر ایک نئے مذہب کی بنیاد قائم کی ہے جس کے پیرو جماعت اسلامی کے پردے میں چھپے ہوئے ہیں۔

(۳)......ان کی تحریک میں شامل ہونا یا ان سے تعاون کرنا اپنے دین مذہب کو خطرے میں ڈالنا ہے۔"

اس خلاصہ پر مندرجہ ذیل علماء کرام کے دستخط ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا ارشد صاحب پناہوی نائب ناظم جمعیت

۲۔ ملک ممتاز صاحب مینجنگ ایڈیٹر نیوز پریس آف پاکستان لاہور

۳۔ مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی ایڈیٹر رضوان لاہور

۴۔ مولانا غلام احمد صاحب ترنم صدر جمعیت سابق صوبہ پنجاب

(انکشافات صفحہ ۱۶۰ مرتبہ مبلغ اسلام قاری عبد الحمید صاحب صدر دار التبلیغ بنوں۔ ناشر مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۱۸)

''جامع المعقول'' مولوی پیر غلام جہانیاں صاحب

یعنی شاہ جمالی

خطیب مرکزی جامع مسجد ڈیرہ غازی خاں

''جناب مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا موجودہ طرز عمل مملکت خداداد پاکستان میں تفریق بین المسلمین کا ایک عظیم فتنہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مودودی صاحب کے مؤلفات کے مطالعہ کرنے سے (مجھے) یہ امر ثابت ہوا ہے کہ جناب مودودی صاحب کے عقائد متعلقہ شان رسالت، ولایت، امامت، عقائد حقہ، جمہور مسلمانان اور علماء، اکابرین و عارفین کے بالکل متضاد ہے۔''

(انکشافات صفحہ ۱۶۱۔ مرتبہ مبلغ اسلام قاری عبدالحمید صاحب۔
ناشر مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۱۹)

مودودی ازم ناپاک عزائم

''فاضل اجل کامل الاکمل حضرت مولانا صاجزادہ فیض علی صاحب فیضی مدّظلّہٗ خطیب اعظم جامع مسجد راولپنڈی (لکھتے ہیں)

''رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے جو اسلام پھیلا ہے۔ وہ جناب مودودی صاحب کے اسلام سے قطعاً مختلف ہے۔ مودودی صاحب کا اسلام جاگیرداری کا محافظ اور زرعی اصلاحات کے خلاف ہے۔ آج ہمارے اقتصادی مسائل کا حل اسلام کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ مودودی ازم کے پاس ان مسائل کا کوئی علاج موجود نہیں...... پاکستان کے محبّ وطن شہریوں کو مودودی صاحب کے ناپاک عزائم سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔''

(انکشافات صفحہ ۱۶۲۔ مرتبہ مبلغ اسلام قاری عبدالحمید صاحب۔
ناشر مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۲۰)

مودودیت ایک وبائی مرض

’’حافظ الحدیث حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب صدر آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس‘‘ (کہتے ہیں)

’’میں برادران اہلحدیث سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ (مودودیت کی اس) خاص وبائی امراض سے اپنے آپ کو بچائیں۔ ورنہ یہ بیماری ان کو ہی نہیں بلکہ پوری جماعت (اہل حدیث) کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دے گی۔ محض منہ سے آمین کہہ دینا، اور رفع یدین کر لینا اہلِ حدیثیت نہیں ہے۔ جب تک کہ اپنے عقائد کو درست نہیں کر لیں گے اور سلف صالحین کے طریقے کو اختیار نہیں کریں گے دین و نجات کا ملنا مشکل ہے۔ پس اس جدید جماعت اسلامی کے فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور اس کے زور کو ہر جگہ سے ختم کریں۔‘‘

(انکشافات صفحہ ۱۶۲۔ مرتبہ مبلغ اسلام قاری عبدالحمید صاحب۔
ناشر مسعود الحسن ناظم دار التبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۲۱)

مودودیت ذہنی انتشار کی غماز

شیخ الحدیث، ترجمان السنّت حضرت العلامہ مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی مدّظلّہٗ ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث پاکستان (گوجرانوالہ)......‘‘مولانا مودودی صاحب کا ایک ایک لفظ ان کے ذہنی انتشار کی بہت ہی بُرے طریقے پر غمازی کر رہا ہے اور جب حال یہ ہے تو ع

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مولانا مودودی قادیانی شاعروں کا لبادہ زیب تن فرماتے ہیں۔ اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جماعت اسلامی سے جماعت اہل حدیث کا تصادم بالکل قدرتی امر ہے۔(انکشافات صفحہ ۱۶۳)

(۲۲)

’’عاشق حدیث‘‘ مولوی محمد داؤد راز

ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث ھند (بمبئی)

’’جس جماعت (جماعت اسلامی) کا بانی صحیح بخاری شریف کے متعلق یہ

عقیدہ رکھتا ہو کہ اس کی ساری حدیثوں کو صحیح جاننا کسی شریف آدمی کا کام نہیں۔'' جماعت اہل حدیث کا اس جماعت سے تصادم بالکل قدرتی امر ہے۔''

(انکشافات صفحہ ۱۶۳)

(۲۳)

علامۃ العصر ابوالحقائق مولوی عبدالغفور صاحب ہزاروی

''یہ جماعت اسلام کا نام اپنے ذاتی اغراض کے لئے استعمال کر رہی ہے۔''

(انکشافات صفحہ ۱۶۳)

(۲۴)

علماء تونسہ شریف اور مودودی

''ہمارا خیال مودودی اور ان کی جماعت کے متعلق وہی ہے جو شیخنا **المحترم** حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مرحوم ومغفور کا تھا کہ۔''یہ جماعت گمراہ اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کے خلاف ہے۔ لہٰذا مودودی اور ان کی جماعت سے تمام مسلمانوں کو پرہیز کرنا چاہیئے''۔

فقط

دستخط علماء کرام ۱۶؍نومبر ۱۹۶۳ء

☆ ممتاز المدرسین حضرت مولانا خان محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف

☆ حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحب مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف

☆ حضرت مولانا عبدالستار صاحب مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں۔''

(انکشافات صفحہ ۱۶۴ مرتبہ مبلغ اسلام قاری عبدالحمید صاحب صدر دارالتبلیغ نبوی۔ ناشر مسعود الحسن ناظم دارالتبلیغ بنوں مطبوعہ مکتبہ جدید لاہور مارچ ۱۹۶۵ء)

(۲۵)

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری

''جماعت اسلامی کے امیر کا عقیدہ اور اس کا لٹریچر اہل سنت کے مسلک اور عقیدہ کے خلاف ہے۔'' (امروز ۸؍ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۶ کالم نمبر ۸)

(۲۶)

مولوی مودودی عبداللہ بن سبا کا جانشین

''جماعت اسلامی اس ملک میں عبداللہ بن سبا کی جانشینی کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اسے اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ جمعیت جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے افکار ونظریات کو اسلام کے مسلمہ اصولوں کے منافی سمجھتی ہے۔

جماعت اسلامی کا کردار اس امر پر شاہد ہے کہ اس نے ہر دور میں اسلام کو اپنے سامراجی واستعماری مقاصد اور اقتدار کی ہوس کو پورا کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔“

(بیان مولانا حکیم مختار احمد الحسینی ناظم نشر واشاعت جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن)
(امروز مورخہ ۱۴/ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۴ کالم نمبر ۳)

(۲۷)

مولوی حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث

دارالعلوم دیوبند

”مؤلف استفتائے ضروری کے خط کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا:

”اور **مسئوله عنها** کے متعلق میرا خیال وہی ہے جو جناب کا خیال ہے اور مذکورہ والا نامہ نہایت خطرناک ہیں۔ جن سے نہ صرف افتراق بین المسلمین کا اندیشہ ہے۔ بلکہ دین اسلام کی بربادی کا بھی سخت خطرہ ہے۔ یہ اصول مودودی صاحب اور ان کے اتباع کے دین حنیف کی جڑوں پر کاری ضرب لگانے والے ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے دین اسلام کا مستقبل نہایت تاریک نظر آتا ہے۔“

(مولانا) ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ از دارالعلوم دیوبند ۲۱/ جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ ۳۱/ مارچ ۱۹۵۱ء
”استفتائے ضروری“ صفحہ ۹۔ ناشر محمد وحید اللہ خاں زیارت حلقہ والی رام پور۔
مطبوعہ مرتضٰی پریس لاہور ۱۹۵۱ء)

(۲۸)

مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی و سید افضل حسین صاحب مفتی دارالعلوم منظر الاسلام بریلی

’’اس (جماعت) کا دعویٰ تو اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور ترقی ہے۔ مگر حقیقت میں اس کی تحریک اسلام میں رخنہ اندازی اور تفریق بین المسلمین اور کفر سازی و کافر گری ہے۔......

بالجملہ مودودی اور اس کی تحریک سے مسلمانوں کو دور و نفور رہنا لازم ہے۔ وہ اور اس کی تحریک مسلمانوں کے حق میں سخت خطرناک ہے۔‘‘

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ ۲۲/رجب ۱۳۷۰ھ (۳۰/اپریل ۱۹۵۱ء)

ابوالفضل السید محمد افضل حسین غفرلہٗ مفتی دارالعلوم منظر الاسلام بریلی

مہر

(’’استفتائے ضروری‘‘ صفحہ ۱۰، ۱۱۔ ناشر محمد وحید اللہ خاں مطبوعہ مرتضیٰ پریس رامپور)

(۲۹)

مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی

’’مودودی صاحب کی جماعت شرکت کے لائق نہیں ہے ان کے بعض

خیالات گمراہ کن ہیں۔ ان سے علیحدہ رہنا لازم ہے۔''

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی
مہر۔ مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی
(استفتائے ضروری'' صفحہ ۱۲ ناشر محمد وحید اللہ خان۔ مطبوعہ مرتضٰی پریس رامپور۔)

(۳۰)

مفتی محمد مظہر اللہ صاحب جامع مسجد فتح پوری دہلی

''اس (مودودی۔ ناقل) نے اس ادارہ کا نام جماعت اسلامی رکھا ہے۔ سو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی قید خانہ کا نام بہشت بریں رکھ لے اور اعلان کر دے کہ اس کے سوا سب جہنم ہے۔''

محمد مظہر اللہ غفر لہٗ امام مسجد جامع فتح پوری دہلی۔
(استفتائے ضروری' صفحہ ۱۳۔ ناشر محمد وحید اللہ خان۔ مطبوعہ مرتضٰی پریس رامپور ۱۹۵۱ء)

(۳۱)

مولوی ابو سلیم محمد حفیظ اللہ نبیرہ مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھ

''یقیناً اس (طریق دعوت و تبلیغ۔ ناقل) سے مسلمانوں میں باہم پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور ایک جدید فرقہ کی بنیاد پڑتی ہے۔ جو حکم مسجد ضرار کا ہے۔ اسی جیسے حکم میں

یہ جماعت بھی داخل ہے۔‘‘

المجیب المعتصم بحبل الله
الفقیر ابو سلیم محمد حفیظ اللہ غفرلہٗ
علی گڑھ ۱۲؍رجب المرجب ۱۳۷۰ھ۔ ۲۰؍اپریل ۱۹۵۱ء
(استفتائے ضروری صفحہ ۱۶۔ ناشر محمد وحید اللہ خان۔ مطبوعہ مرتضیٰ پریس رامپور۔)

(۳۲)

مفتی عبد القادر صاحب فرنگی محلی لکھنؤ

’’ان میں سے اکثر وپیشتر باتیں خوارج ومعتزلہ کے مسلک سے ملتی جلتی ہیں۔ لہٰذا اس طرح کی تبلیغ بجائے ہدایت کے ضلالت ہے۔ اس طرح کے امور کی دعوت وتبلیغ پر مسلمانوں کو لبیک کہنا درست نہیں۔‘‘

(استفتائے ضروری صفحہ ۱۶، ۱۷۔ ناشر محمد وحید اللہ خان۔ مطبوعہ مرتضیٰ پریس رامپور ۱۹۵۱ء)

(۳۳)

مولوی حامد علی خاں صاحب مفسر مدرسہ عالیہ رامپور

مع دیگر علماء کرام رام پور

’’ایسی جماعت جو کسی مباح اور امر مستحسن کو شرک کہے۔ اور مسلمانوں کو مشرک قرار دے وہ اہل سنت والجماعۃ سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک بالکل نیا بدعتی فرقہ ہے۔

اس کا اندازِ تبلیغ غلط اور گمراہ کن ہے۔ اور تفریق بین المسلمین کا باعث ہے۔''

(''استفتائے ضروری'' صفحہ ۲۳ ناشر محمد وحید اللہ خان۔ مطبوعہ مرتضٰی پریس رامپور ۱۹۵۱ء)

(۳۴)

مولوی وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدرس اول

مدرسہ عالیہ رامپور

''اس جماعت میں جو لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے۔ اس سے جو شخص واقعی طور پر متاثر ہو جائے گا۔ وہ وہابی، غیر مقلد، مائل بخروج، مائل باعتزال ہوگا۔ اس جماعت کے طرز فکر سے جمہور کی رائے کے مطابق مجھے اختلاف ہی نہیں بلکہ مخالفت ہے۔ میں اس کے طرز فکر اور اس کے نتائج (وہابیت، غیر مقلدیت، خارجیت، اعتزال) کو دین و دنیا کی تباہی سمجھتا ہوں۔ اور تفریق بین المسلمین کا پیش خیمہ جانتا ہوں۔ بلکہ جماعت کی بساط کے مطابق تفریق پیدا ہو چکی ہے اور جذبہ تنفر کی کارفرمائیاں تجربہ میں آ چکیں۔ اس لئے میں جماعت اور اس کے لٹریچر کو مسلم اور اسلام کے لئے مضر ہی مضر تصور کرتا ہوں۔ ان مضرتوں کے ہوتے ہوئے وہ ظاہری محاسن جو اس جماعت کی تنظیم وغیرہ میں مستحق تحسین ہیں۔ قابل التفات نہیں۔''

(''استفتائے ضروری'' صفحہ ۳۶، ۳۷ ناشر محمد وحید اللہ خان۔ مطبوعہ مرتضٰی پریس رامپور ۱۹۵۱ء)

(۳۵)

فتنہ مودودیت کے متعلق علمائے دیوبند کا فتویٰ

’’اس جماعت کی کتابیں عوام کو نہ پڑھنی چاہئیں اور نہ اس جماعت میں داخل ہونا چاہیئے۔ مودودی صاحب کے مضامین اور کتابوں میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اہلسنت والجماعت کے طریق کے خلاف ہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے متعلق ان کا اچھا خیال نہیں ہے۔ احادیث کے سلسلہ میں بھی ان کے خیالات ٹھیک نہیں ہیں۔ بے عمل مسلمانوں کو بھی وہ مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ غرض بہت سی باتیں ہیں جو خلاف ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اس جماعت سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔‘‘

کتبهٗ السید مهدی حسن غفر لهٗ

مہر دارالافتاء دیوبند

افسوس ہے کہ میں ضیق وقت سے مجبور ہوں ورنہ اہل اسلام کے سامنے اس زہر کو پیش کرتا جو کہ اس جماعت کی جانب سے شہد میں ملا کر مسلمانوں کے سامنے لایا گیا ہے۔ اس لئے بالاختصار اس قدر عرض کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ جماعت اپنے اسلاف (یعنی مرزائی) سے بھی مسلمانوں کے دین کے لئے زیادہ ضرر رساں ہے۔‘‘

محمد اعزاز علی امروہی غفر لهٗ

المؤید، فخر الحسن غفر لهٗ مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۹ر جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ۔ ۲۹ر مارچ ۱۹۵۱ء

(’’استفتائے ضروری‘‘ صفحہ ۳۷ ناشر محمد وحید اللہ خان۔ مطبوعہ مرتضٰی پریس رامپور)

(۳۶)

فتنہ مودودیت کے متعلق مولوی محمد کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم دہلی کا فتویٰ

’’مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہیئے اور ان سے میل جول ربط و اتحاد نہ رکھنا چاہیئے۔ ان کے مضامین بظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان میں ہی وہ باتیں دل میں بیٹھ جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور بزرگان اسلام سے بدظن بنا دیتی ہیں۔‘‘

(’’استفتائے ضروری‘‘ صفحہ ۳۸ ناشر محمد وحید اللہ خان۔ مطبوعہ مرتضٰی پریس رامپور ۱۹۵۱ء)

(۳۷)

جماعت اسلامی۔ ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام کی نظر میں

’’جماعت اسلامی...... اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف چل کر، خوارج و روافض کی طرح ایک من بھاتے اور بالکل نئے اجتہادی مذہب کو رواج دے کر بھی اصل اسلام کی اجارہ داری سنبھالے بیٹھی ہے۔‘‘

(ابن ’’امیر شریعت‘‘ سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان ۳۱؍جنوری ۱۹۶۸ء)

(تاریخ احرار صفحہ ۱۴ مؤلفہ مفکر احرار افضل حق ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام پاکستان۔
مطبوعہ اشرف پریس لاہور مارچ ۱۹۶۸ء)

(۳۸)

مولوی مودودی کے ایک سابق دست راست کا اظہار حقیقت

’’دین اور عقل دونوں سے بعید تر جماعت اس ملک میں اگر کوئی ہے تو جماعت اسلامی ہے۔ یہ جماعت اب صحیح فکر اور صحیح عمل کی توفیق سے محروم ہو چکی ہے۔ اس کی ہر بات الٹی ہوتی ہے اور جو قدم بھی یہ اٹھاتی ہے اس سے اپنی بے راہ روی ضلالت کا ثبوت مہیا کرتی ہے۔‘‘

(مولوی امین احسن اصلاحی سابق معتمد امیر جماعت اسلامی)

(انتخابی کالج کے لئے لمحہ فکریہ صفحہ ۷، ۸۔ از مولانا امین احسن اصلاحی۔ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور)

(۳۹)

سید رضوان بریلوی کا فتویٰ

’’مسٹر مودودی کی تصنیفات کے اقتباسات دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کے خیالات اسلام کے مقتدیان اور انبیاء کرام کی شان میں گستاخیاں کرنے سے مملو ہیں۔

میری مسلمانان عالم سے اپیل ہے کہ ان کے عقائد اور خیالات سے محفوظ رہیں اور ان کو اسلام کا اتنا ہی دشمن سمجھیں جتنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز

ہیں۔ اوران کے دھوکے میں نہ آئیں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ اصلی دجال سے پہلے تیس دجال اور پیدا ہوں گے جو اس دجال اصلی کا راستہ صاف کریں گے۔ میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے۔’’

والسلام

سید رضوان بریلوی۔

(‘‘مودودیت کا پوسٹ مارٹم’’ صفحہ ۷۔ مؤلفہ ومرتبہ۔
مفسر قرآن مولوی احمد علی امیر انجمن خدام الدین وصدر جمعیت العلمائے اسلام)

(۴۰)

مولوی عبدالحکیم صاحب قصوری مولوی فاضل ہیڈ مبلغ

مجاہدین چمرقند

‘‘(میں) اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص پرلے درجے کا ملحد اور زندیق ہے۔ اس کی موجودہ تحریک مسلمانوں کے حق میں شدھی اور سنگھٹن کی تحریک سے زیادہ خطرناک ہے۔’’

(مودودیت اور مرزائیت صفحہ ۱۱۔ مرتبہ مولوی ابوالمظفر نذر صدر مجلس صیانة المسلمین۔
پبلشر سید غلام نبی اوج ایڈیٹر روزنامہ ‘‘نظام’’ کراچی ۱۲؍اگست ۱۹۵۲ء)

(۴۱)

مولوی مودودی۔ حمید نظامی (مرحوم) کی نظر میں

''ہم مولانا مودودی کو مذہبی سے زیادہ ایک سیاسی شخصیت سمجھتے ہیں۔ اور ہماری رائے میں ان کے مقاصد دینی نہیں۔ سیاسی ہیں۔ وہ مذہب کا نام اپنی سیاست میں کامیابی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔''

(اخبار ''نوائے وقت'' لاہور و لائل پور ۱۳؍جون ۱۹۵۵ء صفحہ ۳ کالم نمبر ۳)

(۴۲)

مولوی مودودی۔ ایک متکبر صالح

حمید نظامی کا ادارتی نوٹ

''......ہم الزام لگاتے ہیں کہ قائداعظم اور تحریک پاکستان کے خلاف مولانا مودودی کا بغض آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ ہم الزام لگاتے ہیں کہ مولانا کی تحریک ہرگز ایک اسلامی اور دینی تحریک نہیں۔ وہ حسن بن سباح کی طرح سیاسی ڈھونگ رچائے ہوئے ہیں۔ اوران کا مقصد دین کی سربلندی کی بجائے سیاسی اقتدار کا حصول ہے۔ ہم مولانا مودودی کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مولانا احمد علی اور مولانا میکش کی طرح

ہمارے خلاف بھی ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ چلائیں اور عدالت میں ان الزامات کی صفائی پیش کریں۔ ‘‘

(’’نوائے وقت‘‘ لاہور و لائل پور ۱۵؍ جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۳)

(۴۳)

امیر شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری

’’اس (۱۹۵۳ء ناقل) کی تحریک میں جو کچھ ہوا۔ میں ذمہ دار ہوں غلط ہوا یا صحیح۔ ذمہ داری میرے سر ہے۔ ارے میں مودودی نہیں ہوں۔ بد دیانت نہیں ہوں۔ مجلس عمل کے اجلاس کراچی میں مودودی صاحب میرے زانو کے ساتھ زانو ملائے بیٹھے تھے ریزولیوشن میرے جانے سے پہلے پاس ہو چکا تھا۔ میں کہتا ہوں میں کیا کروں۔ کتابوں اور لٹریچر کو۔

میں اس سے پہلے اجلاس میں نہیں گیا تھا۔ دوسرے دن محمد علی میرے پاس آئے اور کہا کہ آج تم چلو۔ میں نے کہا جو پاس کرنا ہے کرلو۔ میں عمل کرلونگا۔ جب گیا۔ داؤد غزنوی کے پاس بیٹھا۔ مودودی بھی پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے دائیں طرف جگہ دی۔ ریزولیوشن پاس ہو چکا تھا محمد علی خاص لوگوں کے دستخط کرا رہے تھے۔ میرا نام بھی لکھا اور ان کا نام بھی لکھوایا۔ آج وہ کہتے ہیں۔ میں تحریک میں شامل نہیں تھا۔ میں کہتا ہوں شامل تھا۔ اور اگر مودودی شامل نہیں تھا تو میں ان سے حلفیہ بیان کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ صرف یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے لڑکوں کے سروں پر ہاتھ

رکھ کر اعلان کر دیں۔

میں ذمہ دار ہوں میں شامل تھا۔ جو شامل تھا اس نے سال کاٹی۔ جو شامل نہیں تھا اس نے دو سال کاٹی۔ جب میں رہا ہوا۔ تو ڈیوڑھی پر آ کر کہا کہ جنہوں نے تقریریں کیں وہ رہا ہوئے اور جنہوں نے سر ہلایا وہ پھنسے رہے۔ یہ ہے دیانت؟ ہزاروں شہید ہوئے۔ سوؤں کے سہاگ لٹے۔ کئی یتیم ہوئے۔ کئی اجڑ گئے (آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے) اللہ میں ذمہ دار ہوں اور آج بھی ذمہ دار۔ یہ سب تیرے نبی کے نام کی خاطر کیا۔

ہزاروں کو مروا کر کہوں میں شامل نہیں تھا کیا یہی دین ہے۔ کیا کروں علم اور ادب کو۔ میرا کلیجہ پھٹتا ہے۔ میں بولنے پہ آؤں تو اُدھار کیوں رکھوں۔ ارے تم سے تو کافر گیلیلیو اچھا تھا جس نے زہر کا پیالہ پی لیا۔''

(خطبات امیر شریعت صفحہ ۱۲۸-۱۲۹۔ مرتبہ جانباز مرزا تقریر لائل پور جون ۱۹۵۵ء۔ مکتبہ تبصرہ لاہور بیرون دہلی گیٹ)

(۴۴)

مولانا قاضی مظہر حسین نائب امیر اوّل جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن

اور مولانا عبداللطیف ناظم اعلیٰ جمعیت ضلع جہلم

''جہلم ۱۳؍ مارچ جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی ڈویژن کے نائب امیر اوّل مولانا

قاضی مظہر حسین اور جمعیت ضلع جہلم کے ناظم اعلیٰ مولانا عبداللطیف نے جمعیت کے صوبائی امیر مولانا عبیداللہ انور کی طرف سے ۱۴؍ مارچ کے جلسہ میں شرکت نہ کرنے کے اعلان کا پر جوش خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جماعت اسلامی امریکہ کے اشارے پر ملک میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکا رہی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ توہین قرآن کریم کا ڈھونگ کھڑا کر کے استعماری عزائم کو تقویت پہنچائی جائے۔ لیکن علماء حق اس مکروہ و مذموم مہم کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ جمعیت کے دونوں راہنماؤں نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں کہا ہے کہ جماعت اسلامی نے ایک نئے دین کی بنیاد رکھی ہے جس کا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مودودی صاحب نے اپنی کتابوں میں عصمت انبیاء کا انکار کر کے معصوم نبیوں پر بہتان تراشی کی ہے۔ صحابہ کرام جو دین کا ستون ہیں ان کے تقدس کو مجروح کیا ہے۔ اور سیدنا حضرت عثمان غنیؓ اور امیر معاویہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام پر رکیک حملے کئے ہیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ جماعت اسلامی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنے سیاسی اثر ونفوذ کے لئے اسلام اور علماء کا نام استعمال کریں۔ کیونکہ انہوں نے ہمیشہ اسلامی اصولوں کو بالائے طاق رکھا ہے اور ان کے اخبارات آج تک علمائے حق اور جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں کو کیمونسٹ ہونے کے طعنے دے رہے ہیں حالانکہ یہ علماء حق صرف اسلام کی سربلندی چاہتے ہیں۔ ملتان میں جماعت اسلامی نے قرآن کریم۔ شاہ ولی اللہ اور مولانا عبیداللہ سندھی کے لٹریچر کو آگ لگا کر اپنی اسلام دشمنی کا راز کھول دیا ہے۔''

(امروز ۱۴؍ مارچ ۱۹۶۹ء)

(۴۵)

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری امیر مرکزی حزب الاحناف و امیر اہل سنت کا فتویٰ

’’جماعت اسلامی کے امیر کا عقیدہ اور اس کا لٹریچر اہل سنت کے مسلک اور عقیدہ کے خلاف ہے۔‘‘ (امروز لاہور۔ مورخہ ۸؍ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۶ کالم نمبر ۸)

(۴۶)

مولانا حکیم مختار احمد الحسینی ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن

’’جماعت اسلامی اس ملک میں عبداللہ بن سبا کی جانشینی کا فریضہ انجام دے رہی ہے اسے اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ جمعیت جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے افکار و نظریات کو اسلام کے مسلّمہ اصولوں کے منافی سمجھتی ہے۔‘‘

(امروز لاہور ۱۴؍ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۴ کالم نمبر ۳)

(۴۷)

غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

’’جو شخص مودودی کو گمراہ نہ سمجھے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا قطعاً جائز نہیں۔‘‘

(ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ لاہور ۱۴؍اگست ۱۹۶۷ء صفحہ ۶)

ضمیمہ نمبر ۴

مودودی صاحب کے فتاویٰ

مسلمانانِ عالم اور ان کی تحریکوں کے متعلق

ضمیمہ نمبر ۴

(۱)

سب مسلمان جماعتیں جنس کاسد ہیں (ابوالاعلیٰ مودودی)

’’اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام سے کام کر رہی ہیں۔ اگر فی الواقع اسلام کے معیار پر ان کے نظریات، مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنس کاسد نکلیں گی۔ خواہ مغربی تعلیم پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیانِ شرع مبین دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریہ اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں راہِ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ دونوں اپنے اصلی حدف کو چھوڑ کر ہوا میں چوبائی تیر چلا رہے ہیں۔ ایک گروہ کے دماغ پر ہندو کا ہوّا سوار ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ ہندو امپیریلزم کے چنگل سے بچ جانے کا نام نجات ہے۔ دوسرے گروہ کے سر پر انگریز کا بھوت مسلط ہے اور وہ انگریزی امپیریلزم کے جال سے بچ نکلنے کو نجات سمجھ رہا ہے۔ ان میں سے کسی کی نظر مسلمان کی نظر نہیں، ورنہ یہ دیکھتے کہ اصلی شیطان نہ یہ ہے نہ وہ، اصلی شیطان غیر اللہ کی حاکمیت ہے۔ اس سے نجات نہ پائی تو کچھ نہ پایا۔ لڑنا ہے تو اس کو مٹانے کے لئے لڑو، جو تیر چلانا ہے اس حدف کی طرف شست باندھ کر چلاؤ۔ جس قدر قوت صرف کرنی ہے اسے محو کرنے پر صرف کردو۔ اس کے سوا جس کام میں بھی تم اپنی مساعی صرف کرو گے وہ اسی طرح پراگندہ اور رائیگاں ہو کر رہیں گی جس طرح لوگوں کی مساعی جن کے متعلق قرآن فیصلہ کرتا ہے۔ **قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا. اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا. اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیَاتِ رَبِّهِمْ**

وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا.

(''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' حصہ سوم صفحہ ۸۲، ۸۳ طبع اوّل از ابوالاعلیٰ مودودی مقام اشاعت دفتر ترجمان القرآن پونچھ روڈ لاہور۔ سن اشاعت قریباً ۱۹۴۱ء دین محمدی الیکٹرک پریس سرکلر روڈ لاہور)

(۲)

۹۹۹ فی ہزار مسلمان اسلام سے عاری ہیں

''ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ نسلاً مسلمان ہیں حقیقی معنی میں مسلمان فرض کر لینا اور یہ امید رکھنا کہ ان کے اجتماع سے جو کام بھی ہوگا اسلامی اصول ہی پر ہوگا پہلی اور بنیادی غلطی ہے۔ یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے۔ اس لئے یہ مسلمان ہیں۔ نہ انہوں نے حق کو حق جان کر اسے قبول کیا ہے نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے۔ ان کی کثرت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستہ پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابل داد ہے۔''

(''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' حصہ سوم صفحہ ۱۱۵۔
بعنوان ''اسلام کی راہ راست اور اس سے انحراف کی راہیں'' طبع اوّل
مؤلّف و ناشر سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب۔ دین محمدی الیکٹرک پریس سرکلر روڈ لاہور۔
یہ کتاب اندازاً ۱۹۴۱ء کی تصنیف کی ہوئی معلوم ہوتی ہے)

(۳)

نام کے مسلمان، عادات کے کافر

''یہاں جس قوم کا نام مسلمان ہے وہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ کیریکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافر قوموں میں پائے جاتے ہیں اتنے ہی اس قوم میں بھی موجود ہیں، عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں دینے والے جس قدر کافر قومیں فراہم کرتی ہیں غالبًا اسی تناسب سے یہ بھی فراہم کرتی ہے۔ رشوت، چوری، زنا، جھوٹ اور دوسرے تمام ذمائم اخلاق میں یہ کفار سے کچھ کم نہیں ہے۔ پیٹ بھرنے اور دولت کمانے کے لئے جو جو تدبیریں کفار کرتے ہیں وہی قوم کے لوگ بھی کرتے ہیں۔''

(''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' حصہ سوم صفحہ ۱۴۶۔ بعنوان ''اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے''۔ از ابوالاعلیٰ صاحب مودودی طبع اوّل قریباً ۱۹۴۱ء)

(۴)

مسلمان اور کافر میں علم اور عمل کے سوا کوئی فرق نہیں

''مسلمان اور کافر میں علم اور عمل کے سوا کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کا علم اور عمل ویسا ہی ہے جیسا کافر کا ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو وہ بالکل جھوٹ

کہتا ہے۔ کافر قرآن کو نہیں پڑھتا اور نہیں جانتا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ یہی حال اگر مسلمان کا بھی ہو تو وہ مسلمان کیوں کہلائے؟ کافر نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تعلیم ہے اور آپؐ نے خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ کیا بتایا ہے۔ اگر مسلمان بھی اسی کی طرح ناواقف ہو تو وہ مسلمان کیسے ہوا...... غرض یہ ہے کہ جب مسلمان بھی اسلام کے علم سے اتنا ہی کورا ہو جتنا کافر ہوتا ہے اور جب مسلمان بھی وہی سب کچھ کرے جو کافر کرتا ہے تو اس کو کافر کے مقابلہ میں کیوں فضیلت حاصل ہو اور اس کا حشر بھی کافر جیسا کیوں نہ ہو...... ہم ہر جگہ مغلوب کیوں ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ پر میں نے جتنا زیادہ غور کیا اتنا ہی مجھے یقین ہوتا چلا گیا کہ ہم میں اور کفار میں بس نام کا فرق ہے۔''

(''خطبات'' صفحہ ۱۳، ۱۴۔ از مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی ناشر مکتبہ جماعت اسلامی۔ ذیلدار پارک اچھرہ لاہور۔ بار ہفتم۔ ۱۹۴۸ء مطبع سرکنٹائل پریس چیمبر لین روڈ لاہور)

(۵)

جہالت کی پیدا کی ہوئی امتیں

''خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بناء پر، اہل حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں۔ یہ امتیں جہالت کی پیدا ہوئی ہیں۔ اللہ نے صرف ایک امت، ''امت مسلمہ'' بنائی تھی۔''

(''خطبات'' صفحہ ۷۶۔ از سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی زیر عنوان دین اور شریعت بار ہفتم ۱۹۴۸ء ناشر مکتبہ جماعت اسلامی اچھرہ لاہور)

(۶)

مسلمانوں کا سواد اعظم

’’سواد اعظم کا حال کیا ہے۔ انفرادی طور پر عام مسلمان اپنے عمل میں اسلام کی جو نمائندگی کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اسلام کے زیر اثر پرورش پانے والے افراد کسی حیثیت سے بھی کفر کے تیار کئے ہوئے افراد سے بلند یا مختلف نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سی حیثیتوں سے ان کی بہ نسبت فروتر ہیں، وہ جھوٹ بول سکتے ہیں، وہ خیانت کر سکتے ہیں، وہ ظلم کر سکتے ہیں، وہ دھوکہ دے سکتے ہیں، وہ قول و قرار سے پھر سکتے ہیں، وہ چوری اور ڈاکہ زنی کر سکتے ہیں، وہ دنگا اور فساد کر سکتے ہیں، وہ بے غیرتی اور بے حیائی کے سارے کام کر سکتے ہیں اور ان سب بداخلاقیوں میں ان کا اوسط کسی کافر قوم سے کم نہیں ہے۔‘‘

(کتاب ’’شہادۃ الحق‘‘ صفحہ ۱۳، ۱۴۔ لیکچر ابوالاعلیٰ مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی ۳۰ر دسمبر ۱۹۴۶ء۔ مکتبہ جماعت اسلامی دارالاسلام جمال پور پٹھانکوٹ)

(۷)

مسلمان قوم کی حالت

’’اب ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالئے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے۔ نفاق اور بدعقیدگی کی کونسی قسم ایسی ہے جس کا انسان تصور کر سکتا ہو اور وہ مسلمانوں میں

موجود نہ ہو۔ اسلامی جماعت کے نظام میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں۔ اور اب تک جاہلیت کے عقائد پر جمے ہوئے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اسلام کے اساسی اصولوں میں شک رکھتے ہیں اور شکوک علانیہ تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو علانیہ مذہب سے اور مذہبیت سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کی تعلیمات کے مقابلہ میں کفار سے حاصل کئے ہوئے تخیلات وافکار کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو خدا اور رسول کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے شعائر اسلامی کی توہین کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اپنے چھوٹے سے چھوٹے فائدے کی خاطر اسلام کے مصالح کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں اور اسلام کے مقابلہ میں کفر کا ساتھ دیتے ہیں۔ اسلامی اغراض کے خلاف کفار کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ان کو اتنا بھی عزیز نہیں کہ اس کی خاطر وہ ایک بال برابر بھی نقصان گوارا کر سکیں۔ راسخ الایمان اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایک نہایت قلیل جماعت چھوڑ کر اس قوم کی بہت بڑی اکثریت اسی قسم کے منافق اور فاسد العقیدہ لوگوں پر مشتمل ہے۔

یہ تو تھا ایمان کا حال اب سمع وطاعت کا حال دیکھئے۔ آپ مسلمانوں کی کسی بستی میں چلے جایئے آپ کو عجیب نقشہ نظر آئے گا۔ اذان ہوتی ہے مگر بہت سے مسلمان یہ بھی محسوس نہیں کرتے کہ مؤذن کس کو بلا رہا ہے۔ اور کس چیز کے لئے بلا رہا ہے۔ نماز کا وقت آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ مگر ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی مسلمان اپنے کاروبار یا لہو ولعب کو یاد خدا کے لئے نہیں چھوڑتا۔ رمضان کا زمانہ آتا ہے تو مسلمانوں

کے گھروں میں یہ محسوس تک نہیں ہوتا کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ بہت سے مسلمان علانیہ کھاتے پیتے ہیں۔ اور اپنے روزہ نہ رکھنے پر ذرہ برابر نہیں شرماتے۔ بلکہ بس چلتا ہے تو الٹا روزہ رکھنے والوں کو شرم دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر جو لوگ روزہ رکھتے بھی ہیں ان میں سے بھی بہت کم ہیں جو احساس فرض کے ساتھ ایسا کرتے ہیں ورنہ کوئی محض رسم ادا کرتا ہے۔ کوئی صحت کے لئے مفید سمجھ کر رکھ لیتا ہے اور کوئی روزہ رکھ کر وہ سب کچھ کرتا ہے جس سے خدا اور اس کے رسول نے منع کیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کی پابندی اس سے بھی زیادہ کم تر ہے۔ حلال اور حرام، پاک و ناپاک کا امتیاز تو مسلمانوں میں سے اٹھتا ہی چلا جاتا ہے۔ وہ کونسی چیز ہے جس کو خدا اور رسول نے منع کیا ہو اور مسلمان اس کو اپنے لئے مباح نہ کر لیتے ہوں وہ کونسی حد ہے جو خدا اور رسول نے مقرر کی ہو اور مسلمان اس سے تجاوز نہ کرتے ہوں۔ اگر مردم شماری کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلمان کروڑوں ہیں مل کر۔ ان کروڑوں میں دیکھئے کہ کتنے فیصدی نہیں کتنے فی ہزار بلکہ کتنے فی لاکھ خدا اور رسول کے احکام کو ماننے والے اور ٹھیک ٹھیک اسلامی ضوابط کی پابندی کرنے والے ہیں۔ جس قوم میں منافقت اور صنعت اعتقاد کا مرض عام ہو جائے۔ جس قوم میں فرض کا احساس باقی نہ رہے۔ جس قوم سے سمع و طاعت اور ضابطہ کی پابندی اٹھ جائے اس کا جو کچھ انجام ہونا چاہیئے ٹھیک وہی انجام مسلمانوں کا ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ آج مسلمان تمام دنیا میں محکوم و مغلوب ہیں۔ جہاں ان کی حکومت ہے وہاں بھی وہ جہالت، مفلسی اور خستہ حالی میں وہ ضرب المثل ہیں۔ اخلاقی پستی نے ان کو حد درجہ ذلیل کر دیا ہے۔ امانت، صداقت اور وفائے عہد

کی صفات جن کے لئے وہ کبھی دنیا میں ممتاز تھے اب ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہو چکی ہیں۔ اوران کی جگہ خیانت، جھوٹ، دغا اور بدمعاملگی نے لے لی ہے۔ تقویٰ پرہیز گاری اور پاکیزگی اخلاق سے وہ عاری ہوتے جاتے ہیں۔ جماعتی غیرت وحمیت روز بروز ان سے مفقود ہوتی جاتی ہے کسی قسم کا نظم ان میں باقی نہیں رہا۔ آپس میں ان کے دل پھٹے چلے جاتے ہیں اور کسی مشترک غرض کے لئے مل کر کام کرنے کی صلاحیت ان میں باقی نہیں رہی ہے۔ وہ غیروں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے ہیں۔ قوموں کا اعتماد ان پر سے اٹھ گیا ہے اور اٹھتا جا رہا ہے۔ ان کی قومی اور اجتماعی قوت کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ ان کی قومی تہذیب وشائستگی فنا ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اپنے حقوق کی مدافعت اور اپنے شرف قومی کی حفاظت سے وہ عاجز ہوتے جا رہے ہیں۔ باوجودیکہ تعلیم ان میں بڑھ رہی ہے۔ گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ اور یورپ کے تعلیم یافتہ حضرات کا اضافہ ہو رہا ہے۔ بنگلوں میں رہنے والے۔ موٹروں پر چڑھنے والے۔ سوٹ پہننے والے۔ بڑے بڑے ناموں سے یاد کئے جانے والے۔ بڑی سرکاروں میں سرفرازیاں پانے والے ان میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ لیکن جن اعلیٰ اخلاقی اوصاف سے وہ پہلے متصف تھے اب اُن سے عاری ہیں۔ اپنی ہمسایہ قوموں پر ان کی جو ساکھ اور دھاک پہلے تھی وہ اب نہیں ہے۔ جو غیرت وہ پہلے رکھتے تھے وہ اب نہیں رکھتے۔ جو اجتماعی قوت وطاقت ان میں پہلے تھی وہ اب نہیں ہے اور آئندہ اس سے بھی زیادہ خراب آثار نظر آ رہے ہیں۔‘‘

(از تنقیحات مصنفہ ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۹۔ ناشر اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ
۱۱-سی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ایڈیشن ہفتم ۱۹۶۳ء)

(۸)

’’مسلم لیگ، احرار جمعیۃ العلماء میں سے کوئی صحیح اسلامی جماعت نہیں‘‘

’’ظاہر ہے کہ کوئی غیر مسلم مسٹر جناح کے ۱۴ یا ۲۴ نکات پر تو ایمان نہیں لاسکتا نہ مسلم لیگ یا مجلس احرار یا جمعیۃ العلماء کے ریزولیوشنوں میں کوئی ایسی چیز ہے جس پر کوئی ایمان لائے۔ ایمان اگر کوئی لاسکتا ہے تو لا الہ الا اللہ پر لاسکتا ہے بشرطیکہ ایک جماعت اسی کلمہ کے لئے جینے اور مرنے والی اس کے سامنے موجود ہو۔ مگر وہ ہے کہاں۔ کونسی جماعت آپ کے اندر ایسی موجود ہے جس نے خالص اطاعت حق کو اپنا مسلک اور خالص دین حق کے قیام کو اپنی کوششوں کا مرکز و محور بنالیا ہو؟ لوگ اسلام کی دعوت اور اس کے اصول حق کو کتابوں میں دیکھتے ہیں اور ان کے معترف ہوجاتے ہیں مگر اس اسلام پر عمل کرنے والی اور اس کے نصب العین کے لئے کام کرنے والی سوسائٹی ان کو کہیں نہیں ملتی۔‘‘

(’’مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش‘‘ حصہ سوم صفحہ ۱۳۰ (اندازاً ۱۹۴۱ء) از ابوالاعلیٰ صاحب مودودی۔ طبع اوّل مطبع دین محمدی الیکٹرک پریس سرکلر روڈ لاہور)

(۹)

مودودی صاحب کی نظر میں
مسلمان، مسلم لیگ اور قائداعظمؒ

’’مسلمان کے نام سے جو قوم اس وقت موجود ہے وہ خود بھی اس حقیقت کو بھول گئی ہے اور اس کے طرز عمل نے دنیا کو بھی یہ بات بھلا دی ہے کہ اسلام اصل میں ایک تحریک کا نام ہے۔ جو دنیا میں ایک مقصد اور کچھ اصول کو لے کر اٹھی تھی اور مسلمان کا لفظ اس جماعت کے لئے وضع کیا گیا تھا جو اس تحریک کی پیروی اور اس کی علمبرداری کے لئے بنائی گئی تھی۔ تحریک گم ہوگئی۔ اس کا مقصد فراموش کر دیا گیا۔ اس کے اصولوں کو ایک ایک کر کے توڑا گیا اور اس کا نام اپنی تمام معنویت کھو دینے کے بعد اب محض ایک نسلی و معاشرتی قومیت کے نام کی حیثیت سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ حد یہ ہے کہ اس کے ان مواقع پر بھی بے تکلف استعمال کیا جاتا ہے جہاں اسلام کا مقصد پامال ہوتا ہے جہاں اس کے اصول توڑے جاتے ہیں۔ جہاں اسلام کی بجائے غیر اسلام ہوتا ہے۔ بازاروں میں جایئے ’’مسلمان رنڈیاں‘‘ آپ کو کوٹھوں پر بیٹھی نظر آئیں گی اور ’’مسلمان زانی‘‘ گشت لگاتے ملیں گے۔ جیل خانوں کا معائنہ کیجئے ’’مسلمان چوروں‘‘ ’’مسلمان ڈاکوؤں‘‘ ’’مسلمان بدمعاشوں‘‘ سے آپ کا تعارف ہوگا۔ دفتروں اور عدالتوں کے چکر لگایئے۔ رشوت خواری، جھوٹی شہادت، جعل،

فریب، ظلم اور ہر قسم کے اخلاقی جرائم کے ساتھ آپ لفظ ''مسلمان'' کا جوڑ لگا ہوا پائیں گے۔ سوسائٹی میں پھریئے۔ کہیں آپ کی ملاقات ''مسلمان شرابیوں'' سے ہوگی۔ کہیں آپ کو ''مسلمان قمار باز'' ملیں گے۔ کہیں ''مسلمان سازندوں'' اور ''مسلمان گویوں'' اور مسلمان بھانڈوں'' سے آپ دوچار ہوں گے۔ بھلا غور تو کیجئے۔ یہ لفظ مسلمان کتنا ذلیل کر دیا گیا ہے اور کن کن صفات کے ساتھ جمع ہو رہا ہے۔ مسلمان اور زانی۔ مسلمان اور چور۔ مسلمان اور شرابی! مسلمان اور قمار باز! مسلمان اور رشوت خوار! اگر وہ سب کچھ جو ایک کافر کر سکتا ہے وہی ایک مسلمان بھی کرنے لگے تو پھر مسلمان کے وجود کی دنیا میں حاجت ہی کیا ہے؟ اسلام تو نام ہی اس تحریک کا تھا جو دنیا میں ساری بداخلاقیوں کو مٹانے کے لئے اٹھی تھی۔ اس نے تو مسلمان کے نام سے ان چیدہ آدمیوں کی جماعت بنائی تھی جو بلند ترین اخلاق کے حامل ہوں اور اصلاح اخلاق کے علمبردار بنیں۔ اس نے انہی جماعت میں ہاتھ کاٹنے کی۔ پتھر مار مار کر ہلاک کر دینے کی۔ کوڑے برسا برسا کر کھال اکھاڑ دینے کی، حتّٰی کہ سولی پر چڑھا دینے کی ہولناک سزائیں اسی لئے تو مقرر کی تھیں کہ جو جماعت دنیا سے زنا کو مٹانے اٹھی ہے خود اس میں کوئی زانی نہ پایا جائے۔ جس کا کام شراب کا استیصال ہے وہ خود شراب خواروں کے وجود سے خالی ہو۔ جسے چوری اور ڈاکہ کا خاتمہ کرنا ہے خود اس میں کوئی چور اور ڈاکو نہ ہو۔ اس کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ جنہیں دنیا کی اصلاح کرنی ہے وہ دنیا بھر سے زیادہ نیک سیرت، عالی مرتبہ اور باوقار لوگ ہوں۔ اسی لئے قمار بازی، جعلسازی، اور رشوت خواری تو درکنار اس نے تو اتنا بھی گوارا نہ کیا کہ کوئی

مسلمان سا زندہ اور گویا ہو۔ کیونکہ مصلحین اخلاق کے مرتبہ سے یہ بھی گری ہوئی چیز ہے۔ جس اسلام نے ایسی سخت قیود اور اتنے شدید ڈسپلن کے ساتھ اپنی تحریک اٹھائی تھی اور جس نے اپنی جماعت میں چھانٹ چھانٹ کر بلند ترین کیریکٹر کے آدمیوں کو بھرتی کیا تھا، اس کی رسوائی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ رنڈی اور بھڑوے اور چور اور زانی تک کے ساتھ لفظ ''مسلمان'' کا جوڑ لگ جائے۔ کیا اس قدر ذلیل اور رسوا ہو جانے کے بعد بھی ''اسلام'' اور ''مسلمان'' کی یہ وقعت باقی رہ سکتی ہے کہ سر اس کے آگے عقیدت سے جھک جائیں اور آنکھیں اس کے لئے فرش راہ بنیں؟۔ جو شخص بازار بازار اور گلی گلی خوار ہو رہا ہو کیا کبھی اس کے لئے بھی آپ نے کسی کو ادب سے کھڑے ہوتے دیکھا ہے۔

یہ تو بہت ذلیل طبقہ کی مثال تھی۔ اس سے اونچے تعلیم یافتہ کی حالت اور بھی زیادہ افسوسناک ہے یہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسلام ایک نسلی قومیت کا نام ہے اور جو شخص مسلمان ماں باپ کے ہاں پیدا ہوا ہے وہ بہر حال مسلمان ہے خواہ وہ عقیدہ و مسلک اور طرز زندگی کے اعتبار سے اسلام کے ساتھ کوئی دور کی مناسبت بھی نہ رکھتا ہو۔ سوسائٹی میں آپ چلیں پھریں تو آپ کو ہر جگہ عجیب وغریب قسم کے مسلمانوں سے سابقہ پیش آئے گا۔ کہیں کوئی صاحب علانیہ خدا اور رسول کا مذاق اڑا رہے ہیں اور اسلام پر پھبتیاں کس رہے ہیں۔ مگر ہیں پھر بھی مسلمان ہی۔ ایک دوسرے صاحب۔ خدا۔ رسالت اور آخرت کے قطعی منکر ہیں اور کسی مادہ پرستانہ مسلک پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ مگر مسلمان ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ایک تیسرے صاحب سود

کھاتے ہیں اور زکوٰۃ کا نام تک نہیں لیتے مگر ہیں یہ بھی ''مسلمان''۔ ایک اور بزرگ بیوی اور بیٹی کو میم صاحبہ یا شریمتی جی بنائے ہوئے سینما لئے جا رہے ہیں یا کسی رقص و سرور کی محفل میں صاحبزادی سے وایولین بجوا رہے ہیں مگر آپ کے ساتھ بھی لفظ مسلمان بدستور چپکا ہوا ہے۔ ایک دوسرے ذات شریف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تمام فرائض سے مستثنیٰ ہیں۔ شراب، زنا، رشوت، جوا اور ایسی سب چیزیں ان کے لئے جائز ہو چکی ہیں۔ حلال اور حرام کی تمیز سے نہ صرف خالی الذہن ہیں بلکہ اپنی زندگی کے کسی معاملہ میں بھی ان کو یہ معلوم کرنے کی پروا نہیں ہوتی کہ خدا کا قانون اس بارے میں کیا کہتا ہے۔ خیالات اقوال اور اعمال میں ان کے اور ایک کافر و مشرک کے درمیان کوئی فرق نہیں پایا جاتا مگر ان کا شمار بھی مسلمانوں ہی میں ہوتا ہے۔ غرض آپ اس نام نہاد مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیں گے تو اس میں آپ کو بھانت بھانت کا ''مسلمان'' نظر آئے گا۔ مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ شمار نہ کر سکیں گے۔ یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں چیل، کوے، گدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک ''چڑیا'' ہے۔

پھر لطف یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام سے انحراف کرنے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان کا نظریہ اب یہ ہو گیا ہے کہ ''مسلمان'' جو کچھ بھی کرے وہ ''اسلامی'' ہے۔ حتّٰی کہ اگر وہ اسلام سے بغاوت بھی کرے تو وہ اسلامی بغاوت ہے یہ بینک کھولیں تو اس کا نام ''اسلامی بینک'' ہوگا۔ یہ انشورنس کمپنی قائم کریں تو وہ ''اسلامی انشورنس کمپنی'' ہوگی۔ یہ جاہلیت کی تعلیم کا ادارہ کھولیں تو وہ ''مسلم یونیورسٹی'' اسلامیہ کالج'' یا''

اسلامیہ سکول'' ہوگا۔ ان کی کافرانہ ریاست کو، اسلامی ریاست کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ ان کے فرعون اور نمرود ''اسلامی بادشاہ'' کے نام سے یاد کئے جائیں گے۔ ان کی جاہلانہ زندگی، اسلامی تہذیب وتمدن، قرار دی جائے گی۔ ان کی موسیقی، مصوّری اور بت تراشی کو ''اسلامی آرٹ'' کے معزز لقب سے ملقب کیا جائے گا۔ ان کے زندقے اور اوہام لاطائل کو ''اسلامی فلسفہ'' کہا جائے گا حتیٰ کہ یہ سوشلسٹ بھی ہو جائیں تو ''مسلم سوشلسٹ'' کے نام سے پکارے جائیں گے۔ ان سارے ناموں سے آپ آشنا ہو چکے ہیں اب صرف اتنی کسر باقی ہے کہ ''اسلامی شراب خانے'' ''اسلامی قحبہ خانے'' اصطلاحوں سے بھی آپ کا تعارف شروع ہو جائے۔ مسلمانوں کے اس طرز عمل نے اسلام کے لفظ کو اتنا بے معنی کر دیا ہے کہ ایک کافرانہ چیز کو ''اسلامی کفر'' یا ''اسلامی معصیت'' کے نام سے موسوم کرنے میں اب کسی تناقص فی الاصطلاح (CONTRADICTION IN TERMS) کا شبہ تک نہیں ہوتا۔ حالانکہ اگر کسی دوکان پر آپ ''سبزی خوروں کی دوکان گوشت یا ولایتی سودیشی بھنڈار'' کا بورڈ لگا دیکھیں۔ یا کسی عمارت کا نام۔ ''موحدین کا بت خانہ'' سنیں تو شاید آپ سے ہنسی ضبط نہ ہو سکے گی۔ جب افراد کی ذہنیتوں کا یہ حال ہے تو قومی مقاصد اور قومی پالیسی کا اس تناقض سے متاثر نہ ہونا امر محال ہے۔ آج مسلمانوں کے اخباروں اور رسالوں میں، مسلمانوں کے جلسوں اور انجمنوں میں اور مسلمان پڑھے لکھے طبقہ میں آپ ہر طرف کسی چیز کی پکار سنتے ہیں؟ بس یہی نہ کہ سرکاری ملازمتوں میں ہمیں جگہیں ملیں۔ غیر الٰہی نظام حکومت کو چلانے کے لئے جس قدر پُرزے درکار ہیں ان

میں سے کم از کم اتنے پُرزے ہم پر مشتمل ہوں۔ شریعت ساز مجلسوں (LAGISLATURES) کی نشستوں میں کم از کم اتنا تناسب ہمارا ہو مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ میں کم سے کم اتنے فیصدی ہم بھی ہوں۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ میں غالب حصہ ہمارا ہی رہے۔ اسی کی ساری چیخ و پکار ہے۔ اسی کا نام اسلامی مفاد ہے۔ اسی محور پر مسلمانوں کی قومی سیاست گھوم رہی ہے۔ یہی گروہ عملاً اس وقت مسلم پالیسی کو کنٹرول کر رہا ہے حالانکہ ان چیزوں کو نہ صرف یہ کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ اس کی عین ضد ہیں غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر اسلام ایک تحریک کی حیثیت سے زندہ ہوتا تو کیا اس کا نقطہ نظر یہی ہوتا؟ کیا کوئی اجتماعی اصلاح کی تحریک اور کوئی ایسی جماعت جو خود اپنے اصول پر دنیا میں حکومت قائم کرنے کا داعیہ رکھتی ہو۔ کسی دوسرے اصول کی حکومت میں اپنے پیروؤں کو کل پُرزے بننے کی اجازت دیتی ہے؟ کیا کبھی آپ نے سنا ہے کہ اشتراکیوں نے بینک آف انگلینڈ کے نظام میں اشتراکی مفاد کا سوال اٹھایا ہو؟ یا فاشسٹ گرانڈ کونسل میں اپنی نمائندگی کے مسئلہ پر اشتراکیت کی بقا و فنا کا انحصار رکھا ہو؟ اگر آج روسی کمیونسٹ پارٹی کا کوئی ممبر نازی حکومت کا وفادار خادم بن جائے تو کیا آپ توقع کرتے ہیں کہ ایک لحہ کے لئے بھی اسے پارٹی میں رہنے دیا جائے گا اور اگر کہیں وہ نازی آرمی میں داخل ہو کر نازیت کو سربلند کرنے کی کوشش کرے تو کیا آپ اس کی جان کی سلامتی کی بھی امید کر سکتے ہیں؟۔ مگر یہاں آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟۔ اسلام جس روٹی کو زبان پر رکھنے کی اجازت بھی شاید انتہائی اضطرار کی حالت میں دیتا

اور جس کو حلق سے اتارنے کے لئے غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کی شرط لگاتا اور پھر تاکید کرتا کہ جس طرح سخت بھوک کی حالت میں جان بچانے کے لئے سؤر کھایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح بس یہ روٹی بھی بقدر رسدِّ رَمق کھالو۔ یہاں اس روٹی کو نہ صرف یہ کہ ھَنِیْئًا مَّرِیْئًا کرکے پورے انبساط کے ساتھ کھایا جاتا ہے بلکہ اسی پر کفر و اسلام کے معرکے سر ہوتے ہیں۔ اور اسی کو اسلامی مناد کا مرکزی نقطہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تعجب نہ کیجئے اگر ایک اخلاقی و اجتماعی مسلک کی حیثیت سے اسلام کے دعویٰ حکمرانی کو سن کر دنیا مذاق اڑانے لگے۔ کیونکہ اسلام کی نمائندگی کرنے والوں نے خود اس کے وقار کو اور اس کے دعویٰ کو اپنے معبود شکم کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دیا ہے۔‘‘

(’’مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش‘‘ حصہ سوم صفحہ ۴۰ تا ۴۷۔ مؤلفہ سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی امیر جماعت اسلامی ناشر مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان۔ ۱۹۵۵ء طبع ہفتم پاکستان پرنٹنگ ورکس لاہور)

’’آپ کی سب سے بڑی قومی مجلس مسلم لیگ، جس کو نو کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا دعویٰ ہے ذرا اس کو دیکھئے کہ اس وقت وہ کس روش پر چل رہی ہے۔ موجودہ جنگ کے آغاز میں اس نے اپنی جس پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ اور پھر وائسرائے کے اعلان پر جس رائے کا اظہار کیا اس کو پڑھئے اور بار بار پڑھئے اگر آپ ایک اصول پرست جماعت کے طرز عمل، اور ایک ایسی جماعت کے طرز عمل میں جو محض اپنی قوم کی سیاسی اغراض کی خدمت کے لئے بنی ہو فرق و امتیاز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو اول نظر میں آپ کو محسوس ہو جائے گا کہ جنگ کے موقع پر جو پالیسی لیگ نے اختیار کی ہے وہ اصول پرستی کے ہر نشان سے خالی ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ درحقیقت یہی

پالیسی مسلمانوں کے ذہن کی ترجمانی کرتی ہے تو اس کے آئینے میں ہر صاحب نظر آدمی دیکھ سکتا ہے کہ ان نام کے مسلمانوں پر پوری اخلاقی موت وارد ہو چکی ہے۔ مقامی طور پر ہندوستان میں مسلمانوں کی جو سیاسی پوزیشن اس وقت ہے اس پوزیشن میں اگر دنیا کی کوئی اور قوم ہوتی تو اس کی لیگ بھی ایسی ہی پالیسی اختیار کرتی اور قریب قریب انہی الفاظ میں اپنا ریزولیوشن مرتب کرتی۔ آپ مسلم کی بجائے سکھ، پارسی، جرمن، اٹالین جو نام چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ یہی سیاسی موقف اور یہی مقامی حالات اس کے ساتھ وابستہ کر دیجئے پھر بڑی آسانی کے ساتھ آپ اس رویزولیوشن کو ان میں سے ہر قوم کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ مسلمان اب اسی سطح پر گر گیا ہے جس سطح پر دنیا کی تمام قومیں ہیں ایک موقع ومحل پر دنیا کی کوئی کافر و مشرک قوم جو طرزِ عمل اختیار کر سکتی ہے وہی مسلمان بھی اختیار کر رہا ہے۔ وہ بھول گیا ہے کہ میں اوّلاً اور بالذات ایک اخلاقی اصول کا نمائندہ اور وکیل ہوں۔ اسی حیثیت سے میرا نام مسلمان ہے۔ میرا کام سب سے پہلے ایک معاملہ کے اخلاقی پہلو کو دیکھنا ہے اور میری مسلمان ہونے کی حیثیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسی پہلو پر اپنے فیصلہ کا مدار رکھوں۔ اگر میں نے بھی صرف یہی دیکھا کہ پیش آمدہ خود مجھ پر اور میری قوم پر کیا اثر ڈالتا ہے اور یہ کہ میں اس صورت حال میں اپنے لئے کس طرح فائدہ حاصل کر سکتا ہوں تو پھر ''مسلمان'' کے نام سے میرے الگ وجود کی کوئی وجہ باقی ہی نہیں رہتی۔ ایسا طرزِ عمل تو اگر میں نہ مسلمان ہوتا اور کسی آسمانی کتاب کی ہوا بھی مجھے نہ لگی ہوتی تب بھی میں اختیار کر سکتا تھا۔

میں اس معاملہ کو ہندوستانی وطن پرست کے نقطہ نظر سے نہیں دیکھتا مجھے اس سے بھی کوئی بحث نہیں کہ سیاسی حیثیت سے مسلم لیگ کی یہ پالیسی مسلمان نام کی اس قوم کے لئے جو ہندوستان میں بستی ہے مفید ہوگی یا مضر؟ میرے لئے جو سوال اہمیت رکھتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جو قوم اس وقت مسلمان کے نام سے پکارے جانے کے باعث دنیا میں اسلام کی نمائندہ سمجھی جاتی ہے اس کی سب سے بڑی مجلس نے دنیا کے سامنے اسلام کو کس رنگ میں پیش کیا ہے۔ اس نقطہ نظر سے جب میں مسلم لیگ کے ریزولیوشن کو دیکھتا ہوں تو میری روح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے۔ ان لوگوں کو ایک موقع اور نادر موقع ملا تھا کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے دنیا کی ساری قوموں پر اپنے اخلاقی مرتبہ کی برتری کا سِکّہ جما دیتے ان کو ایک بیش قیمت موقع ملا تھا اس حقیقت کے اظہار کا کہ ہم ایک اخلاقی اصول کے پیرو کار ہیں۔ اور وہ اخلاقی اصول حق اور عدل کی پاک ترین روح کا حامل ہے اور دنیا میں صرف ہماری جماعت ہی وہ ایک جماعت ہے جو شخصی یا قومی نفع ونقصان کے تصورات سے بالاتر ہو کر مجرد اخلاق کی بنیاد پر کام کرتی ہے۔ اگر لیگ کے رہنماؤں میں اسلامی حس کا شائبہ بھی موجود ہوتا تو وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور اس کا جو گہرا اخلاقی اثر مرتب ہوتا اس کی قدر و قیمت کے مقابلہ میں کوئی نقصان جو ایسا طرز عمل اختیار کرنے کی وجہ سے حاصل ہونے کی توقع ہے قطعاً کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ مگر افسوس کہ لیگ کے بڑوں لیڈروں سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور اس

کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔ ان کی نگاہ میں مسلمان بھی ویسی ہی ایک قوم ہیں جیسی دنیا میں دوسری اور قومیں ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر ممکن سیاسی چال اور ہر مفید مطلب سیاسی تدبیر سے اس قوم کے مفاد کی حفاظت کر دینا ہی بس ''اسلامی سیاست'' ہے حالانکہ ایسی ادنیٰ درجہ سیاست کو اسلامی سیاست کہنا اسلام کے لئے ازالۂ حیثیت عرفی سے کم نہیں۔''

(''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' حصہ سوم صفحہ ۵۰ تا ۵۳ مؤلفہ ابوالاعلیٰ مودودی۔ مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان طبع ہفتم ۱۹۵۵ء۔ پاکستان پرنٹنگ ورکس پریس لاہور)

(۱۰)

''ایک حقیقی مسلمان کی حیثیت سے جب میں دنیا پر نگاہ ڈالتا ہوں تو مجھے اس امر پر اظہار مسرت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ٹرکی پر ترک، ایران پر ایرانی، اور افغانستان پر افغان حکمران ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں **حُکْمُ النَّاسِ عَلَی النَّاسِ لِلنَّاسِ** کے نظریے کا قائل نہیں ہوں کہ مجھے اس پر مسرت ہو۔ میں اس کے برعکس **حُکْمُ اللّٰہِ عَلَی النَّاسِ بِالْحَقِّ** کا نظریہ رکھتا ہوں اور اس اعتبار سے میرے نزدیک انگلستان پر انگریزوں کی حاکمیت اور فرانس پر اہل فرانس کی حاکمیت جس قدر غلط ہے اسی قدر ٹرکی اور دوسرے ملکوں پر ان کے اپنے باشندوں کی حاکمیت بھی غلط ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ غلط۔ اس لئے کہ جو قومیں اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں ان کا خدا کی حاکمیت کی بجائے انسانوں کی حاکمیت اختیار کرنا اور بھی زیادہ افسوسناک ہے۔ غیر مسلم اگر ضَآلِّیْن کے حکم میں ہیں تو یہ **مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ** کی

تعریف میں آتے ہیں۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لئے اس مسئلہ میں بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ ہندوستان کے جس حصے میں مسلمان کثیر التعداد ہیں وہاں ان کی حکومت قائم ہو جائے۔ میرے نزدیک جو سوال سب سے اقدم ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے اس ’’پاکستان‘‘ میں نظام حکومت کی اساس خدا کی حاکمیت پر رکھی جائے گی یا مغربی نظریہ جمہوریت کے مطابق عوام کی حاکمیت پر؟ اگر پہلی صورت ہے تو یہ یقیناً یہ ’’پاکستان‘‘ ہوگا۔ ورنہ بصورت دیگر یہ ویسا ہی ’’ناپاکستان‘‘ ہوگا جیسا ملک کا وہ حصہ ہوگا جہاں آپ کی اسکیم کے مطابق غیر مسلم حکومت کریں گے۔ بلکہ خدا کی نگاہ میں یہ اس سے زیادہ ناپاک، اس سے زیادہ مبغوض وملعون ہوگا۔ کیونکہ یہاں اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے وہ کام کریں گے جو غیر مسلم کرتے ہیں۔ اگر میں اس بات پر خوش ہوں کہ یہاں رام داس کی بجائے عبداللہ خدائی کے منصب پر بیٹھے گا تو یہ اسلام نہیں ہے بلکہ نرا نیشنلیزم ہے اور یہ ’’مسلم نیشنلیزم‘‘ بھی خدا کی شریعت میں اتنا ہی ملعون ہے جتنا ’’ہندوستانی نیشنلیزم‘‘...... مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک یہ امر بھی کوئی قدر وقیمت نہیں رکھتا کہ ہندوستان کو انگریزی امپریلزم سے آزاد کرایا جائے۔ انگریز کی حاکمیت سے نکلنا تو حرف لَا اِلٰـہ کا ہم معنی ہوگا۔ فیصلہ کا انحصار محض اس نفی پر نہیں ہے۔ اس پر ہے کہ اس کے بعد اثبات کس چیز پر ہوگا؟ اگر آزادی کی یہ ساری لڑائی صرف اس لئے ہے۔ اور مجاہدین حریت میں سے کون صاحب یہ جھوٹ بولنے کی ہمت رکھتے ہیں کہ اس لئے نہیں ہے۔ کہ امپریلزم کے اِلٰہ کو ہٹا کر ڈیموکریسی کے

اِلٰہ کو بت خانۂ حکومت میں جلوہ افروز کیا جائے تو مسلمانوں کے نزدیک درحقیقت اس سے کوئی فرق بھی واقع نہیں ہوگا۔ لات گیا۔ منات آ گیا۔ ایک جھوٹے خدا نے دوسرے جھوٹے خدا کی جگہ لے لی۔ باطل کی بندگی جیسی تھی ویسی رہی۔ کون مسلمان اس کو آزادی کے لفظ سے تعبیر کرسکتا ہے۔''

(''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' حصہ سوم صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۷ طبع ہفتم ۱۹۵۵ء۔
پاکستان پرنٹنگ پریس ورکس لاہور۔ مؤلّفہ۔ سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

(۱۱)

پاکستانی خیال کے لوگ

''دوسرا گروہ زیادہ تر اس طبقہ پر مشتمل ہے جس نے تمام تر مغربی طرز پر ذہنی تربیت پائی ہے۔ یہ لوگ سیاسی فکر تو مغربی ماخذ سے لیتے ہیں۔ مگر چونکہ موروثی طور پر اسلام کے حق میں ایک تعصب ان کے اندر موجود ہے اور ''مسلمان قوم'' ہونے کا شعور ان کے اندر بیدار ہوگیا ہے اس لئے جو کچھ یہ کرنا چاہتے ہیں مسلمان قوم کے لئے اسلام کے نام سے ہی کرنا چاہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان کے اقوال اور اعمال میں اسلامی اصطلاحات اور مغربی طرز فکر و عمل عجیب طریقہ سے خلط ملط ہو کر رہ گئے ہیں……

(۱) پہلے دعوت کو لیجئے ان کے ذمہ دار لیڈروں کی تقریریں، ان کی نمائندہ مجالس کی قراردادیں، ان کے کارکنوں کی باتیں، ان کے اہل قلم کی تحریریں، سب کی

سب اس امر کی شہادت دیتی ہیں کہ ان کی دعوت اصل میں ایک قوم پرستانہ دعوت ہے۔ یعنی ان کی پکار اسلام کے نصب العین کی طرف نہیں ہے۔ بلکہ اس طرف ہے کہ ان کی قوم متفق و متحد ہو کر ہندو قوم کے مقابلہ میں اپنے دنیوی مفاد کی حفاظت کرے گویا جس طرح آزادی پسند لوگوں نے انگریزوں کو اپنا قومی حریف بنایا ہے اسی طرح انہوں نے ہندوؤں کو اپنا قومی حریف بنا لیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ اور ''آزادی پسند'' حضرات ایک سطح پر کھڑے ہیں۔ لیکن جس چیز نے ان کی بہ نسبت ان کی روش کو اسلام کے لئے اور زیادہ مضر بنا دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ تو وطن اور وطنی مفاد کے نام پر لڑتے ہیں مگر یہ اپنی قومی اور دنیوی لڑائی میں بار بار اسلام اور مسلم کا نام لیتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام خواہ مخواہ ایک فریق جنگ بن کر رہ گیا ہے اور غیر مسلم قومیں اس کو اپنا سیاسی اور معاشی حریف سمجھنے لگی ہیں۔ اس طرح انہوں نے نہ صرف اپنے آپ کو اسلام کی دعوت دینے کے قابل نہیں رکھا ہے۔ بلکہ اس کی اشاعت کے راستے میں اتنی بڑی رکاوٹ پیدا کر دی ہے کہ اگر دوسرے مسلمان بھی یہ کام کرنا چاہیں تو غیر مسلموں کے دلوں کو اسلام کے لئے مقفل پائیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اس قوم پرستانہ دعوت کے ساتھ یہ کبھی کبھی اسلام کی خوبیاں اور اس کے اصولوں کی فضیلت بھی بیان کرتے ہیں۔ مگر اول تو قوم پرستی کے پس منظر میں یہ چیز ایک اصولی دعوت کی بجائے محض ایک قومی تفاخر بن کر رہ جاتی ہے اور مزید برآں دعوت اسلام کے ساتھ جن دوسری باتوں کی یہ آمیزش کرتے ہیں۔ وہ بالکل اس کی دعوت کی ضد ہیں۔ ایک طرف اسلامی نظام حکومت کی تبلیغ اور دوسری طرف ان مسلمان ریاستوں اور حکومتوں کی حمایت جن کا

نظام بالکل غیر اسلامی ہے۔ ایک طرف اسلامی نظام معاش کی تشریح اور دوسری طرف خود اپنی قوم کے قارونوں کی تائید و مدافعت۔ ایک طرف انسانی قانون سازی کا اصولی ابطال اور دوسری طرف خود قانون ساز مجالس میں اپنے حصہ کا مطالبہ۔ ایک طرف حاکمیت ربُّ العالمین کا اقرار و اثبات اور دوسری طرف حاکمیت جمہور کے اصول پر خود اپنی قومی حکومت کے قیام کی فکر۔ ایک طرف انسانیت کی نسلی، قومی اور وطنی تقسیم کا ابطال۔ اور دوسری طرف ہر وقت قوم قوم کا شور اور خود قومیت ہی کے اصولوں پر دوسری قوموں سے جدال و کشمکش۔ ایک طرف بے غرضانہ حق پرستی کا دعویٰ اور دوسری طرف شب وروز اپنے دنیوی مفاد کا نوحہ و ماتم۔ ایک طرف اسلامی تہذیب وتمدن پر فخر و ناز اور اس کی حفاظت کے لئے پرشور لام بندی اور دوسری طرف اسی تہذیب وتمدن کے باغیوں اور قاتلوں کی سرداری و پیشوائی۔ یہ متضاد باتیں آخر کس طرح ایک ساتھ نبھ سکتی ہیں۔

منکر مے بودن وہمرنگ مستاں زیستن۔ اس دورنگی سے دنیا نے کب اثر قبول کیا ہے کہ آج اس سے اسلام کا جھنڈا زمین میں گڑ جانے کی امید کی جا سکے۔

(۲) اب دیکھئے کہ یہ اپنی جماعتی تشکیل کس ڈھنگ پر کرتے ہیں۔ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ یہ ان سب لوگوں کو جو از روئے پیدائش مسلمان قوم سے تعلق رکھتے ہیں اپنی جماعت کی رکنیت کا بلاوا دیتے ہیں اور جو اسے قبول کرے اسے ابتدائی رکن بنا لیتے ہیں۔ پھر انہی ابتدائی ارکان کے ووٹوں سے ذمہ دار کارکن اور عہدہ دار منتخب ہوتے ہیں اور انہی کی کثرت رائے سے تمام معاملات انجام دئے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ

یہ طریقہ صرف قومی تنظیم ہی کے لئے موزوں ہوسکتا ہے۔ اور اس طریقہ سے جو نظام بنے وہ اسکے سوا کچھ نہیں کرسکتا کہ ایک قوم کی خواہشات جیسی کچھ بھی ہوں ان کے حصوں کی کوشش کرے۔ رہی ایک اصولی تحریک، تو اس کو چلانے کے لئے یہ طریق جماعت سازی نہ صرف بے کار بلکہ مضر ہے۔ ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ نسلاً مسلمان ہیں، حقیقی معنی میں مسلمان فرض کر لینا اور یہ امید رکھنا کہ ان کے اجماع سے جو کام بھی ہوگا اسلامی اصول ہی پر ہوگا پہلی اور بنیادی غلطی ہے۔ یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آرہا ہے اس لئے یہ مسلمان ہیں۔ نہ انہوں نے حق کو حق جان کر اسے قبول کیا ہے۔ نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے ان کی کثرت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستہ پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابل داد ہے۔

(۳) اس کے بعد اس طریقے کا جائزہ لیجئے جس سے یہ بزعم خود اسلامی نصب العین تک پہنچنے کی امید رکھتے ہیں۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ پہلے اسی جمہوری دستور کے مطابق، جو انگریزی حکومت یہاں نافذ کرنا چاہتی ہے۔ مسلم اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں کی اپنی حکومت قائم ہوجائے۔ پھر کوشش کی جائے گی کہ یہ قومی حکومت، اسلامی نظام حکومت میں بتدریج تبدیل ہوجائے۔ لیکن یہ ویسی ہی غلطی ہے جیسی

’’آزادی ہند‘‘ کو مقدم رکھنے والے حضرات کر رہے ہیں اُن کی تجویز پر مجھے جو اعتراضات ہیں وہی اعتراضات اِن کی تجویز پر بھی ہیں۔ اُن کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں حاکمیت جمہور کے اصول پر خودمختار حکومت کا قیام آخر کار حاکمیت ربُّ العٰلمین کے قیام میں مددگار ہوسکتا ہے۔ جیسی مسلم اکثریت اس مجوزہ پاکستان میں ہے ویسی ہی ، بلکہ عددی حیثیت سے بہت زیادہ، زبردست اکثریت افغانستان، ایران، عراق، ٹرکی اور مصر میں موجود ہے اور وہاں اس کو وہ ’’پاکستان‘‘ حاصل ہے جس کا یہاں مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پھر کیا وہاں مسلمانوں کی خود مختار حکومت کسی درجہ میں حکومت الٰہیہ کے قیام میں مددگار رہے یا ہوتی نظر آتی ہے، مددگار ہونا تو درکنار میں پوچھتا ہوں کیا آپ وہاں حکومت الٰہی کی تبلیغ کر کے پھانسی یا جلاوطنی سے کم کوئی سزا پانے کی امید کر سکتے ہیں؟ اگر آپ وہاں کے حالات سے کچھ بھی واقف ہیں تو آپ اس سوال کا جواب اثبات میں دینے کی جرأت نہ کر سکیں گے اور جب صورت حال یہ ہے تو آپ کو غور کرنا چاہیئے کہ آخر اسلامی انقلاب کے راستہ میں مسلمان قوموں کی ان آزاد حکومتوں کے سدِّ راہ ہونے کا سبب کیا ہے۔ اس معاملہ کی جتنی تحقیق آپ کریں گے۔ جواب اس کے سوا کچھ نہ پائیں گے کہ دراصل اصطلاحاً ونسلاً مسلمان ہونا اور چیز ہے اور نظریہ حیات ومقصد زندگی کا اسلامی ہونا بالکل ایک دوسری چیز۔ جولوگ روح واخلاق کے اعتبار سے مسلم نہ ہوں بلکہ محض اصطلاحی ونسلی حیثیت سے مسلمان ہوں ان کو اگر بیرونی اثر واقتدار سے کامل آزادی نصیب بھی ہوجائے۔ اور اگر ان کے جمہور کو خود اپنی پسند کے مطابق نظام حکومت قائم

کرنے کا پورا اختیار بھی حاصل ہو تب بھی حکومت الٰہی وجود میں نہیں آ سکتی۔ وہ اپنے دنیوی فساد کے پرستار ہوتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ان میں حق اور صداقت کے لئے اپنے مفاد کو قربان کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے برعکس جب کبھی ان کی اغراض دنیوی سے حق اور صداقت کا تصادم ہوتا ہے وہ حق کو چھوڑ کر ہمیشہ اس طرف جاتے ہیں جس طرف ان کی اغراض پوری ہوتی ہیں۔ جہاں ایسے لوگوں کی اکثریت ہو وہاں کبھی یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ عام انتخابات میں ان کے ووٹوں سے وہ صالحین منتخب ہوں گے جو منہاج نبوت پر حکومت کرنے والے ہوں۔ جمہوری انتخاب کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے دودھ کو بلو کر مکھن نکالا جاتا ہے۔ اگر دودھ زہریلا ہو تو اس سے جو مکھن نکلے گا قدرتی بات ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ زہریلا ہوگا۔ اسی طرح سوسائٹی اگر بگڑی ہوئی ہو تو اس کے ووٹوں سے وہی لوگ منتخب ہو کر برسر اقتدار آئیں گے جو اس سوسائٹی کی خواہشات نفس سے سند قبولیت حاصل کر سکیں گے پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا اس کا نام حکومت الٰہی رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے۔“

(”مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش“ حصہ سوم صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۶۔ از ابوالاعلیٰ مودودی۔ ناشر مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی اچھرہ لاہور۔ پاکستان پرنٹنگ ورکس، لاہور طبع ہفتم ۱۹۵۵ء)

(۱۲)

پاکستان نام نہاد مسلم حکومت

’’بعض لوگ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ غیر اسلامی طرز ہی کا سہی مسلمانوں کا قومی اسٹیٹ قائم تو ہو جائے۔ پھر رفتہ رفتہ تعلیم و تربیت اور اخلاقی اصلاح کے ذریعہ سے اس کو اسلامی اسٹیٹ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے، مگر میں نے تاریخ، سیاسیات اور اجتماعیات کا جو تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے اس کی بنا پر میں اس کو ناممکن سمجھتا ہوں۔ اور اگر یہ منصوبہ کامیاب ہو جائے تو میں اس کو ایک معجزہ سمجھوں گا۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں حکومت کا نظام اجتماعی زندگی میں بڑی گہری جڑیں رکھتا ہے۔ جب تک اجتماعی زندگی میں تغیر واقع نہ ہو کسی مصنوعی تدبیر سے نظام حکومت میں کوئی مستقل تغیر پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ عمر بن عبدالعزیز جیسا زبردست فرمانروا جس کی پشت پر تابعین و تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت بھی تھی اس معاملہ میں قطعی ناکام ہو چکا ہے۔ کیونکہ سوسائٹی بحیثیت مجموعی اس اصلاح کے لئے تیار نہ تھی۔ محمد تغلق اور عالمگیر جیسے طاقتور بادشاہ اپنی شخصی دینداری کے باوجود نظام حکومت میں کوئی تغیر نہ کر سکے۔ مامون الرشید جیسا باجبروت حکمران نظام حکومت میں نہیں صرف اس کی اوپری شکل میں خفیف سی تبدیلی پیدا کرنا چاہتا تھا اور اس میں بھی ناکام ہوا۔ یہ اس وقت کا حال ہے جب کہ ایک شخص کی طاقت بہت کچھ کر سکتی تھی۔ اب میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں

کہ جو قومی اسٹیٹ جمہوری طرز پر تعمیر ہوگا وہ اس بنیادی اصلاح میں آخر کس طرح مددگار ہو سکتا ہے۔ جمہوری حکومت میں اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں آتا ہے جن کو ووٹروں کی پسندیدگی حاصل ہو۔ ووٹروں میں اگر اسلامی ذہنیت اور اسلامی فکر نہیں ہے؟ اگر وہ صحیح اسلامی کریکٹر کے عاشق نہیں ہیں۔ اگر وہ اس بے لاگ عدل اور بے لچک اصولوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جن پر اسلامی حکومت چلائی جاتی ہے تو ان کے ووٹوں سے کبھی مسلمان قسم کے آدمی منتخب ہو کر پارلیمنٹ یا اسمبلی میں نہیں آ سکتے۔ اس ذریعہ سے اقتدار انہی لوگوں کو ملے گا جو مردم شماری کے رجسٹر میں چاہے مسلمان ہوں مگر اپنے نظریات اور طریق کار کے اعتبار سے جن کو اسلام کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔ اس قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اسی مقام پر کھڑے ہیں جس مقام سے غیر مسلم حکومت میں تھے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر مقام پر کیونکہ وہ ''قومی حکومت'' جس پر اسلام کا نمائشی لیبل ہوگا اسلامی انقلاب کا راستہ روکنے میں اس سے بھی زیادہ جری و بیباک ہوگی جتنی غیر مسلم حکومت ہوتی ہے۔ غیر مسلم حکومت جن کاموں پر قید کی سزا دیتی ہے وہ ''مسلم حکومت'' ان کی سزا پھانسی اور جلا وطنی کی صورت میں دے گی اور پھر بھی اس حکومت کے لیڈر جیتے جی غازی اور مرنے پر رحمۃ اللہ علیہ ہی رہیں گے۔ پس یہ سمجھنا قطعی غلط ہے کہ اس قسم کی قومی حکومت کسی معنی میں بھی اسلامی انقلاب لانے میں مددگار ہو سکتی ہے؟ اب سوال یہ ہے کہ اگر ہم کو اس حکومت میں بھی اجتماعی زندگی کی بنیادیں بدلنے ہی کی کوششیں کرنی پڑیں گی اور اگر ہمیں یہ کام حکومت کی مدد کے بغیر بلکہ اس کی مزاحمت کے

باوجود اپنی قربانیوں ہی سے کرنا ہوگا تو ہم آج ہی سے یہ راہ عمل کیوں نہ اختیار کریں۔ اس ''نام نہاد مسلم حکومت'' کے انتظار میں اپنا وقت یا اس کے قیام کی کوشش میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت آخر ہم کیوں کریں۔ جس کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ وہ ہمارے مقصد کے لئے نہ صرف غیر مفید ہوگی بلکہ کچھ زیادہ ہی سدِّ راہ ثابت ہوگی۔''

(''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' از ابوالاعلیٰ صاحب مودودی۔ بعنوان۔ ''اسلامی حکومت کیسے قائم ہوسکتی ہے۔'' صفحہ ۱۴۸-۱۴۹ طبع اوّل غالباً ۱۹۴۱ء)

(۱۳)

عرب کے مسلمانوں۔ سعودی حکومت اور حاجیوں کے خلاف مودودی کا فتویٰ

''مدتہائے دراز سے عرب میں جہالت پرورش پا رہی ہے۔ نالائق حکمران اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو ترقی دینے کی بجائے صدیوں سے پیہم گرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں انہوں نے اہل عرب کو علم، اخلاق، تمدن ہر چیز کے اعتبار سے پستی کی انتہا تک پہنچا کر چھوڑا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی۔ اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے نہ اسلامی اخلاق ہیں نہ اسلامی زندگی ہے۔ لوگ دور دور سے بڑی گہری عقیدتیں لئے ہوئے حرم پاک کا سفر کرتے ہیں۔ مگر اس علاقہ میں پہنچ کر جب ہر طرف ان کو

جہالت، گندگی، طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بداخلاقی، بدانتظامی اور عام باشندوں کی ہر طرح گری ہوئی حالت نظر آتی ہے تو ان کی توقعات کا سارا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے۔ حتّٰی کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے اور الٹا کچھ کھو آتے ہیں۔ وہی پرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے بعد جاہلیت کے زمانہ میں کعبہ پر مسلط ہو گئی تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر ختم کیا تھا اب پھر تازہ ہو گئی ہے۔ حرم کعبہ کے منتظم پھر اسی طرح مہنت بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ خدا کا گھر ان کے لئے جائداد بن گیا ہے۔ اور اس گھر سے عقیدت رکھنے والوں کو وہ اسامی سمجھتے ہیں۔ مختلف ملکوں میں بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے ایجنٹ مقرر ہیں تا کہ اسامیوں کو گھیر گھیر کر بھیجیں۔ ہر سال اجمیر کے خادموں کی طرح ایک لشکر کا لشکر دلالوں اور سفری ایجنٹوں کا مکہ سے نکلتا ہے تا کہ دنیا بھر کے ملکوں سے اسامیوں کو گھیر لائے۔ قرآن کی آیتیں اور اس کے احکام لوگوں کو سنا سنا کر حج پر آمادہ کیا جاتا ہے، نہ اس لئے کہ انہیں خدا کا عائد کیا ہوا فرض یاد دلایا جائے بلکہ صرف اس لئے کہ ان احکام کو سن کر یہ لوگ حج کو نکلیں تو آمدنی کا دروازہ کھلے۔ گویا اللہ اور اس کے رسول نے یہ سارا کاروبار انہی مہنتوں اور ان کے دلالوں کی پرورش کیلئے پھیلایا تھا۔ پھر جب اس فرض کو ادا کرنے کے لئے آدمی گھر سے نکلتا ہے تو سفر شروع کرنے سے لے کر واپسی تک ہر جگہ اس کو مذہبی مزدوروں اور دینی تاجروں سے سابقہ پیش آتا ہے۔ معلّم، مطوّف، وکیل مطوّف، کلید بردار کعبہ اور خود حکومت حجاز سب اس تجارت میں حصہ دار ہیں۔ حج کے سارے مناسک معاوضہ لے کر ادا کرائے جاتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے

خانہ کعبہ کا دروازہ تک فیس کے بغیر نہیں کھل سکتا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔

یہ بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں کی سی حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گذاروں اور مرکزی عبادت گاہ کے مجاوروں نے اختیار کر رکھی ہے۔ جس نے مہنت گری کے کاروبار کی جڑ کاٹ دی تھی۔ بھلا جہاں عبادت کرانے کا کام مزدوری اور تجارت بن گیا ہو۔ جہاں عبادت گاہوں کو ذریعہ آمدنی بنا لیا گیا ہو۔ جہاں احکامِ الٰہی کو اس غرض کے لئے استعمال کیا جاتا ہو کہ خدا کا حکم سن کر لوگ فرض بجالانے کے لئے مجبور ہوں اور اس طاقت کے بل پر ان کی جیبوں سے روپیہ گھسیٹا جائے۔ جہاں آدمی کو عبادت کا ہر رکن ادا کرنے کے لئے معاوضہ دینا پڑتا ہو اور دینی سعادت ایک طرح سے خرید و فروخت کی جنس بن گئی ہو۔ ایسی جگہ عبادت کی روح باقی کہاں رہ سکتی ہے؟ کس طرح آپ امید کر سکتے ہیں کہ حج کرنے والوں اور حج کرانے والوں کو اس عبادت کے حقیقی اخلاقی و روحانی فائدے حاصل ہوں گے۔ جبکہ یہ سارا کام سوداگری اور دوسری طرف خریداری کی ذہنیت سے ہو رہا ہو۔‘‘

(خطبات صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۷ مؤلّفہ سید ابوالاعلیٰ مودودی بار ہفتم ۱۹۴۸ء۔
ناشر مکتبہ جماعت اسلامی ذیلدار پارک اچھرہ لاہور۔ مطبع مرکنٹائل پریس چیمبرلین روڈ لاہور)

احرار کے خلاف

فتوے

ضمیمہ نمبر ۴

(۱)

قوم کے غدار

اے اہل وفا قوم کے غدار نہ ہونا
مٹ جانا مگر شامل احرار نہ ہونا
بیگانہ قربانی و ایثار نہ ہونا
کرار ہی رہنا کبھی فرار نہ ہونا
احرار کہاں اور کہاں خدمتِ اسلام
ان کو تو فقط نوٹ سے اور ووٹ سے ہے کام

(روزنامہ ''زمیندار'' لاہور ۱۶؍اگست ۱۹۳۵ء منقولہ کتاب الاشرار حصہ اوّل۔
مرتّبہ محمد یحیٰی خاں۔ اناؤ (یوپی)۔ مطبوعہ یوسفی پریس لکھنؤ)

(۲)

پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار

(از مولوی ظفر علی خاں صاحب مدیر ''زمیندار'')

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار   اسلام اور ایمان و احسان سے بیزار
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار   کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اس پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار   احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے   ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے   سرکار مدینہ سے نہیں ان کو سروکار
پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار
جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ   جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں پھندا
اور شرع کی تذلیل ہے احرار کا دھندا   پھر کیوں ہیں مسلمان سے چندہ کے طلبگار
پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار
کھاتا ہے مسلمان کوئی سینہ میں جو گولی   گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی
اسلامیوں کے خون سے چلی کھیلنے ہولی   احرار کو پھر آج سے کیوں لکھئے نہ اشرار
پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار
سوجھی شہداء پر انہیں مردار کی پھبتی   سکھوں کی یہ پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی
توحید کے بیٹو! یہ ہے احرار کی پھبتی   گمراہ ہیں خود اور ہمیں کہتے ہیں غلط کار
پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار
اللہ کے گھر کو کوئی ڈھاوے تو یہ خوش ہیں   مسجد کا نشاں کوئی مٹاوے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہاوے تو یہ خوش ہیں   لاہور میں آثار قیامت ہیں نمودار
پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار
مردان مجاہد سے جو اس طرح کٹے ہیں   اللہ کے رستے سے جو اس طرح ہٹے ہیں
اسلام کی فوجوں کے مقابل جو ڈٹے ہیں   پھر کیوں نہ یہ کمبخت ہوں رسوا سر بازار
پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار
جیناؒ☆ سے اور اس کے رفقاء سے ہے انہیں کدّ   دیتے ہیں یہ فتویٰ کہ وہ ہیں کافر و مرتد

☆ جینا یعنی محمد علی جناح

واقف نہیں جب اس سے کہ ہے شرع کی کیا حد　　پھر کس لئے ہیں لیگیوں سے برسر پیکار
پنجاب کے احرار۔اسلام کے غدار

(اخبار ’’زمیندار‘‘ لاہور ۲۱/اکتوبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۶)

(۳)

’’نرالی وضع کا مومن ہے طبقہ احرار
کہ سر جھکا ہوا مشرک کے آستاں پر ہے
اس آرزو میں کہ نہرو کسی طرح خوش ہو
نگاہ خشم سکندر حیات خاں پر ہے
خدا کے گھر کی تباہی میں حصہ دار ہوئے
یہ ظلم انہوں نے کیا آپ اپنی جان پر ہے
سنا کیا جو کئی سال دَیر کا ناقوس
لگا ہوا وہی کان آج کل اذاں پر ہے
ہمارے قتل کا محضر ہے ان کے دفتر میں
ہمارے خون کا داغ ان کی طیلساں پر ہے

(’’چمنستان‘‘ صفحہ ۱۰۴۔ کلام مولوی ظفر علی خاں مدیر زمیندار۔ طبع دوم مطبع اردو پریس لاہور ناشر مکتبہ کارواں کچہری روڈ لاہور)

(۴)

فتح کو شکست سے کس نے بدلا

’’چودھری افضل حق ایم ایل سی کے قلم سے ’’مجاہد‘‘ کی اشاعت ۹ ؍ اگست میں جو افتتاحیہ ’’شکست ہوئی یا فتح‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں چودھری صاحب نے احرار کی بزدلی اور غداری پر پردہ ڈالنے کے لئے پہلے تو مسلمانوں کی شجاعت کی تعریف کی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ

’’وہ کون سنگدل جنرل ہے جو ایسی مجاہد فوج کو محض بہادری کا مظاہرہ دکھانے کے لئے بے سود مہم میں جھونکتا چلا جائے۔ اس لئے مجلس احرار نے جب دیکھا کہ گورنر کی گفت وشنید بھی ناکام رہی تو قوم کو بے سود مہم میں مزید قربانیوں سے روک دیا اور ہزاروں انسانوں کو موت اور مصیبت سے بچالیا‘‘

اس کا مطلب یہ ہے کہ خاک وخون میں لوٹنے کی رسم تو مسلمانوں نے بہادر احراری جرنیلوں کے حکم سے ڈالی۔ لیکن بعد میں جرنیلوں کو معلوم ہوا کہ قربانی بے سود ہے۔ اس لئے انہوں نے فوج کو گولیاں کھانے سے روک دیا۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ جب سپاہی گولیاں کھا کھا کر گر رہے تھے۔ یہ جرنیل مجلس احرار کے دفتر میں بیٹھے پلاؤ قورمہ اڑا رہے تھے (مجھے حیرت ہے کہ ان لقموں نے ان کے کام ودہان میں زہر ہلاہل کا کام کیوں نہ دیا) اور جب تک گولی چلتی رہی اس وقت تک ان میں سے

کسی کو اتنا حوصلہ بھی نہیں ہوا کہ غُرفہ سے سر کو نکال کر ہی اپنا حکم اپنی فوج کے جانباز سپاہیوں کو سنا دیتا۔ ان جرنیلوں نے البتہ یہ کیا کہ اپنے خداوندوں سے جا کر کہا کہ ہم ازراہ غایت وفا شعاری سر پھرے مسلمانوں کو مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں۔

اس کے ساتھ ہی چودھری افضل حق اور ان کے رفقاء ان برقی پنکھوں کے نیچے لیٹ کر جو مسلمانوں کے روپیہ سے انہوں نے خرید ے ہیں ابتدائے قضیہ شہید گنج کے وقت سے گولی چلنے تک اور گولی چلنے سے بعد مسجد وزیر خاں کے ملبہ تک مسلمانوں کو کوسنے میں مصروف رہے۔ اور جوش غیض وغضب میں یہ بھی کہہ گئے کہ جو مسلمان اس مجاہدہ میں شریک ہوئے ہیں۔ وہ ''حرام موت مرے ہیں''

(روزنامہ ''زمیندار'' لاہور ۱۱؍اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۳ کالم نمبر ۳-۴)

(۵)

غلط پروپیگنڈا سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش

احراری لیڈروں کی خوفناک سرگرمیوں پر ایک نظر

(از مولانا مصباح الاسلام صدیقی ڈیرہ دون)

ہندوستان کے تمام مفتیان دین۔ مستند علماء اور اہل الرائے حضرات نے متفقہ بیانات واعلانات اور فتاویٰ شائع کر دئے کہ مسجد شہید گنج کے حصول کی جو جدوجہد شروع ہوئی۔ وہ اسلامی نقطہ نگاہ سے حق بجانب نہایت درست اور مذہبی احکامات کے ماتحت تھی۔ جن جانباز اور فدائے اسلام مسلمانوں نے جان دی۔ ان کی عظمت و

شہادت میں کوئی شبہ نہیں۔ احرار کا عین وقت پر گوشہ عافیت میں بیٹھ کر مسلمانوں کا ’’خونی ڈرامہ‘‘ (بقول خود) دیکھنا اور حرارت اسلامی اور حریّت نواز جذبہ ایمان میں حرکت نہ پیدا ہونا۔ ناعاقبت اندیشی، کوتاہ فہمی اور اسلام سے غداری کے مترادف تھا۔

(روزنامہ ’’زمیندار‘‘ لاہور ۱۱؍اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۱)

(۶)

اے معتکف حجرہ احرار کجائی؟

مجلس احرار کے ہٹلر اور مسولینی

سید سرور شاہ گیلانی (علیگ) جنرل سیکرٹری مجلس مرکزیہ تحفظ مساجد و اوقاف لاہور

مجلس ’’احرار‘‘ اسلام کے رستموں اور افراسیابوں اور ہٹلروں اور مسولینیوں، میکڈانلڈ وں اور بالڈونوں تک کی یہ کیفیت ہے کہ دستور جدیدہ کی کونسلوں اور وزارتوں کے سراب کی دلفریبیوں پر ان مقدسین کا روح مفتون اور دل نثار ہوکر رہ گیا ہے۔ حیات دنیوی کی محبت، محنت الٰہی پر غالب آ گئی ہے۔ مسجد شہید گنج کے انہدام کا ناسور ان کے سیاہ دل کے کسی گوشہ کو مضطرب نہیں کرسکتا۔ آہ! آئین جدید کی پرستش کی لعنت نے ان کے کوہ وقار عزم اور جرأت آموز راستی کی روح کو ہمیشہ کے لئے مردہ کر دیا ہے...... جب احرار اسلام کو گھسیٹ گھسیٹ کر ملت اسلامیہ کی قیادت کے لئے لانے کی کوشش کی جاتی ہے تو ملت کے مستقبل کے یہ اجارہ دار فرماتے ہیں مسجد شہید گنج سے بھلا ہمارا کیا واسطہ مسجد قانونی طور پر سکھوں کے قبضہ میں جا چکی ہے۔ ہم مسجد کی

واگزاری کے لئے کسی حرکت کے لئے تیار نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔‘‘

(روزنامہ ’’زمیندار‘‘ لاہور ۱۴/ اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۷ کالم نمبر ۳-۴)

(۷)

آئندہ الیکشن اور جماعت احرار

(اخبار ’’حقیقت‘‘ لکھنؤ کا شذرہ)

’’مسلمانوں سے زیادہ دنیا میں سیدھی اور آسانی سے بیوقوف بن جانے والی کوئی دوسری قوم نہیں۔ البتہ یہ غنیمت ہے کہ بہت جلد اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے۔ ہمارے احراری دوستوں نے مسلمانوں کی اس فطرت کو سمجھ لیا اور ان سے خوب چندے وصول کئے۔ لیکن لاہور کے واقعہ نے بہت جلد مسلمانوں کو ہوشیار کر دیا۔ اب انہیں معلوم ہوتا جاتا ہے کہ ’’فتنۂ قادیان‘‘ بھی الیکشن جیتنے کی ایک چال تھی۔‘‘

(منقولہ اخبار ’’سیاست‘‘ لاہور ۶/ اگست ۱۹۳۵ صفحہ ۱ کالم نمبر ۱)

(۸)

ملت اسلامیہ ہند میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کا افسوسناک اقدام

مسجد شہید گنج لاہور کے حصول کی تجاویز کو فنا کرنے کے ناپاک منصوبے

مجلس احرار اسلام کی تازہ سرگرمیاں

(جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب گیلانی
نائب صدر انجمن مجاہدین اسلام وسابق صدر مجلس احرار راولپنڈی)

’’جیب کتروں کے اس چھتی گروہ نے ملت اسلامیہ ہند کا خون چوس چوس کر اس قدر سرمایہ جمع کرلیا ہے کہ وہ شملہ کی بلندترین چوٹیوں پر بیٹھ کر مٹن چاپ کے خلاف جہاد کریں تو احرار؟ ٹوڈیان کرام کے آغوش میں بیٹھ کر نرم نرم سپرنگ دار کرسیوں پر رنگ رلیاں منائیں اور حرمت مسجد پر نچھاور وقربان ہونے والوں کو ہزار ہزار صلواتیں سنائیں...... ملت اسلامیہ کے ان بدترین دشمنوں نے حکومت سے سازباز کر کے ’’کشمیر ایجی ٹیشن‘‘ کو شروع کیا جس میں نہ صرف مسلمانوں کے قیمتی خون کو پانی کی طرح بہایا گیا۔ بلکہ تیس ہزار زادگان توحید کو جیل کی تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں ٹھونس دیا گیا۔ لکھوکھہا روپیہ تباہ وبرباد ہوا......

احراریوں سے خطاب

اے ملت اسلامیہ کے بدترین دشمنو! اے دور حاضرہ کے قومی غدارو! اے جیب کتروں اور فریب کاری کے علمبردارو! اے تصنع اور بناوٹ کی ڈگڈگی بجانے والے ابن الوقت مداریو! اے ناموس اسلام کو ڈبونے والے احراریو! ہم نے ہمیشہ تمہاری آواز کو حق وصداقت کی بولتی ہوئی تصویر خیال کیا ہمیشہ تمہارے کارناموں کو بنظر استحسان دیکھا۔ ہمیشہ تمہیں ایثار وقربانی کا مجسمہ خیال کیا۔ لیکن آہ۔ آج معلوم ہو رہا ہے کہ کوئی معشوق تھا اس پردہ نگاری میں۔ اے کندۂ ناتراش لٹیرو۔ تم کو خدائے

قہار کے غضب سے ڈرنا چاہیئے تھا۔ محض کونسلوں میں جا کر قلمدان وزارت کو حاصل کرنے کی خواہش نے تم کو نابینا کر دیا اور تم لوگوں نے اسلام کے ناموس کو ٹھکرا کر خانہ خدا کے احترام کو نظر انداز کر کے وہ کر دکھایا جس کے دیکھنے کی چشم فلک کو بھی امید نہ تھی۔''

(روزنامہ ''سیاست'' لاہور۔ ۱۹/ اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۵ کالم نمبر ۱-۲)

(۹)

عطاء اللہ شاہ بخاری امیر شریعت۔ بمبئی کے ایک مسلم اخبار کی نظروں میں

''معزز معاصر ہفتہ وار شباب بمبئی میں خود ساختہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ''امیر شریعت'' یا صحیح تر ''امیر شری یت'' کی صفات کے متعلق مندرجہ تحت پُر از حقائق بطور شائع کی ہیں جو ہر حیثیت سے۔ ؎

صیح صیقل نکو نتواند کرد
آہنے را کہ بد گہر باشد

کی صحیح معانی میں تفسیر ہے (مدیر)

بعض طبائع قدرتاً ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں زمانہ کی رفتار بھی درست نہیں کر سکتی۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کے سیاسی عقائد کو زمانہ دراز سے دیکھتے چلے آئے ہیں کہ وہ شخص تھالی کے بینگن سے زیادہ واضح نہیں۔ ایک زمانہ میں اس شخص نے کانگرس کا اس بُری

طرح ساتھ دیا کہ سول نافرمانی کے سلسلے میں بیسیوں مسلمانوں کے گلے پر چھری چلا دی۔ سینکڑوں کو قید و بند نصیب ہوا۔ مگر بعد میں خود کا یہ نتیجہ نکلا کہ ڈونگری (بمبئی) کے میدان سے جہاں مسلمانوں کو کانگرس میں دعوت دینے کی ترغیب کے لئے جلسہ کیا تھا اسٹیج کے نیچے سے نکل کر جو فرار ہوا تو زمانہ تک لا پتہ رہا۔ لاہور کے حادثہ میں بھی یہ شخص آج مسلم اسٹیج سے الگ ہو کر احرار پارٹی کا سرغنہ بنا ہوا ہے اور امیر شریعت کے نام سے موسوم ہے...... یہ وہی شخص ہے جو سول نافرمانی برائے کانگرس میں مسلمانوں کو جیل بھجوا رہا تھا اور آج ستیہ گرہ کے خلاف لیکچر دے رہا ہے۔“

(روزنامہ ”سیاست“ لاہور ۱۲؍اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۵ کالم نمبر ۳)

(۱۰)

مسلمانوں کی سخت ترین آزمائش کے وقت پیٹھ دکھا گئے

احرار ملّتِ اسلامیہ کی سب سے بڑی غدار جماعت ہے

(تفضّل حسین صاحب ایم۔ اے)

”ٹھگوں کا یہ منظّم گروہ جسے عرف عام میں ”مجلس احرار“ کہتے ہیں سالہا سال سے غریب و خوش عقیدہ مسلمانوں کی جیب پر ڈاکہ ڈال رہا تھا اور اپنی جادو بیانی اور شیوہ طرازی سے یہ لوگ فضا پر کچھ اس طرح مسلّط ہو گئے تھے کہ عوام میں حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت بھی ماند پڑ گئی تھی۔ وقت سب سے بڑا منصف ہے۔ وقت کا فیصلہ ہمیشہ غیر جانبدارانہ اور رو رعایت...... سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ چنانچہ وقت کی قہرمانی طاقتوں نے مسجد شہید گنج کی مسماری کی شکل میں مجلس احرار کے لئے

دور حاضرہ کی سب سے شدید اور حقیقتاً سب سے زیادہ ایمان پرور آزمائش کھڑی کردی اور آپ جانتے ہیں اس آزمائش کا نتیجہ کیا ہوا؟ عطاء اللہ شاہ بخاری کی طاقت لسانی سکوت مطلق کی نیند سوگئی۔ مظہر علی اظہر کی مجاہد کیشی روباہ بازی میں تبدیل ہوگئی۔ افضل حق کی چودھریت کسی گوشۂ عافیت میں جا چھپی اور حبیب الرحمٰن کی بلند آہنگی خموشئ مرگ سے ہم نوا ہوگئی ان ’’سربکف مجاہدین‘‘ و’’خادمان دین متین‘‘ کی جگہ لاہور کی سرزمین ان نوجوانوں کے خون سے لالہ زار بن گئی جو گوشۂ گمنامی میں پیدا ہوئے اور گوشۂ گمنامی ہی میں زندگی بسر کرکے فلاح دارین کا مرتبہ حاصل کر گئے آہ ؎

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

احرار اپنی براءت میں آج اشتہارات واعلانات شائع کر رہے ہیں لیکن ان کے ایک ایک لفظ سے نفس پروری ومنافقت کی بُو آرہی ہے۔ ان کے اعلان میں عورتوں کی طعن وتشنیع موجود ہے۔ لکھنؤ کی بھٹیاریوں کی جنگ کا نقشہ باندھا گیا لیکن ان کا انداز تحریر جگہ جگہ ان کے جذبات کی غمازی کر رہا ہے۔ زخمی سانپ کی طرح غصہ وانتقام کے جذبات سے بے قرار ہو ہو کر اور پھن کو اٹھا اٹھا کر اب ہمارے گم کردہ راہ رہنماؤں کی یہ جماعت ہم پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔ لیکن جس طرح زخمی سانپ کا سر کچل دینا ہی دانش مندی ہے اسی طرح ان گندم نما جَو فروشوں کی قیادت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دینا صحیح قومی وملی خدمت ہے۔ یہ لوگ اپنی عظمتِ رفتہ کو حاصل کرنے کے لئے اور اپنی لیڈری کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنے کے لئے

بے چین ہیں۔ لیکن ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان اپنا فیصلہ صادر کر چکے ہیں۔ اور قدرت کا نقیب بآواز بلند منشائے ایزدی کو ظاہر کر چکا ہے کہ بدترین محسن کش۔ احسان ناشناس احرار مٹ گئے اور حقیقتاً انہیں مٹ جانا چاہیئے تھا...... ۱۷ر جولائی کو لاہور کی فضا اس درجہ خراب و ناقابل اعتبار ہوگئی تھی کہ وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ایک گھنٹے میں حالات کونسا پہلو اختیار کریں گے۔ لیکن تذبذب و پریشانی کے اس مصیبت ناک وقت میں جب کوہِ آتش فشاں پھٹ جانے کا ہر گھڑی خطرہ لاحق تھا عوام کی قیادت کو براہِ راست اپنے ہاتھ میں لے لینے کی بجائے تم نے قوم کو اتنا خطرناک دھوکہ دیا کہ ہندوستان کے دورِ اسلامیہ میں میر جعفر کی غداری کے بعد اس کی مثال ملنا محال ہے۔ تم نے حالات کی نزاکت اور لوگوں کے جذبات شدت کو یکسر نظر انداز کر کے فیصلہ کر دیا۔ ۲۷/ ۲۸ جولائی کو ’’احرار‘‘ کی ایک کانفرنس منعقد کر کے راہِ عمل تجویز کی جائے گی کیا اس وقت اس قسم کا غیر مآل اندیشانہ فیصلہ کرنا عمداً وارادتاً مسلمانوں کو آگ میں دھکیلنے کے مترادف نہ تھا اور کیا اس فیصلہ سے تمہاری غرض محض اپنی عافیت پسندی نہ تھی! ۲۰ر اور ۲۱ر جولائی کو اسی لاہور کے اندر تمہارے بالا خانے کے عین سامنے اور تمہاری آنکھوں کے روبرو بے گناہ مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا گیا۔ لیکن تمہاری سنگدلی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ کیا اس وقت جب دہلی دروازہ کے باہر گولیوں کی بارش ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے سینے ان گولیوں سے چھلنی کئے جا رہے تھے تمہارے لئے زیبا تھا کہ تم صوفوں پر لیٹے بجلی کے پنکھوں کی ہوا میں آرام سے ۲۷ر جولائی کی کانفرنس کے خواب دیکھنے میں مصروف رہتے؟ وہ وقت یقیناً ایسا تھا

کہ سنگدل سے سنگدل مسلمان کو بھی میدان میں آ کر بے گناہ جانوں کے تحفظ کی بے دریغ کوشش میں منہمک ہو جانا چاہیئے تھا۔ تمہیں ظفر علی سے اختلاف تھا۔ تمہیں سید حبیب سے اختلاف ہوگا۔ لیکن ان معصوم نوجوانوں سے کیا اختلاف تھا جنہوں نے جوش تہور میں گریبان پھاڑ پھاڑ کر فوج کی گولیاں اپنے سینے پر کھائیں۔ یاد رکھو تمہاری تمام ریاضتیں اور عبادتیں، تمہارے تمام اشتہارات و اعلانات اور تمہاری تمام دردمندانہ تقریریں اور اپیلیں شہید کے ایک قطرہ کے سامنے ہیچ ہیں ۲۰/اور ۲۱/جولائی کو دہلی دروازے کے باہر جو خون بہایا گیا ہے۔ اس کے ذمہ دار تم ہو اور اس کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب تمہیں دینا ہوگا۔‘‘

(روزنامہ ’’سیاست‘‘ لاہور ۱۳/اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۶ کالم نمبر ۱-۲)

(۱۱)

اعلان حق

’’جماعت احرار نے گذشتہ ایام سے اب تک ایسی تحریک جاری کر رکھی ہے کہ جو امن عامہ کے قطعی خلاف ہے۔ اگرچہ بظاہر ان کی تحریک ایک خاص جماعت کے خلاف بیان کی جاتی ہے لیکن حقیقتاً اس کا مقصد ملک میں بدامنی پھیلانا اور حکومت کو بدنام کرنا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ جماعت احرار قیام پاکستان سے پہلے بھی مطالبہ پاکستان کے خلاف تھی اور اسی طرح علی الاعلان مسلم عوام کی مخالفت کرتی رہی اور تحریک پاکستان کے خلاف دشمنان پاکستان کے ہاتھوں میں کھیلتی رہی۔ باوجود

اعلانات کے قیام پاکستان کے بعد بھی اس جماعت کے رویے میں کوئی واضح فرق نہیں آیا۔ محض طریق کار مختلف کر دیا گیا ہے۔ جو بے چینی ملک میں پھیلائی جا رہی ہے اس سے زیادہ (بھارت) کے لئے مسرت کا مقام اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ تمام بہی خواہانِ پاکستان اس تحریک سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔ ہم مسلمانانِ جھنگ کی طرف سے اس تحریک سے قطعی بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں اور حکومت کے حالیہ الزام کو نہ صرف بہتر تصور کرتے ہیں بلکہ اس کو نہایت ہی جائز خیال کرتے ہیں۔ اور اس ضمن میں حکومت کی ہر امداد کا وعدہ کرتے ہیں۔ **وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ** ۵۲/۷/۱

المشتہران

(۱) نوابزادہ افتخار احمد صاحب انصاری جنرل سیکرٹری سٹی مسلم لیگ مگھیانہ
(۲) مہر محمد عارف خاں صاحب جنرل سیکریٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ جھنگ
(۳) چودھری محمد شفیع منصور صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی جھنگ مگھیانہ
(۴) شیخ محمد ابراہیم صاحب قریشی جنرل سیکریٹری سٹی مسلم لیگ جھنگ
(۵) حاجی فیروز الدین صاحب نائب صدر سٹی مسلم لیگ مگھیانہ
(۶) چودھری نصیر احمد صاحب چیمہ ایڈووکیٹ مگھیانہ جھنگ
(۷) سید اخلاق الحسن صاحب ترمذی ایڈووکیٹ مگھیانہ جھنگ
(۸) راؤ محمد اسلم صاحب وکیل جھنگ مگھیانہ
(۹) شیخ افتخار احمد صاحب وکیل جھنگ مگھیانہ

(۱۰) خاں شفیق احمد خاں صاحب میونسپل کمشنر جھنگ

(۱۱) چودھری خلیل الرحمان خان صاحب میونسپل کمشنر جھنگ

(۱۲) چودھری رشید علی صاحب نمبردار مگھیانہ

(۱۳) چودھری نیاز محمد نمبردار مگھیانہ

(۱۴) ملک عبدالواسع صاحب رئیس مالک جننگ فیکٹری جھنگ

(۱۵) حاجی فتح محمد صاحب وائس پریذیڈنٹ سٹی مسلم لیگ جھنگ

مہر فلک شیر صاحب وکیل جھنگ مگھیانہ

(آصف پرنٹنگ پریس مال روڈ مگھیانہ۔ اشتہار یکم جولائی ۱۹۵۲ء)

(۱۲)

اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

فتنہ قتل سے بہت زیادہ سخت ہوتا ہے۔ (قرآن کریم)

ذرا غور فرمایئے!

’’پچھلے دنوں جو فتنہ پیدا ہوا وہ ایسے لوگوں کا پیدا کردہ تھا جو پاکستان کے غدار ہیں جنہوں نے قرارداد پاکستان کو کبھی نہ مانا اور جو بانئ پاکستان حضرت قائداعظم کی شان میں گستاخیاں کرتے رہے ہیں۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے وہ کون لوگ ہیں۔ یہ وہی پرانے احراری ہیں جنہوں نے ہر مشکل وقت میں مسلمانوں کے مفاد کو اپنی ذاتی

غرض کے لئے فروخت کیا۔ بہرکیف اللہ کا شکر ہے کہ ان کی گہری سازش بے نقاب ہو گئی اور حکومت کے مضبوط اقدام نے لاہور کو تباہی سے بچا لیا۔ ہم فضیلت مآب الحاج خواجہ ناظم الدین وزیراعظم اور میجر جنرل محمد اعظم خاں ناظم مارشل لاء لاہور کے تہہ دل سے ممنون ہیں جن کی کوششوں سے لاہور میں امن وامان قائم ہو گیا۔ ہم اپنے وزیراعلیٰ ملک فیروز خاں نون کا پُر تپاک خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کو اپنے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ ہمارا مقصد استحکام پاکستان ہے۔ فتنہ وشر پیدا کرنے والے ہمارے اور پاکستان کے دشمن ہیں۔‘‘

منجانب:۔ انجمن نوجوانان اسلام (پاکستان) لاہور
(کوآپریٹو کیپیٹل پریس لاہور۔ اشتہار کا سال اشاعت ۱۹۵۳ء)

(۱۳)

وزیراعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کی ۱۵؍مارچ ۱۹۵۳ء کو نشری تقریر

’’آپ نے دیکھا کہ حفاظت ناموسِ رسول کے مقدس نعرے کی آڑ میں بعض شر پسند اور پاکستان دشمن عناصر نے ایسی وحشیانہ حرکات کیں جن سے اسلام کے نام کو دھبہ لگا اور پاکستان کے مفاد اور وقار کو شدید نقصان پہنچا۔

ان عناصر نے ہماری پاک مسجدوں کو غلط سیاست کی کھلی سازش کا اکھاڑہ بنانے تک سے دریغ نہ کیا۔ وہ لوگ جو کل تک پاکستان کے اَلَمْ نَشْرَ حْ دشمن تھے، امن پسند اور

بھولے شہریوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔ ریل گاڑیوں کی پٹڑیاں اکھاڑ دی گئیں تاکہ خوراک کی نقل و حرکت مسدود ہو جائے۔ تار اور ٹیلیفون کے سلسلے کے منقطع کرنے کی کوشش کی گئی۔ بیوپاریوں اور محنت مزدوری کرنے والوں کو کام سے جبراً روکا گیا۔ دوکانیں اور گھر لوٹے گئے، عورتوں کی بے عزتی ہوئی۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ غرضیکہ ہر ممکن طریق سے بدامنی اور انتشار دہشت اور ہراس پھیلانے کی کوشش کی گئی تاکہ صوبہ کی اقتصادی اور شہری زندگی ختم ہو جائے۔ آپ نے یہ محسوس کیا ہو گا کہ یہ تمام کارروائی ایسے وقت میں عمل میں لائی گئی جبکہ ہمارا ملک خصوصاً صوبہ پنجاب ایک نازک اقتصادی دور سے گزر رہا تھا۔ ایک طرف قدرتی حوادث اور نہروں میں پانی کم ہونے کے باعث خوراک کی کمی کا مسئلہ درپیش تھا۔ دوسری طرف عالمگیر بحران نے تجارت کا بازار سرد کر رکھا تھا۔ اس مصیبت کے وقت پنجاب میں خلفشار پیدا ہونا کوئی اتفاقی سانحہ نہ تھا۔ بلکہ ایک خوفناک سازش تھی۔ ہر آزاد قوم کا شیوہ ہے کہ مصیبت کے وقت اتفاق اور اتحاد سے کام لے۔ ایسے موقع پر سراسیمگی اور خلفشار پھیلانا ملک کے دشمنوں کے سوا اور کسی کا کام نہیں ہو سکتا۔ ان دشمنوں کے وجود سے آپ اور آپ کی حکومت بے خبر تھی۔ یہ لوگ پاکستان کے شروع سے مخالف تھے اور ہر مرحلے پر اُس کی ترقی اور بہبودی کی راہ میں روڑے اٹکاتے رہے ہیں۔ یہ زہریلے جراثیم ہر آزاد ملک کی فضا میں ہوا کرتے ہیں۔ پنجاب نے اپنی بلند روایات کے پیش نظر شہری آزادی اور آزادی رائے کے جمہوری اصولوں کا ہمیشہ احترام کیا ہے۔ ان تخریبی عناصر نے اس رعایت کا فائدہ اٹھا کر مفسدہ پردازی اور

شرانگیزی شروع کردی۔ لیکن خدائے عزّ و جلّ پاکستان کے ساتھ ہے اور اس نے ہمیں اتنی قوت دی ہے کہ ہم ان لوگوں کا کامیابی سے مقابلہ کرسکیں۔

ان کی کھلی بغاوت کا کم از کم ایک فائدہ یہ ہوا ہے کہ ملک کے دشمن بے نقاب ہو گئے ہیں۔ اور قوم نے انہیں ان کے اصلی رنگ اور روپ میں دیکھ لیا ہے اب یہ خواہ کسی بھیس میں آئیں یا کسی لائحہ عمل کی آڑ لیں ان کا فریب نہ چل سکے گا۔ لیکن افسوس ان لوگوں پر ہے جو لاعلمی اور نادانی کے باعث ان غداروں کی سازش کا شکار ہو گئے۔ جو ان کے دھوکے میں آ کر اپنی قوم اور ملک کا اور خود اپنا مفاد بھول گئے اور ان کی شیطنت کا آلہ کار بن گئے۔‘‘

(پمفلٹ: ’’پنجاب میں امن وامان قائم رکھئے‘‘۔ شائع کردہ محکمہ تعلقات عامہ پنجاب)

(۱۴)

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی کا بیان

’’مسلمانوں میں اتحاد کی سخت ضرورت ہے اس وقت مسلمانوں کے فرقوں، شیعہ، سنی، حنفی، وہابی، مقلد غیر مقلد، دیوبندی، بریلوی، قادیانی غیر قادیانی کا الجھاؤ پاکستان کے استحکام کے سخت خلاف ہے اور جو لوگ اس وقت مسلمان فرقوں اور خصوصاً قادیانیوں کے خلاف تقریریں کرتے پھرتے ہیں وہ بھارت کے ایجنٹ اور ہندوؤں کے تنخواہ دار ہیں۔‘‘

(تقریر خواجہ حسن نظامی ۲۱/جون ۱۹۵۰ (اخبار ’’آزاد‘‘ لاہور ۲۸/جون ۱۹۵۰ء صفحہ ۶ کالم نمبر ۳)

(۱۵)

اصغر بھٹی بی۔اے علیگ ایل ایل بی ایڈووکیٹ سرگودھا

ممبر پنجاب پراونشل مسلم لیگ کونسل کا بیان

’’وہی سیاسی پارٹی جو قیام پاکستان کے خلاف تھی اور جس نے حضرت قائداعظمؒ کو کافر قرار دیا تھا ایک نئے لیبل کے تحت ہماری ملی وحدت اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں مصروف ہے…… یہ سیاسی بساط کے پٹے ہوئے میرے یعنی اراکین مجلس احرار بمصداق۔ ’’نیا دام لائے پرانے شکاری‘‘ نے ہمارے دیس پنجاب میں مرزائی اور غیر مرزائی کا ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیا اور یہی نہیں بلکہ سادہ عوام کو گمراہ کر کے حکومت وقت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ’’قادیانیوں کو پاکستان کی ایک اقلیت قرار دیا جائے۔‘‘ سادہ لوح عوام احراریوں کی گذشتہ سیاسی زندگی سے کَمَا حَقَّہٗ آگاہ ہونے کے باوجود جذبات کے سمندر میں بہے جا رہے ہیں۔ اور اس طرح نادانستہ نظامِ ملّت کو پارہ پارہ کرنے میں ان کے ممد و معاون ثابت ہو رہے ہیں۔‘‘

پمفلٹ

(’’قادیانیوں کو پاکستان کی غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سوال پر اراکین پنجاب مسلم لیگ کی خدمت میں چند معروضات۔‘‘ صفحہ۲۔ از اصغر بھٹی بی اے (علیگ) ایل ایل بی ایڈووکیٹ سرگودھا ممبر پنجاب پراونشل مسلم لیگ سرگودھا۔ پاکستان پرنٹنگ ورکس ایبٹ روڈ لاہور سن اشاعت اندازاً ۱۹۵۲ء)

(۱۶)

جسٹس محمد منیر اور ایم آر کیانی کی رپورٹ

’’جہاں تک احراریوں کا تعلق ہے۔ انہوں نے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کا مسلسل استعمال کیا ہے۔ انہوں نے کانگرس کو ترک کیا تو مذہبی وجوہ کی بنا پر کیا اور مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت کی تو وہ بھی مذہبی بنا پر کی۔ مولانا مظہر علی اظہر نے ۱۹؍ستمبر ۱۹۴۵ء کو امرتسر میں ایک بیان دیا کہ مسلم لیگ کا نعرۂ پاکستان محض ایک سٹنٹ ہے اور میں نہ مسٹر جناح کو قائداعظم مانتا ہوں نہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ تسلیم کرتا ہوں۔ کیونکہ مسٹر جناح کی زندگی غیر اسلامی ہے۔ انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ پاکستان کے نعروں سے گمراہ نہ ہوں اور آئندہ الیکشن میں ان لوگوں کو ووٹ دیں جو جمہور کی خدمت کر رہے ہیں۔ ’’ملاپ‘‘ لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۴۵ء میں احراری لیڈر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ایک تقریر شائع کی جو انہوں نے علی پور کی احرار کانفرنس میں کی تھی۔ اس تقریر میں امیر شریعت نے ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کیا کہ مسلم لیگ کے لیڈر ’’بے عملوں کی ٹولی‘‘ ہیں۔ جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں اور دوسرں کی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں۔ اور وہ جس ملک کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں۔ بلکہ خاکستان ہے اسی رہبر محترم نے پسرور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی ’’پ‘‘ بھی بنا سکے (حوالہ استقلال نمبر روزنامہ جدید نظام ۱۹۵۰ء)۔ چودھری افضل حق

احراری لیڈر نے مسلم لیگ کے تصور پاکستان کے خلاف بہت سی طنزیہ اور توہین آمیز باتیں کہیں جو ’’خطبات احرار‘‘ کے صفحات ۴۱۔ ۸۲۔ ۸۳ اور ۹۹ پر درج ہیں۔ مولوی محمد علی جالندھری نے ۱۵؍فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں تقریر کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ احرار پاکستان کے مخالف تھے اور ان کے اس عقیدے کی وجوہ عنقریب لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گی۔ اس مقرر نے تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لئے ’’پلیدستان‘‘ کا لفظ استعمال کیا۔ اور ہمارے سامنے کیپٹن عبدالحی کو جو شہادت پیش ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فسادات کے دوران میں احراری لیڈر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں جو تقریریں کیں ان میں سے ایک تقریر میں انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے۔

تقسیم کے موقع پر احرار ایک دل شکستہ اور مایوس جماعت کی حیثیت سے پاکستان آئے۔ بعض احراری لیڈر وہیں رہ گئے اور ’’زمیندار‘‘ مورخہ ۱۵؍جنوری ۱۹۴۸ء کی شائع کردہ ایک رپورٹ کی رو سے آل انڈیا مجلس احرار نے ایک قرارداد منظور کی جس میں قرار دیا گیا کہ آج تنظیم ختم کی جاتی ہے کیونکہ ہندوستان میں کانگرس کے سوا کسی دوسری سیاسی تنظیم کا وجود مناسب نہیں۔ اس قرارداد میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا تھا کہ کانگرس میں شامل ہو جائیں اور مولانا ابوالکلام آزاد کی قیادت کو تسلیم کر لیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کی آئندہ سرگرمیاں خدمت خلق تک محدود رہیں گی اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے مذہبی حقوق کی حفاظت کے لئے جمعیۃ العلماء کی تنظیم میں شامل ہو جائیں۔ پاکستان میں وہ کچھ مدت تک خاموش رہے اور اپنے لئے کوئی نیا

نظریہ سوچنے کی کوشش کرتے رہے انہوں نے بار بار کہا کہ وہ سیاست سے دستبردار نہیں ہوئے اور ان کا ارادہ ہے کہ پاکستان میں حزب الاختلاف کی شکل اختیار کریں۔

(حوالہ آزاد ۲۶؍دسمبر ۱۹۵۰ء و ۲۷؍مئی ۱۹۵۲ء و تعمیر نو ۵؍دسمبر ۱۹۴۹ء)

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ احراری ایک مدت تک بے حرکت رہنے کے بعد ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے بیدار ہونے لگے تھے۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ پاکستان میں ان کے پرانے نظریات کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور مسلم لیگ انہیں ابھرنے کا موقع نہ دے گی تو انہوں نے سیاسی میدان میں مسلم لیگ کے آگے ہتھیار ڈال دئے اور اعلان کیا کہ آئندہ وہ تبلیغ میں مصروف رہیں گے۔ انہوں نے اس امر کا کوئی اعلان نہ کیا کہ تبلیغ کے میدان میں ان کی سرگرمیوں کا ٹھیک ٹھیک دائرہ کیا ہوگا لیکن ہمارے سامنے تسلیم کیا گیا ہے کہ احمدیوں کے سوا دوسرے غیر مسلموں کو مسلمان بنانا ان کے لائحہ عمل میں شامل نہ تھا۔ اور تبلیغی سرگرمیوں کو صرف احمدیوں کے خلاف جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ احمدیوں کے ساتھ احرار کی دشمنی ایک چوتھائی صدی سے چلی آرہی ہے۔ اور اگرچہ یہ کہنا تو صحیح نہ ہوگا کہ تقسیم سے پہلے انہیں احمدیوں سے اور ان کے عقیدوں اور ان کی سرگرمیوں سے بہت زیادہ سروکار نہ تھا۔ لیکن یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اب احراریوں نے احمدیوں کے خلاف نزاع کو اپنے اسلحہ خانے سے ایک سیاسی حربے کے طور پر باہر نکالا اور جو واقعات اس کے بعد پیش آئے وہ اس امر کی بیّن شہادت ہیں کہ وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے انتہائی فہیم اور چالاک ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ اگر وہ عوام کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف برانگیختہ کر دیں

گے تو کوئی ان کی مخالفت کی جرأت نہ کرے گا۔ اور ان کی اس سرگرمی کی جتنی بھی مخالفت کی جائے گی اسی قدر وہ ہردلعزیز اور مقبول عام ہو جائیں گے۔ اور بعد کے واقعات سے ظاہر ہو گیا کہ ان کا یہ مفروضہ بالکل صحیح تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنی پوری توجہ احمدیوں پر مرتکز کر دی۔ اس کے بعد خواہ تبلیغ کانفرنس یا یوم تشکر یا یوم مطالبات کی تقریبات ہوں یا محض مویشیوں کا میلہ ہو ان کانفرنسوں اور یوموں وغیرہ کے نام محض دھوکا تھے۔ اور ان کا سب سے بڑا موضوع احمدی اور احمدیت ہوتا تھا۔ اگر وہ اس مذہبی نزاع کو دوسرے مذہبی نزاعات کی طرح جاری رکھتے تو غالبًا ان کو بہت زیادہ تائید وحمایت حاصل نہ ہوتی۔ لیکن وہ اپنی عیاری کی وجہ سے خوب جانتے تھے کہ مسلمانوں کے جذبات کسی موضوع پر اس قدر آسانی سے اور تیزی وتندی سے برانگیختہ نہیں کئے جا سکتے اور ان کے غیظ وغضب کو بیدار نہیں کیا جا سکتا جس قدر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی یا خیالی توہین پر کئے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے یہ ظاہر کرنا شروع کیا کہ ان کی سرگرمیوں کا مقصد یہ ہے کہ رسول پاکؐ کی نبوت کی حفاظت کی جائے۔ اور آپ کی ناموس پر احمدیوں کے حملوں کا مقابلہ کیا جائے۔ جو اس عقیدے کی اشاعت کرتے ہیں کہ رسول پاک آخری نبی نہیں تھے اور ایک اور نبی پیدا ہو گیا ہے جو رسول پاکؐ کے برابر بلکہ ان سے بہتر ہونے کا دعویدار ہے۔ یہ چال کامیاب ہو گئی اور حاضرین کی کثیر تعداد ان کے جلسوں میں شریک ہونے لگی اور چونکہ بعض احراری مقرر الفاظ وفقرات کے انتخاب اور تشبیہ واستعارہ کے استعمال میں بڑے ماہر واقع ہوئے ہیں۔ اور اپنی تقریروں میں طنز وظرافت کے چھینٹے بھی خوب دیتے ہیں

(خواہ وہ ظرافت کتنی ہی متبذل کیوں نہ ہو) لہٰذا وہ روز بروز مقبول عام ہونے لگے۔

’’احرار کے رویے کے متعلق ہم نرم الفاظ استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کا طرزِ عمل بطور خاص مکروہ اور قابل نفرین تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے ایک دنیاوی مقصد کے لئے ایک مذہبی مسئلے کو استعمال کر کے اس مسئلے کی توہین کی اور اپنے ذاتی اغراض کی تکمیل کے لئے عوام کے مذہبی جذبات وحسیّات سے فائدہ اٹھایا۔ اس بات پر صرف احرار ہی یقین رکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے اعمال میں مخلص تھے کیونکہ ان کی گزشتہ تاریخ اس قدر واضح طور پر غیر مستقل رہی ہے کہ کوئی احمق ہی ان کے دعویٰ مذہبیت سے دھوکا کھا سکتا ہے۔ خواجہ ناظم الدین نے ان کو دشمنانِ پاکستان قرار دیا۔ اور وہ اپنی گزشتہ سرگرمیوں کی وجہ سے اسی لقب کے مستحق تھے۔ ان کے بعد کے رویّے سے یہ واضح ہو گیا کہ نئی مملکت کے وجود میں آنے کے بعد وہ اس کے مخالف ثابت ہوئے۔ جو پارٹی پاکستان اور مسلم لیگ اور اس کے تمام لیڈروں کی مخالف اور کانگرس کی محض ایک کنیز تھی اس کے لئے یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنے گذشتہ نظریات کو ترک کر دیتی اور قیام پاکستان پر جو اس کی مخالفانہ کوششوں کے باوجود وجود میں آ گیا تھا راتوں رات اپنے عقائد کو بدل کر اس مملکت میں اسلام کی واحد اجارہ دار بن بیٹھتی۔ جس کے قیام کے خلاف اس نے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیا تھا۔ کیا احرار پر اپنے نصب العین کا انکشاف تقسیم کے بعد ہی ہوا تھا؟۔ پاکستان کے لئے اسلامی مملکت کا جو نعرہ وہ لگا رہے تھے وہ اس وقت کہاں تھے جب وہ ان جماعتوں اور ان لوگوں کے خلاف بَرسرِ پیکار تھے جو مسلمانوں کے لئے صرف ایک وطن کا مطالبہ کر رہے تھے کیا ان کے ہندوستانی ساتھیوں کو جواب تک احراری کہلاتے ہیں کانگرس نے یہ کام سپرد نہیں کیا کہ وہ

کشمیریوں کو بخشی کی حکومت گوارا کرنے پر آمادہ کریں۔‘‘

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت مقرر کردہ زیر پنجاب ایکٹ ۱۹۵۴ء برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۸۔ از جسٹس منیر و ایم آر کیانی۔ انصاف پریس لاہور)

(۱۷)

بیان سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی

’’اس کارروائی سے دو باتیں میرے سامنے بالکل عیاں ہوگئیں۔ ایک یہ کہ ’’احرار کے سامنے اصل سوال تحفظ ختم نبوت کا نہیں ہے۔ بلکہ نام اور سہرے کا ہے۔ اور یہ لوگ مسلمانوں کے جان و مال کو اپنی اغراض کے لئے جوئے کے داؤں پر لگا دینا چاہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ رات کو بالاتفاق ایک قرارداد طے کرنے کے بعد چند آدمیوں نے الگ بیٹھ کر ساز باز کیا ہے اور ایک دوسرا ریزولیشن بطور خود لکھ لائے ہیں...... میں نے محسوس کیا کہ جو کام اس نیت اور ان طریقوں سے کیا جائے اس میں کبھی خیر نہیں ہوسکتی۔ اور اپنی اغراض کے لئے خدا اور رسولؐ کے نام سے کھیلنے والے جو مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کریں اللہ کی تائید سے کبھی سرفراز نہیں ہوسکتے۔‘‘ (روزنامہ ’’تسنیم‘‘ لاہور ۲؍جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۳ کالم نمبر ۴-۵)

ضمیمہ نمبر۴

احراری لیڈروں کے فتوے

دوسرے مسلمانوں کے خلاف

ضمیمہ نمبر۴

(۱۷)

چودھری افضل حق مفکّر احرار

''اگر پہلی صدی ہجری کا کوئی مسلمان کسی طور پر زندہ ہو کر موجودہ ہندوستان میں آئے تو وہ فوراً پکار اٹھے کہ یہاں کے اَسّی فیصدی مسلمان کافر ہیں۔ اور انہوں نے محض سیاسی مقاصد کے حصول کی خاطر اپنے آپ کو مسلمان کہلانا شروع کر دیا ہے۔ وہ مسلمان یہی کہے گا کہ ہندوؤں اور مبینہ مسلمانوں میں کسی قسم کا مذہبی اختلاف موجود نہیں ہے۔ جاہل عوام زندہ پیر اور مردہ پیر کی پیغمبر سے زیادہ عزت کرتے ہیں۔ پیغمبر کو خدا سمجھا جاتا ہے اور اصلی خدا کو کوئی بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ ذیل میں وہ چند شعر درج کئے جاتے ہیں جو مسلمان خانقاہوں میں میراثی اور رقاصہ عورتیں گاتی ہیں اور حاضرین ان پر سر دھنتے ہیں ؂

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے
جو مستولی تھا سرعرش پر خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفٰی ہو کر
کل تو مندر میں برہمن کو دئے تھے درشن
آج مسجد میں مسلمان بنے بیٹھے ہیں
محمد سر وحدت ہے کوئی یہ رمز کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

آجکل کے مسلمان صرف پیغمبر ہی کو خدا کا درجہ نہیں دیتے۔ بلکہ حقیقی ویدانتی

فلسفہ کے مطابق سلسلۂ طریقت کے ہر مرشد کو خدا کی انسانی شکل سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً

چاچڑ وانگ مدینہ دسّے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ پیر فریدن باطن دے وچ اللہ

برائے چشم بیناں از مدینہ برسر ملتان
بشکل صدر دیں خود رحمۃ للعالمین آمد

سن کر کڑے برنگی مولا بن آیا ناسوتی ہے
احد تھیں بن احمد آیا ایہہ ملنگ بھبھوتی ہے

مسلم عوام کے مذہبی اعتقادات پر یہ ایک طائرانہ نظر ہے۔ اس قسم کے صوفیانہ خیالات کا اظہار پہلے تو صرف خانقاہوں تک محدود تھا۔ اور مسجدوں میں خدا اور بندے کا امتیاز باقی تھا۔ مگر اب مسجد کے منبروں پر بھی تصوف یا فلسفہ ویدانت قبضہ کر چکا ہے...... حالانکہ یہ جذبات اسلامی تعلیمات کے صریحاً خلاف ہیں۔''

(پاکستان اور چھوت صفحہ ۱۹، ۲۰ مؤلّفہ چودھری افضل حق مفکر احرار۔ طبع اوّل ناشر مکتبہ اردو لاہور مرکنٹائل پریس لاہور قیام پاکستان سے قبل شائع ہوئی۔)

''ہندوستانی اسلام سناتن دھرم کا عربی ترجمہ ہے۔ اور حکومت اور آریہ سماج تحریک اصلی اسلام کے گورمکھی اور ہندی ایڈیشن ہیں۔ لیکن ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھر بھی مخاصمت موجود ہے اور سکھ اور سماجی ہمیشہ ہندوؤں کا ساتھ دیتے ہیں۔ جب میں ان حقائق پر نظر ڈالتا ہوں تو میرا ذہن یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ ہندو مسلم مسئلہ کوئی مذہبی مسئلہ نہیں۔''

(''پاکستان اور چھوت'' صفحہ ۲۴۔ از چودھری افضل حق صاحب)

''موجودہ زمانہ میں ایک عامی مسلمان کے خیالات پیغمبر خدا کے خیالات کے عین مطابق نہیں۔ بلکہ شہنشاہ اکبر کے دین الٰہی سے ماخوذ ہیں۔ اور اکبر کا یہ دین اس کے ہندو مشیروں کی صلاح و مشورہ کا نتیجہ تھا۔ آج کے مسلمان کے مذہب کی روح سناتن دھرمی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں کے جذبات کا مرکز رسول کریمؐ ہیں اور ہندو رام اور کرشن کے پجاری ہیں۔ بعض ہندو دوست اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مسلمان ایک مذہبی فرقہ ہیں اور دوسرے فرقوں کی نسبت ان پر مذہبی لوگوں کا اثر زیادہ ہے۔ مگر حقیقت اس کے الٹ ہے۔''

(''پاکستان اور چھوت'' صفحہ ۸۶ مؤلّفہ چودھری افضل حق صاحب)

(۲)

اکثریت باطل پر ہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کا فتویٰ

''ہم سے کہا جاتا ہے کہ جدھر اکثریت ہو ادھر تم بھی چلو اور اکثریت کا ساتھ دو[۱]۔ ہم اکثریت نہیں چاہتے۔ ہمیشہ اقلیت حق پر ہوتی آئی ہے...... ہم نام نہاد اکثریت کی تابعداری نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثریت باطل پر ہے۔''

(زمزم لاہور ۳۰ر اپریل ۱۹۳۹ء منقول سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔
مؤلّفہ خان حبیب الرحمٰن کابلی صفحہ ۱۱۶۔ جون ۱۹۴۰ء طبع اوّل۔ پبلشرز ہندوستانی کتب خانہ ۶۳ ریلوے روڈ لاہور)

اکثریت اور اقلیت:

''ماسٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب سلہریا لاہور اس کے راوی ہیں کہ حضرت شاہ

---

[۱] : یہ حرف کتابت سے رہ گیا ہے۔ (ناقل)

صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ بیرون دہلی دروازہ لاہور میں تقریر کر رہے تھے کہ کسی آدمی نے جلسے سے اٹھ کر کہا شاہ جی آپ اکثریت کے ساتھ کیوں نہیں ہو جاتے؟ آپ نے فوراً مخصوص جلالی شان سے فرمایا ”اگر اکثریت کا لحاظ ہے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر درود کیوں بھیجتے ہو یزید پر درو پڑھو۔“

(”فرمودات امیر شریعت“ حصہ اوّل صفحہ ۶۵۔ مرتبہ حکیم مختار احمد الحسینی۔ ناشر مکتبہ تعمیر حیات چوک رنگ محل لاہور)

یہ قوم اسلام کو ووٹ نہیں دے گی

”ساری عمر قرآن سنایا اب لاکھ وعظ کروں علامہ مودودی ہزار تقریریں کریں یہ لوگ تو قرآن کو ماننے کے نہیں۔ یہاں تو وہی چلے گا جو چل رہا ہے۔ کفر کفر سے لڑے گا...... کیمونسٹوں سے ہماری جنگ کیسی۔ اسلام اور اشتراکیت کا جھگڑا کیسا۔ میں تو پوچھتا ہوں کہ اسلام ہے کہاں جس سے کیمونزم کی جنگ ہوگی۔ یہ تو روسی کیمونزم کی امریکی امپیریلیزم سے جنگ ہے۔ بے شک روس کا نظام خسرۃ الآخرۃ سہی لیکن ہمارا (برطانوی) نظام تو خسرۃ الدنیا والآخرۃ ہے ؎

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

اب ہمارے والی بیماری مولانا مودودی کو ہوگئی ہے۔ ہم جس چٹان کی چوٹی پر کھڑے ہیں علامہ مودودی بھی اس پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ کاش کہ وہ ہماری حالت سے عبرت حاصل کرتے۔ قرآن سناتے سناتے جوانی گزر گئی۔ بڑھاپا

جا رہا ہے لیکن اس قوم نے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ اور حسین سے بڑھ کر کون ہوگا کہ نبوت کے ہونٹ جس کے ہونٹوں کو چومتے تھے سامنے فرات کے کنارے پر سوٴر اور کتے پانی پیتے تھے۔ لیکن حکومت الٰہیہ کے علمبردار کے لئے پانی کا ایک گھونٹ بھی میسر نہ تھا۔ ستر ہزار ووٹ موجود تھے ملے تو سب کے سب یزید کو اور ایک بھی نہ ملا تو حسین کو۔

آج آپ ۵ فیصدی سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو لاتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ۹۵ فیصدی غریب بے غیرت نہ ہوتے تو آج امیر ٹھکانے پر ہوتا۔ ان امیروں غریبوں سب نے مل کر قرآن سے انکار کیا۔ کالرا بل بنوایا کہ بہن کو حصہ نہیں دیں گے۔ باپ کا وارث صرف بیٹا ہی ہوگا۔ قرآن کے پورے ڈیڑھ رکوع کا قولاً اور عملاً انکار کیا۔ یہ سب کچھ ان کے اعمال ناموں میں درج ہے۔ قیامت کے روز ان کی شکلیں گدھوں کی ہوں گی۔ یہ اعمال نامے ان کی پشتوں پر لدے ہوں گے اور کہا جائے گا۔ اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا. اگر آسمان سے کوئی فرشتے اتر آئیں تو الگ بات ہے۔ ورنہ اگر قوم یہی ہے تو انشاء اللہ الیکشن کے بعد علامہ مودودی بھی وہیں ہوں گے جہاں آج ہم ہیں۔ یہ قوم اسلام کو ووٹ دے چکی اور آپ لے چکے۔ حضرت سید احمد بریلوی کے برابر ہم میں کون ہوگا۔ اپنے وقت کے غوث، قطب اور شریعت کے امام، اسلامی حکومت قائم کی۔ داروغہ سے اوپر تک سب عالم تھے۔ شریعت کا قانون نافذ کیا کہ نیکی کی جزا ملے گی بدی کی سزا ملے گی۔ لیکن ہوا کیا ایک ہی رات میں سب قتل کر دئے گئے اور صبح اٹھے تو ایک بھی باقی نہ تھا۔ یہ قصہ اب یوں نہیں ہوگا یہ ماننے کے ہیں نہیں۔ اور عذاب الٰہی ٹلے گا نہیں۔ بنی اسرائیل

کی طرح فیصلہ ہو چکا۔ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ۔

(’’خطبات امیر شریعت‘‘ صفحہ ۵۹ تا ۶۱۔ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریروں کا مجموعہ۔ مرتبہ جانباز مرزا۔ مکتبہ تبصرہ بیرون دہلی گیٹ لاہور)

احرار۔ جمعیۃ العلماء اور نیشنلسٹ

علماء کی طرف سے

قائداعظم، مسلم لیگ اور پاکستان

کے خلاف فتوے

ضمیمہ نمبر ۴

(۱)

مسلم لیگی کتّے ہیں

’’انتہا درجے کے تنگ دل اور متعصب فرقہ پرست تمہیں فرقہ پرست کہیں گے۔ ان کی پرواہ نہ کرو۔ کتوں کو بھونکتا چھوڑو۔ کاروان احرار کو اپنی منزل کی طرف چلنے دو۔ احرار کا وطن لیگی سرمایہ دار کا پاکستان نہیں۔‘‘

(صدارتی خطبہ چودھری افضل حق برموقعہ ڈسٹرکٹ احرار کانفرنس قصور۔ یکم دسمبر ۱۹۴۱ء)

(خطبات احرار صفحہ ۹۹ مرتبہ شورش کاشمیری۔ ناشر مکتبہ احرار لاہور۔ طبع اوّل۔ مارچ ۱۹۴۴ء۔ مطبع اتحاد پریس بل روڈ لاہور)

(۲)

مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سؤر

’’احرار کی شریعت کے امیر مولانا سید عطاء اللہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں۔ اور سؤر کھانے والے ہیں۔‘‘

پھر میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے۔ غصہ میں آکر ہونٹ چباتے جاتے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جینا اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔‘‘

(’’چمنستان‘‘ از مولوی ظفر علی خاں صفحہ ۱۶۵۔ طبع اوّل۔ پبلشرز یونائیٹڈ چوک انارکلی لاہور۔
طبع ثانی مکتبہ کارواں کچہری روڈ لاہور صفحہ ۱۰۱)

(۳)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر

۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء

براجلاس پنجاب مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس منعقدہ دہلی دروازہ لاہور

زیر صدارت مسٹر عبدالقیوم ممبر مرکزی اسمبلی

’’مولانا نے ہندو مسلم اتحاد پر بہت زور دیا اور مسلم لیگیوں کو آڑے ہاتھوں لیا اور پاکستان کی سکیم کا خوب مضحکہ اڑایا اور کہا کہ ہمیں بٹوارہ حقوق سے پہلے قربانیاں کرنی چاہیئے اور حقوق لاشوں کے تناسب سے طلب کرنے چاہیئیں۔ مسلمان جتنی زیادہ قربانیاں وطن کے لئے کریں گے اتنے زیادہ حقوق انہیں ملیں گے۔ آپ نے پاکستان کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ جو لوگ اس کے حامی ہیں وہ ملک سے نکل جائیں۔‘‘ (اخبار ’’ملاپ‘‘ لاہور ۱۷ جنوری ۱۹۳۹ء صفحہ ۲)

(۴)

قائداعظم۔ کافراعظم

’’مسٹر مظہر علی اظہر نے تو بھرے جلسہ میں ایک فی البدیہہ شعر بھی ارشاد فرمایا؎

اک ’’کافرہ‘‘ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ ’’کافراعظم‘‘ ہے کہ ہے ’’قائداعظم‘‘

(قائداعظم اور ان کا عہد صفحہ ۸۷۔ از رئیس احمد جعفری فروری ۱۹۶۲ء
ناشر مقبول اکیڈمی شاہ عالم گیٹ۔ مطبوعہ اشرف پریس لاہور)

(۵)

جسٹس محمد منیر اور ایم آر کیانی کی عدالت میں

مولوی مظہر علی اظہر کا اعتراف

''چونکہ قائداعظم روشن خیال آدمی تھے۔ اور مذہبی امور میں کسی نمود و نمائش کے قائل نہ تھے۔ اس لئے احرار نے ان کی اس خصوصیت سے ناواجب فائدہ اٹھا کر انہیں کافر کہنا شروع کر دیا۔ یہ شعر مولانا مظہر علی اظہر سے منسوب ہے۔ جو تنظیم احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں ؎

اک ''کافرہ'' کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ ''کافراعظم'' ہے کہ ہے ''قائداعظم''

مولانا مظہر علی اظہر نے ہمارے سامنے نہایت خیرہ چشمی سے یہ اظہار کیا کہ (قائداعظم کے متعلق) وہ اب تک اسی خیال پر قائم ہیں۔''

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت مقرر کردہ پنجاب ایکٹ ۲۔۱۹۵۴ء برائے تحقیقات فسادات پنجاب صفحہ ۱۱۔ انصاف پریس لاہور)

(۶)

صاحبزادہ فیض الحسن آلومہاری

تقریر بر اجلاس آل پاکستان پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کانفرنس
۱۵؍ جنوری ۱۹۳۹ء دہلی دروازہ لاہور
زیر صدارت۔ خان عبدالقیوم خاں ایم ایل اے مرکزی

’’ڈرانے والے کہتے ہیں کہ مسلمان کو ہندو کی چوٹی اور دھوتی سے خطرہ ہے۔ کیا میں دریافت کرسکتا ہوں کہ انگریز کی پتلون اور انگریزی سے مسلمان کو خطرہ نہیں؟ مسلمانو! غیر ملکی تہذیب کو ترک کردو۔ میں صاف طور پر اعلان کردینا چاہتا ہوں اس وقت قوم کی رہنمائی کرنے والے شملہ اور لنڈن کے اشاروں پر ناچتے ہیں ان سے بچو۔ مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے۔ اسلام خطرہ میں ہے کا نعرہ لگادیتے ہیں۔ اسلام خطرہ میں نہیں ہوسکتا۔ بلکہ شور مچانے والے خطرہ میں ہیں۔‘‘

(اخبار ’’ملاپ‘‘ لاہور ۱۷؍ جنوری ۱۹۳۹ء صفحہ ۸ کالم نمبر ۱-۲)

(۷)

مسلم لیگ فرقہ وارانہ جماعت ہے

’’موضع ترسکہ تھانہ جنڈیالہ میں احرار کانفرنس زیر صدارت مولوی محمد علی جالندھری ہوئی۔ مولوی بہاول حق قاسمی اور دیگر احرار لیڈروں نے تقریریں کیں۔ یونینسٹ پارٹی پر کڑی نکتہ چینی کی گئی۔ اور کانگرسی وزارتوں سے پنجاب کی موجودہ وزارت کا مقابلہ کر کے مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ آپ احرار میں شامل ہوجائیں کیونکہ مسلم لیگ ایک فرقہ وارانہ جماعت ہے۔ مقرر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو مسٹر جناح اپنی لڑکی کو تبدیلیٔ مذہب سے نہیں روک سکے وہ مسلمانوں کے حقوق کی کیا حفاظت کرے گا۔‘‘

(اخبار ’’نیشنل کانگرس‘‘ لاہور ۱۴؍ مارچ ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۳)

(۸)

آغا شورش کاشمیری

نے ۱۹؍جنوری ۱۹۳۹ء کو احرار پارک بیرون دہلی دروازہ لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

’’آج ہمیں گاندھی ٹوپی اور دھوتی سے ڈرایا جا رہا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسلام کو ہندوؤں سے خطرہ ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ ایسا کہنے سے ان لوگوں کا اپنا وقار۔ اور ان کے سفید آقاؤں انگریزوں کا وقار خطرے میں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر گاندھی ٹوپی مشرکانہ ہے تو ترکوں کے خلاف گیلی پولی کے میدان میں لڑ کر اور مسلمانوں کے سینوں کو گولی سے چھلنی کر کے میجر اور کپتانی کے خطابات حاصل کرنا کہاں کا اسلام اور شرافت ہے۔‘‘

(اخبار ’’نیشنل کانگرس‘‘ لاہور ۲۱؍فروری ۱۹۳۹ء صفحہ ۹ کالم نمبر۴)

(۹)

مسلم لیگ دین سے بے بہرہ جماعت جو اسلام کے نام پر الحاد و زندقہ پھیلا رہی ہے

اجلاس سہارنپور ۲۶؍اپریل ۱۹۴۳ء میں مجلس احرار اسلام کا ریزولیشن

’’کسی علاقہ میں محض مسلمانوں کی اکثریت یا افراد کے ہاتھوں میں حکومت کا

آ جانا۔ حکومتِ الٰہیہ کا مترادف نہیں۔ بلکہ ایسی شخصی یا جماعتی حکومتوں نے جو اسلام کے نام پر اپنی اغراض کی تکمیل کے درپے رہیں اسلام کے روئے روشن پر دھبہ لگایا اور دنیا کو اسلام سے متنفر ہونے کی گنجائش دی۔ مجلس کسی ایسے تجربہ کو دہرانے کے لئے مسلمانوں کی دین سے بے بہرہ کسی جماعت یا گروہ کے ہاتھ میں حکومت دے کر مطمئن نہیں ہوسکتی۔ اور وہ مسلمانوں سے پُرزور درخواست کرتی ہے کہ وہ اس بارے میں اپنی ذمہ داریوں کا فوری اور کلی احساس کریں اور اپنی نگاہ سے حکومت الٰہیہ کو اوجھل کر کے اسلام کے نام پر الحاد و زندقہ کے فروغ کا موقع نہ دیں۔"

("تاریخ احرار" از مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب صفحہ ۴۷۔ ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام پاکستان لاہور، ملتان۔ طبع اوّل ۱۹۴۱ء۔ طبع دوم مارچ ۱۹۶۲ء مطبع اشرف پریس لاہور "روداد اجتماع سہارنپور" مرتّب سید ابو معاویہ ابوذر بخاری۔ ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام پاکستان۔ لاہور۔ ملتان۔ طبع اوّل اگست ۱۹۶۸ء مطبع مسعود پرنٹرز لاہور)

(۱۰)

مسلم لیگ یزید کیلئے تختِ سلطنت بچھا رہی ہے

"جن مسلم لیگیوں اور کانگرسیوں کو سیاسی اور اقتصادی مساوات سے گھن آتی ہے وہ سن لیں کہ وہ ہمارے دینی بھائی ہیں نہ وطنی بھائی۔ بلکہ وہ لٹیروں کا ذہن رکھتے ہیں۔ ان کا اور احرار کا ساتھ نبھ نہیں سکتا۔ ہم سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ تم تقسیم ہند کے قائل ہو۔ ہم اس کا جواب دینے سے قبل سائل سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم دولت کی منصفانہ تقسیم کے قائل ہو؟ اگر قائل ہو تو پھر ہندوستان ایک طرف رہا ہم شہروں کی تقسیم

کے بھی قائل نہیں۔ لیکن ہم اس کے سخت خلاف ہیں کہ لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دے کر کسی یزید جیسے مسلمان کے لئے تخت سلطنت بچھایا جائے۔''

(''تاریخ احرار'' صفحہ ل۔م۔ از چوہدری افضل حق مفکر احرار ۱۹۴۱ء بحوالہ ''سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' از شورش کاشمیری صفحہ ۱۰۹۔ اشاعت ستمبر ۱۹۵۶ء اردو پریس لاہور۔ مطبوعات چٹان لاہور)

(۱۱)

مسلم لیگ کا پاکستان پلیدستان ہے اور لیگی نام نہاد مسلمان ہیں

''پاکستان کے متعلق ہر روز ہم سے ہماری پوزیشن پوچھی جاتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ ایسے پاکستان کو ہم پلیدستان سمجھتے ہیں جہاں خودغرضوں نے زراندوزی کی قابلیت کو معیار قرار دے کر دوسروں کو ضروریات زندگی سے محروم کر دیا ہو۔ ایسے اکھنڈ ہندوستان کو پاکھنڈ ہندوستان سمجھتے ہیں جہاں سوسائٹی میں سیاسی اور اقتصادی نابرابری ہو...... پاکستان کا ہر سرمایہ دار مدعی سمجھ لے کہ اسلام کسی وطنی اور جغرافیائی تقسیم کا قائل نہیں۔ مسلمان کا وہی وطن ہے جہاں اس کا ضمیر آسودہ اور مطمئن ہو۔ نماز اور روزہ کی تو ہر کفرستان میں بھی اجازت ہے۔ باقی سیاسی اور اقتصادی پروگرام جو مذہب کا جزو لاینفک ہے کہاں ہے؟ ایسا پاکستان جس میں مساوات اسلامی قائم ہو، مسلم اور غیر مسلم پر ظلم نہ ہو۔ بحیثیت انسان سب کو اقتصادی حقوق حاصل ہوں۔ جہاں مساوات نہیں وہاں پاکستان نہیں۔

پاکستان کا مدعی کہتا ہے کہ پاکستان میں مسلمان راج کرے گا۔ مگر بتاؤ وہ مسلمان کیسا ہوگا؟ سؤر کو جائز سمجھنے والا؟ غریب کو بھوکا ننگا دیکھنے کے باوجود روپیہ کو بینک میں رکھنے والا؟ اپنی لڑکی کو خوشی سے غیروں کے حوالے کرنے والا؟ وکیلوں کی طرح جھوٹ تصنیف کر کے سرمایہ فراہم کرنے والا تو نہ ہوگا؟ اگر یوں ہوگا تو سوچو کس مسلمان کو ایسے راہ سے دلچسپی ہوسکتی ہے؟ ہمیں اسلامی پروگرام کے باغی مگر نام نہاد مسلمانوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

اسلام کے باغی پاکستان سے ہم اس ہندو ہندوستان کو پسند کریں گے۔ جہاں نماز روزہ کی اجازت کے ساتھ اسلام کے باقی عدل وانصاف کے پروگرام مطابق نظام حکومت ہوگا۔ یعنی ہر شخص کو صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی زندگی کی پیروی میں محض ضروریات زندگی مہیا کی جائیں گی……

نظام اسلامی کو چلانا اور امراء وسلاطین کی لوٹ کھسوٹ سے لوگوں کو بچانا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مشن تھا۔ پس اگر محمد علی جناح اسلام کے اقتصادی اور سیاسی نظام کے خلاف کسی سرمایہ داری کے نظام کو چلائے تو نفع کیا۔ اور اگر جواہر لال اور گاندھی خلفائے راشدین کی پیروی میں سوسائٹی میں نابرابری کے سارے نقوش کو مٹاتے چلے جائیں تو بطور مسلمان کے ہمیں نقصان کیا؟''

(خطبہ صدارت احراری راہنما شیخ حسام الدین صاحب امرتسری تاریخ احرار صفحہ ۵۹، ۶۰۔
مؤلفہ چودھری افضل حق مفکر احرار۔ طبع دوم مارچ ۱۹۶۸ء۔ طبع اول ۱۹۴۱ء
ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام لاہور۔ ملتان۔ مطبع اشرف پریس لاہور)

(۱۲)

پاکستان میں بسنے والے احراری اب بھی پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں

تاج الدین انصاری سابق صدر مجلس احرار ’’تاریخ احرار‘‘ طبع دوم (مارچ ۱۹۶۸ء) کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

’’چودھری افضل حق کی زندگی ہی میں ایک بار...... یہ پروپیگنڈا کیا گیا تھا کہ احرار تو پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔ یہ دیکھ لیجئے ان کے لیڈر کی اپنی تحریر میں ’’تاریخ احرار‘‘ کے فلاں صفحہ پر واضح الفاظ میں یہ فقرہ موجود ہے...... مگر حق کبھی باطل سے دبا نہیں ہے۔ احرار کے جری اور بہادر رہنماؤں نے ہمیشہ حق بات کہی اور ہمت و مردانگی سے اس کی سزا بھی بھگتی۔ وقت پر مسلمانوں نے دشمن کے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر احرار کو جھٹلایا مگر وقت گزر جانے پر ساری قوم وہی بات دہرانے لگی جو احرار نے ابتداء میں کہی تھی۔‘‘

(’’تاریخ احرار‘‘ صفحہ ۴۲، ۴۳۔ مؤلفہ چودھری افضل حق۔ طبع دوم ۱۹۶۸ء۔ ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام۔ لاہور۔ ملتان۔ مطبع اشرف پریس لاہور)

پھر لکھتے ہیں:

’’کیا پاکستان مسلم لیگ کے نعروں اور دعویٰ کے مطابق اصلی اور حقیقی پاکستان

بن گیا ہے؟ ظاہر ہے کہ ان تمام سوالات کا جواب واضح اور مکمل نفی میں ہے۔ گویا احرار کا خدشہ آج واقعہ اور نا قابل تردید حقیقت بن کر سامنے آچکا ہے۔‘‘

(’’تاریخ احرار‘‘ صفحہ ۴۹۔ مؤلفہ چودھری افضل حق۔ طبع دوم ۱۹۶۸ء
ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام۔ لاہور۔ ملتان۔ مطبع اشرف پریس لاہور)

…………☆…………

جمعیۃ علماء دہلی و پنجاب

کی طرف سے فتوے

ضمیمہ نمبر۴

(۱)

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا فتویٰ (مسلم لیگ کے خلاف)

”مسلم لیگ جسے آج کل مسلمانوں کی واحد نمائندہ اسلامی جماعت کہا جا رہا ہے۔ اس کے چھوٹے بڑے قائدین کی زندگی ایسی سیاہ ہے جسے پڑھ کر ایک منصف مزاج یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مسلم لیگ کی تاریخ مسلمانان ہند کی پیشانی پر داغ ذلت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نام نہاد مسلم جماعت پر ان رعونت پسند سرمایہ داروں، جاہ پرست نوابوں اور دشمن اسلام برطانیہ کے خطاب یافتہ غلاموں کا قبضہ ہے جن کی زندگی کا نصب العین ہمیشہ سے برطانیہ اور اس کے حکام کی خوشنودی اور اس کے درباروں میں عہدہ طلبی ہے۔ ان کی زبانوں پر تو اسلام اور مسلمانوں کی ہمدردی کے منافقانہ نعرے ہیں مگر ان کے کارناموں میں غریب مسلمانوں کی ہمدردی کا نشان تک نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے اپنی امکانی کوششوں سے ہر موقعہ پر مذہب اسلام اور مسلمانوں کو سخت سے سخت نقصان پہنچائے ہیں۔ رہی ان کی انفرادی زندگی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت سے اسے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔“

”لیگ کی پالیسی نہایت ہی غلط ہے۔ اور اس کی رہنمائی بالکل گمراہی کی طرف لے جانے والی ہے۔ نہ وہ مذہبی معاملات میں قابل اعتبار ہے اور نہ سیاسی میدان میں لائق اعتماد۔“

پمفلٹ ”مسلم لیگ کے شاندار اسلامی کارنامے“ (صفحہ ۱ تا ۴ مرتبہ جمعیۃ علماء صوبہ دہلی۔ شائع کنندہ سید انظار الدین قاسمی۔ سن اشاعت ۱۹۴۶-۴۷ء)

(۲)

جمعیۃ علماء ہند اور دوسری کانگرس نواز جماعتوں کا فتویٰ

قائداعظم اور مسلم لیگ کے خلاف

’’مسلمانو! خدا کے لئے مسٹر جناح کی اس تقریر کو ایک سچے مسلمان کی طرح غور سے پڑھو۔ بار بار پڑھو اور فیصلہ کرو کہ جو شخص ڈنکے کی چوٹ قرآن کے حکم منسوخ کر دینے کا (نعوذ باللہ) دعویٰ کرتا ہو۔ جو شخص قرآن اور خدا کے حکم کو مٹانے کے لئے انگریزی حکومت کے خلاف شرعی قوانین کو اپنی تائید میں پیش کرتا ہو۔ جو شخص نئی تہذیب کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے علی الاعلان اسلامی شریعت کو تباہ کر دینا چاہتا ہو۔ جو شخص مذہبی قانون کو تکلیف دہ اور جنجال سمجھتا ہو اور اسے اسمبلیوں کے ذریعہ قانون بنوا کر مٹا دینا چاہتا ہو۔ جو شخص احکام خداوندی کو توڑ پھوڑ ڈالنے کا نام دے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ووٹ دے کر اسمبلیوں میں بھیجا جائے۔ عزیز بھائیو! مسلم لیگ کے قائد اور ان کے مسلم لیگی ساتھیوں کی اسی طرح کی بے شمار اسلام دشمنیوں کا تجربہ کرنے کے بعد جمعیۃ علماء ہند مجبور ہوئی کہ وہ صحیح خیال مسلمانوں کو متحد کر کے مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ بنوائے۔‘‘

(پمفلٹ۔ ’’مسٹر جناح کا اسلام اور اسکے خوفناک نتائج۔ شرعی قانون کی جگہ غیر شرعی قانون نافذ کرنے کی سازش۔ کیا مسلمان محمدی اسلام چاہتے ہیں یا جناحی اسلام۔‘‘ صفحہ ۳،۴۔ سن اشاعت ۴۷-۱۹۴۶ء منجانب:۔ اراکین سنٹرل مسلم پارلیمنٹری بورڈ۔ نامی پریس پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور)

(۳)

جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کا فتویٰ

’’وہ ایماندار مسلمان جو کسی خودغرضی سے نہیں بلکہ نیک نیتی اور سچائی کے ساتھ پاکستان کے شوروغل سے متاثر ہو کر اور اسے سچ مچ اس حقیقت اور مسلمانوں کے لئے مفید چیز سمجھ کر مسلم لیگ کے ہمدرد بن گئے ہیں۔ ہمیں بتائیں کہ کیا واقعی مسٹر جناح اور ان کے ساتھی (جن کے پریشان کن بیان آپ کے سامنے ہیں) پاکستان کے بارے میں سنجیدہ ہیں...... یاد رکھیئے کہ ریاکاروں اور عملوں کی بھیڑ کو اسلام کا اجتماعی نظام کہنا دین اسلام کی سخت بدنامی ہے۔‘‘

(پمفلٹ ’’پاکستان کیا ہے‘‘ صفحہ۴ شائع کردہ جمعیۃ علماء دہلی اندازاً ۴۷-۱۹۴۶ء۔ مطبوعہ ہمدرد پریس دہلی)

(۴)

اراکین مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ کا فتویٰ

(جمعیۃ علماء ہند اور دوسری کانگرس نواز جماعتوں کے متحدہ محاذ)

’’کرنل لارنس نے ملک عرب کو تقسیم کرا کر عرب قوم کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کا غلام بنا کر خوفناک مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ مسلم لیگ پاکستان کے نام سے ہندوستان کی تقسیم کرا کر اس کے مختلف حصوں کو ہمیشہ کے لئے انگریز کے پنجہ

آہنی میں پھنسا دینا چاہتی ہے۔ اس کے نعرہ اسلام اور مسلم لیگ سے بچو۔ ہمارا نعرہ"

"پاکستان انگریزی ایجنٹوں کا فریب ہے"

(پمفلٹ "آزاد ہندوستان میں آزاد اسلام۔ پاکستان انگریزی ایجنٹوں کا فریب ہے" صفحہ۴۔ ناشر اراکین مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ۔ نامی پریس پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور)

(۵)

مولوی عبدالحنان ناظم جمیعۃ العلماء پنجاب

مولوی عبدالحنان ناظم جمیعۃ العلماء پنجاب نے احرار پولیٹیکل کانفرنس (منعقدہ ۱۲/ مارچ ۱۹۳۹ء بمقام بیرون دہلی دروازہ لاہور) میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

"مسلم لیگ کی طرف سے یہ دعویٰ پیش کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع ہو جانا چاہیئے تو پھر وہ اپنا پروگرام پیش کریں گے۔ یہ اصول غلط ہے جب ملک میں کوئی کام ہوتا ہے تو اس وقت تنظیم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ پروگرام پیش ہو جاتا ہے اور قربانی کرنے والے میدان میں آجاتے ہیں۔ اسلام خطرہ میں نعرہ لگانے والے اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے قوم کو دھوکہ دیتے ہیں تاکہ قوم کا امپریلزم کے خلاف رجوع نہ ہو۔ اور برادران وطن کے ساتھ جنگ کر کے اپنی غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کریں جن لوگوں نے وطن کی آزادی کے لئے کام نہ کرنا ہو۔ وہ تنظیم کا بہانہ دے کر قوم میں افتراق وسیع کرتے ہیں۔"

(اخبار "نیشنل کانگرس" لاہور ۱۴/ مارچ ۱۹۳۹ء صفحہ ۹ کالم نمبر۲)

احرار اور سوشلزم کی کھلی تائید

اور

اسلام سے بیزاری کا اعلان

’’لوگ بجا طور پوچھتے ہیں کہ احرار کو کیا ہو گیا کہ مذہب کی دلدل میں پھنس گئے۔ یہاں پھنس کر کون نکلا ہے جو یہ نکلیں گے؟ مگر یہ کون لوگ ہیں؟ وہی جن کا دل غریبوں کی مصیبتوں سے خون کا آنسو روتا ہے۔ وہ مذہب اسلام سے بھی بیزار ہیں۔ اس لئے کہ اس کی ساری تاریخ شہنشاہیت اور جاگیرداری کی دردناک کہانی ہے۔ کسی کو کیا پڑی کہ وہ شہنشاہیت کے خس و خاشاک کے ڈھیر کی چھان بین کر کے اسلام کی سوئی کو ڈھونڈے تاکہ انسانیت کی چاک دامانی کا رفو کر سکے۔ اس کے پاس کارل مارکس کے سائنٹیفک سوشلزم کا ہتھیار موجود ہے۔ وہ اس کے ذریعہ سے امراء اور سرمایہ داروں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ اسے اسلام کی اتنی لمبی تاریخ میں سے چند سال کے اوراق کو ڈھونڈ کر اپنی زندگی کے پروگرام بنانے کی فرصت کہاں؟ سرمایہ داروں نے ان برسوں کی تاریخ کے واقعات کو سرمایہ داری کے رنگ میں رنگا۔ اور مساوات انسانی کی تحریک جس کو اسلام کہتے ہیں مذہبی لحاظ سے عوام کی تاریخ نہ رہی اور نہ اس میں کوئی انقلابی سپرٹ باقی رہی۔ عامۃ المسلمین، امیروں، جاگیرداروں کے ہاتھ میں موم کی ناک بن کر رہ گئے۔ اس وقت بھی وہ سب سے زیادہ مفلوک الحال مگر حال

مست ہیں۔ انہیں اپنے حال کو بدلنے کا کوئی احساس نہیں یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ خود علمائے مذہب انقلابی سپرٹ سے نا آشنا ہیں۔ اور وہ اب تک مذہب کی اموی اور عباسی عقائد کے مطابق تشریح کر رہے ہیں۔''

(''تاریخ احرار'' صفحہ ۱۷۶۔ از چودھری افضل حق مفکر احرار۔ طبع اوّل ۱۹۴۱ء۔ طبع ثانی مارچ ۱۹۶۸ء۔ ناشر ن مکتبہ۔ احرار اسلام پاکستان لاہور۔ ملتان۔ مطبع اشرف پریس لاہور)

پھر لکھا:

''اقتصادی مساوات کے بغیر ہندوستان میں امن اور آزادی ممکن نہیں۔ یا یہ ملک غلام رہے گا۔ اگر آزادی اور امن حاصل کرے گا تو سوشلزم کی بنیاد پر۔''

(''تاریخ احرار'' صفحہ ۷۶ مؤلّفہ چودھری افضل حق مفکر احرار طبع ثانی مارچ ۱۹۶۸ء۔ مطبع اشرف پریس لاہور۔ ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام لاہور۔ ملتان)

''اسلامی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھو سرمایہ داری حقیقی اسلام کو کھا گئی۔ سرمایہ داری ختم کرو گے تو اسلام زندہ ہو جائے گا۔''

(''تاریخ احرار'' صفحہ ۱۷۲)

''اسلام دراصل سوشلزم ہے''

(از چودھری افضل مفکر احرار۔ اخبار ''ملاپ'' لاہور ۱۶ر جنوری ۱۹۳۹ء صفحہ ۸ کالم نمبر ۴)

سوشلزم کے حامیوں کے خلاف فتاویٰ

ضمیمہ نمبر ۴

(۱)

مولانا احتشام الحق تھانوی

''کراچی ۲۲؍جنوری (اسٹاف رپورٹر) مولانا احتشام الحق تھانوی نے کہا ہے کہ اسلام کو کسی دوسرے نظام کے ساتھ پیوستہ نہیں کیا جاسکتا اور جن لوگوں کا خیال ہے کہ دین اسلام دنیا کے مادی اور معاشی نظاموں سے اعلیٰ نہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ اسلام کے رجسٹر سے اپنا نام کٹوالیں مولانا۔ غلام غوث ہزاروی کے اس حالیہ بیان پر تبصرہ کر رہے تھے جس میں انہوں نے مسٹر بھٹو کے اسلامی سوشلزم کی تائید کی تھی۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ یہ بیان نہ صرف یہ کہ انتہائی غیر ذمہ دارانہ اور اسلام کے خلاف ہے۔ بلکہ کسی ان پڑھ مسلمان سے بھی اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ہزاروی صاحب اگر اپنے بیان کے مطابق سوشلزم کے لادینی نظام سے ناواقف تھے تو ایک مسلمان اور عالم کی حیثیت میں کم از کم انہیں اسلام اور اس کے اقتصادی ومعاشی نظام سے تو بہر حال باخبر ہونا چاہیئے تھا۔ مولانا نے کہا کہ لفظ ''جمہوریت'' کے ساتھ اس کے حقیقی مفہوم اور مصداق کو متعین کرنے کے لئے اگر اسلامی یا غیر اسلامی کا لفظ لگایا جاسکتا ہے تو ''قیاس کرنا انتہائی غیر منطقی اور غیر اصولی ہے کہ سوشلزم اور کمیونزم کو بھی اسلامی اور غیر اسلامی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ لفظ جمہوریت باوجودیکہ ایک بامعنی لفظ ہے اس کا مفہوم اس وقت تک نہیں سمجھا جاسکتا جب تک سمجھانے کے لئے کوئی دوسرا لفظ

نہ لگایا جائے۔ مثلاً برطانوی جمہوریت، روسی جمہوریت، اشتراکی جمہوریت اور اسلامی جمہوریت کہنا بالکل بجا اور صحیح ہے۔ اس کے برخلاف سوشلزم، کمیونزم اور اسلام ہر ایک اپنی اپنی جگہ اپنے مفہوم میں مستقل ہے اور مصداق متعین کرنے میں کسی دوسرے لفظ کو لگانے کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ دینی اور ''دینی کی آمیزش، اسلام اور خلاف اسلام کو یکجا کرنے کے مترادف ہے۔ مولانا نے مزید کہا کہ اگر سوشلزم اور اسلام کے معاشی نظام کے اجزاء کسی جگہ ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوں تب بھی ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا کر استعمال کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسلام اپنے دامن میں دنیا کے مادی معاشی نظاموں سے اعلیٰ اور بہتر نظام نہیں رکھتا تو دین اسلام کو دین ہی کہنا صحیح نہیں ہے۔ اور جس کو دین اسلام میں ایسی کوتاہی نظر آتی ہو دوسرے نظاموں کے ساتھ پیوند لگانے سے بہتر یہ ہے کہ اس کو اسلام کے رجسٹر سے اپنا نام کٹوا دینا چاہیئے۔''

روزنامہ ''حریت'' ۲۴/جنوری ۱۹۶۹ء منقولہ پمفلٹ ''مسلمانوں کا مطالبہ اسلامی نظام''۔
ناشر شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ اتحاد العلماء مغربی پاکستان۔ لائل پور)

(۲)

مودودی صاحب کا فتویٰ

''جس زبان سے سوشلزم کا لفظ ادا ہو وہ زبان کھینچ لی جائے......سوشلزم زندہ باد کا مطلب اسلام مردہ باد کے سوا اور کچھ نہیں۔''

(''حریت'' کراچی ۱۶/مارچ ۱۹۶۹ء۔ بحوالہ ہفت روزہ ''بازار'' لائل پور مورخہ ۱۷/مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۵)

(۳)

مولانا قاری محمد شریف صاحب

ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام قصور

جنرل سیکرٹری جمعیت اتحاد القراء پاکستان

’’سوشلزم اور سرمایہ دارانہ نظام کا گمراہ کن نعرہ لگانے والے نہ صرف نظریہ پاکستان سے غداری کر رہے ہیں بلکہ وہ اسلام کی بھی صریح توہین کر رہے ہیں۔‘‘

(اخبار ’’کوہستان‘‘ لاہور ۷؍مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ۴ کالم نمبر ۶)

(۴)

ضیاء الحق عباسی

’’بھاشانی اپنے آپ کو مولانا نہ کہلائیں اس سے دین کی توہین ہوتی ہے...... بھاشانی اگر واقعی مولانا ہوتے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہوتے اور اسلام کو ضابطۂ حیات متصور کرتے۔‘‘

(اخبار ’’کوہستان‘‘ لاہور ۱۱؍مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ۲)

(۵)

محمد خالد بٹ سیکرٹری کراچی مسلم یوتھ فرنٹ

’’۔نے لاہور...... میں کہا ہے کہ سوشلزم کے علمبردار اسلام کے کھلے دشمن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ ناپاک جسارت کرنے والوں کی نشاندہی ہو جائے تو مسلمان ان ملحدوں کا وجود ختم کر دیں۔ انہوں نے سوشلسٹ عناصر کو متنبہ کیا کہ اگر انہوں نے اسلام دشمن سرگرمیاں بند نہ کیں تو اس سرزمین میں ان کا انجام بڑا عبرتناک ہوگا اوران کا نام ونشان تک مٹادیا جائے گا۔‘‘

(نوائے وقت لاہور ۲۰؍مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۲ کالم نمبر ۱)

جماعت اسلامی اور کمیونسٹوں کا گٹھ جوڑ

(حمید نظامی مدیر نوائے وقت لاہور)

’’کمیونسٹوں یا آزاد پاکستان پارٹی اور جماعت اسلامی میں کیا قدر مشترک ہے؟ ایک گروہ خدا کے وجود تک کا منکر ہے اور مذہب کو افیون سمجھتا ہے۔ دوسرے فریق کا نصب العین یہ ہے کہ ملک میں ایک ایسی حکومت قائم کی جائے جس کی بنیاد ہی مذہب پر ہو۔ یعنی اصولاً دونوں ایک دوسرے کے بدترین دشمن ہیں مگر کافی عرصہ سے ان دونوں میں گٹھ جوڑ ہے۔ یہاں تک کہ امیر جماعت اسلامی کے اعزاز میں جماعت اسلامی کے مرکز میں اس کے مرکزی دفتر کی طرف سے دعوت افطار دی جائے تو مہمانوں میں اکثریت کمیونسٹ کارکنوں کی ہوتی ہے۔ جو سرے سے نماز روزہ ہی کے قائل نہیں۔‘‘ (اداریہ اخبار ’’نوائے وقت‘‘ لائل پور ۲۷؍جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۳ کالم نمبر ۲-۳)

ڈاکٹر سر محمد اقبال کے خلاف فتویٰ

استفتاء

’’کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور حامیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک شخص اشعار میں آفتاب کو خدائی صفات کے ساتھ متصف کرے اور اس سے مرادیں طلب کرے، آخرت پر یقین نہ رکھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر سے استہزاء کرے۔ علمائے کرام اور پیرانِ عظام پر آوازے کسے اور انہیں بُرے خطابات سے یاد کرے۔ ہندوؤں کے ایک بزرگ کو جسے وہ خدا کا اوتار مانتے ہیں ’’امام‘‘ اور ’’چراغ ہدایت‘‘ کے الفاظ سے یاد کرے۔ اور اس کی تعریف میں رطب اللسان ہو۔ کیا ایسا آدمی اسلام پر ہے یا کفر پر؟ اس کے ساتھ لین دین، نشست برخاست اور ہر طرح کا مقاطعہ کرنا جائز ہے یا ناجائز اور نہ کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ بَیِّنُوْا وَتُوْجَرُوْا۔

اشعار حسب ذیل ہیں:

۱- اے آفتاب ہم کو ضیائے شعور دے
چشم خرد کو اپنی تجلی سے نور دے
ہے محفل وجود کا سامان طراز تو
یزدان ساکنان نشیب و فراز تو
ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو
زائیدگان نور کا ہے تاجدار تو

نے ابتداء کوئی نہ کوئی انتہاء تری
آزاد قید اوّل و آخر ضیاء تری

(ترجمہ گا تیری منتر)

۲- کہاں کا آنا کہاں کا جانا فریب ہے امتیاز عقبیٰ
نمود ہر شے میں ہماری کوئی ہمارا وطن نہیں ہے

۳- خصوصیت نہیں کچھ اس میں سے کلیم تیری
شجر حجر بھی خدا سے کلام کرتے ہیں

۴- غضب ہیں یہ مرشدانِ خود بین خدا تیری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

۵۔رام کی تعریف میں فرماتے ہیں:

اس دیس میں ہوئے ہیں ہزاروں ملک سرشت
مشہور جن کے دم سے ہے دنیا میں نام ہند
ہے رام کے وجود پہ ہندوستان کو ناز
اھل نظر سمجھتے ہیں اس کو امام ہند
اعجاز اس چراغ ہدایت کا ہے یہی
روشن تر از سحر ہے زمانے میں شام ہند
تلوار کا دھنی تھا شجاعت کا فرد تھا
پاکیزگی میں، جوش محبت میں فرد تھا

(المستفتی پیرزادہ محمد صدیق سہارن پوری)

فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسم پروردگار اور یزدان عرفاً مخصوص ذات جناب باری ہے۔ اور اوتار ہنود کے نزدیک خدا کے جنم لینے کو کہتے ہیں۔ اندریں صورت یزدان اور پروردگار آفتاب کو کہنا صریح کفر ہے علٰی ھٰذا خدا کے جنم لینے کا عقیدہ بھی کفر اور توہین موسیٰ علیہ السلام بھی کفر۔ اور توہین بزرگان دین فسق۔ لہٰذا جب تک ان کفریات سے قائل اشعار مذکور توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کر دیں۔ ورنہ سخت گناہ گار ہوں۔ ‘‘

(ابومحمد دیدار علی الخطیب فی مسجد وزیر خاں المرحوم۔ زمیندار ۱۵/ اکتوبر ۱۹۲۵ء منقولہ ’’ذکر اقبال‘‘ صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹
مؤلّفہ عبدالمجید صاحب سالک، سن اشاعت جون ۱۹۵۵ء۔
ناشر بزم اقبال ۲ نرسنگھ داس گارڈن۔ کلب روڈ لاہور۔ دین محمدی پریس بل روڈ لاہور)

اقبال اور مسلمان

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

(’’جواب شکوہ‘‘ بانگ درا۔ طبع اوّل ستمبر ۱۹۲۴ء طبع دوازدہم اگست ۱۹۴۸ء صفحہ ۲۲۶۔
ناشر شیخ مبارک علی اینڈ سنز تاجران کتب اندرون لاہوری دروازہ لاہور)

ابوالکلام صاحب آزاد کی نگاہ میں دوسرے مسلمان

’’یہودیوں کی مغضوبیت، نصاریٰ کی ضلالت، مشرکین کی بت پرستی، ائمہ مضلّین کی کثرت، دجاجلۂ فتن ودعاۃ بدعت کا احاطہ، اقتداء بغیر سنت، اھتداء بغیر ھدی الانبیاء، تفرق وتذھب مثل یہود، اور غلو واطراء مثل نصاریٰ، فتنہ شبہات یونان، اور فتنہ شہوات عجم، فتنہ تماثیل عبدۃ الاصنام اور فتنۂ قبور عاکفین کنائس، ان میں سے کوئی نحوست اور ہلا کی ایسی نہیں ہے جو مسلمانوں پر نہ چھا چکی ہو۔ اور کوئی گمراہی نہیں جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجہ تک اس امت میں بھی نہ پھیل چکی ہو۔ اہل کتاب نے گمراہی کے جتنے قدم اٹھائے تھے گن گن کر مسلمانوں نے بھی وہ سب اٹھائے۔ حتیٰ کہ لَوْ دَخَلُوْا حُجْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوْہُ کا وقت بھی گذر چکا اور آج ہم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ وہ وقت بھی کب کا آچکا کہ ’’یَلْحَقُ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنِ‘‘ اور ’’تَعْبُدُ مِنْ اُمَّتِیْ اَلْاَوْثَان‘‘ اور ’’حَتّٰی تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی‘‘ ہماری جانیں اور ہماری روحیں اس صادق مصدوق پر قربان کہ واقعی اور سچ مچ مسلمان مشرکوں سے ملحق ہو گئے اور دین توحید کا دعویٰ کرنے والوں نے بت پرستی کی ساری ادائیں اور چالیں اختیار کر لیں اور جس لَات اور عُزّٰی کی پوجا سے دنیا کو نجات دلائی گئی تھی اسی کی پوجا پھر سے شروع ہو گئی۔‘‘

(تذکرہ صفحہ ۲۷۸ مؤلّفہ ابوالکلام آزاد۔ ناشر کتابی دنیا لاہور۔

تاریخ تالیف اکتوبر ۱۹۱۹ء طبع دوم کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس لاہور)

تکفیر کا نشانہ بننے والے مظلوم

بزرگانِ امت

علمائے ظواہر کا

مستقل اور محبوب مشغلہ

تکفیر

ضمیمہ نمبر۴

’’علماء دنیا کو فقراء حق کی اذیّت ومخالفت کیلئے ہر عہد میں کسی نہ کسی آلۂ تضلیل وحیلۂ قتل کی تلاش رہتی ہے اور وہ ڈھونڈ ڈھانڈ کر نکال ہی لیتے ہیں، پھر جہاں کسی کو راہِ حق واصلاح میں سرگرم اور اپنی نفس پرستیوں کی راہ میں مخل دیکھا جھٹ وہی الزام اس کے سر تھوپ دیا اور عوام وحکومت دونوں کا فتنہ اسکے پیچھے لگا دیا ہر زمانے کے حالات اور عوام کے میلان واعتقاد کے مطابق یہ آلہ بھی ڈھلتا رہا ہے اور گو ہتھیار بدلتے رہے لیکن کاٹ سب کی یکساں رہی۔ اس زمانے کے الزام مہدویّت کا اندازہ تم اپنے زمانے کے بعض نام نہاد اور خود ساختہ مذہبی الزاموں سے کر سکتے ہو۔ گذشتہ نصف صدی میں علماءِ سُوء ودجاجلہ آخر الزمان نے ان الزاموں کے ذریعہ کیسے کیسے مظالم و شدائد مصلحین امت ومتبعین کتاب وسنت وداعیانِ دین الخالص پر نہیں کئے ہیں اور اس دنیا کی کونسی مصیبت ہے جو ان پر نہیں لائی گئی ہے؟ اب تو یہ فتنہ کچھ کچھ دب چلا ہے لیکن گذشتہ ساٹھ ستر برس کے اندر نہ صرف ہندوستان بلکہ اکثر بلادِ اسلامیہ میں جو حالت رہ چکی ہے، افسوس کہ تاریخ کا قلم اب تک اس سے آشنا نہ ہوا ورنہ شاید پچھلے عہد فتن ومظالم کی کتنی ہی سرگذشتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آتیں۔ اس فتنہ نے حق کی پامالی اور صلحاء امت کے قتل وغارت کے سارے ہتھیار اکھٹے کر دیئے تھے جہاں کسی کو کتاب اور سنت کا داعی اور بدعات ومنکرات سے کنارہ کش دیکھا جھٹ کہہ دیا کہ مِنۡهُمۡ۔ پھر بمجرد اس الزام کے گویا اس بدنصیب کا خون مسلمانوں پر حلال ہو گیا۔ یہود ونصاریٰ ومشرکین کو مسلمانوں کی بستیوں میں امن مل سکتا ہے لیکن اس بدبخت کیلئے کہیں پناہ نہیں۔ گھر سے بے گھر ان کو ہونا پڑا، مردود ومطعونِ خلائق وہ بنے، خدا کی عبادت گاہوں

کے دروازے ان پر بند کئے گئے، کفر کے فتووں کا بے خطا ہتھیار ان کے لئے حرکت میں آیا۔ حکومت وقت کو ان کے خلاف بھڑکایا گیا، کفار نے نہیں خود مسلمانوں نے ان کے خلاف سازشیں کیں۔ بغاوت کا الزام لگا کر کسی کی جان پھانسی کے تختے پر لی گئی اور کسی کو مدت العمر کیلئے کالے پانی بھجوا کر مسلمانوں نے جشن کئے حتی کہ جن مظلوموں نے جوار بیت اللہ و بیت الرسول کو ''مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا'' سمجھ کر کُفر زارِ ہند سے ہجرت کی، ان کو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ کبوتروں کے غول مسجد حرام میں بے غم اڑتے ہیں اور جانورانِ صحرائی کو اس دار الامن میں شکاریوں کی صید افگنیوں سے محفوظ کر دیا گیا ہے مگر افسوس کہ عُشّاقِ کتاب و سنت کیلئے وہاں بھی امن نہ تھا وہی خود ساختہ مذہبی الزام ان پر لگایا گیا عین جَوارِ حرم میں کسی مہاجر اِلی اللہ کے تازیانے لگائے گئے، کسی کو قید کیا گیا۔ کسی کا تمام مال و متاع مسلمانوں کے لئے مباح کر دیا گیا۔ جن لوگوں نے کفر و ظلم کی آبادیوں سے نکل کر اللہ کے گھر میں پناہ لی تھی ان کو وہاں سے بھی نکالا گیا۔'' (تذکرہ ابوالکلام آزاد صفحہ ۲۸۶ تا ۲۸۸)

''صرف ہندوستان ہی کی تاریخ دیکھ لی جائے اوائل شیوع اسلام سے آخر تک کوئی اہلِ حق ان فتنوں سے نہ بچا۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، شیخ الاسلام ملتانی، خواجہ بختیار کاکی خواجہ نظام الدین اولیاء (رضی اللہ عنھم) ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو وقت کے فقیہوں اور قاضیوں نے چین سے بیٹھنے دیا ہو کسی پر کوئی الزام لگایا کسی پر کوئی الزام۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے عہد کے شیخ الاسلام نے جب دیکھا کہ کچھ نہیں چلتی اور خلق اللہ پروانہ ہو رہی ہے تو ایک

فاحشہ عورت کو پانچ سو دینار کی لالچ دلا کر آمادہ کیا کہ برسرِ دربار خواجہ صاحب پر زنا کا الزام لگائے لیکن جب موقع آیا تو ان کی ہیبت حق نے مہلت نہ دی اور خود اس عورت نے ہی اصلی واقعہ ظاہر کر دیا بڑی جلن ان لوگوں کو اس بات کی ہوتی ہے کہ ہم شریعت کے مالک ہیں جب تک مسئلہ نہ بتلائیں نہ کسی کا غسل ٹھیک ہو اور نہ وضو، پھر کیا ہے کہ دنیا ہمیں چھوڑ کر دوسروں کی طرف جاتی ہے؟ ہم نے بھیک کی روٹیاں کھا کر دنیا جہان کی کتابیں چاٹ لیں لیکن پھر وہی مُلّا کے مُلّا، شیخ الاسلام اور قاضی القضاۃ بھی ہو گئے تو کیا ہوا؟ لوگ سہم کر ڈرنے لگے مگر دلوں کی عقیدت و ارادت تو نہ ملی، یہ کیا اندھیر ہے کہ ایک فقیر بے نوا پھٹی کملی اوڑھ کر کسی کھنڈر میں بیٹھ جاتا ہے ھدایہ کی چار سطریں سامنے رکھ دیں تو ہوش و حواس گم ہو جائیں قدوری اور کنز بھی پوری نہیں پڑھی اس پر عالمگیریوں اور جہاں ستانیوں کا یہ عالم کہ لاکھوں دلوں کا مالک! آبادیوں کی آبادیاں ہیں کہ سمٹی چلی آ رہی ہیں، افسوس ان بندگان نفس کو کون سمجھائے کہ کارخانۂ الٰہی کے تعزّز و تذلّل کا صرف وہی قانون نہیں ہے جو تم نے مولویّت و مشیخیّت کی مسندوں پر بیٹھ کر سمجھ رکھا ہے مدرسوں کی دماغ سوختگیوں کے علاوہ بھی کچھ کرنے کے کام ہیں اور شاید سارا دارومدار انہیں پر ہے اصلی طاقت عمل کی ہے نہ کہ مجرد علمی۔ ابن ماجہ کی روایت یاد آ گئی

”قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدَىٰ يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَآءَ مُظْلِمَةٍ“☆

(تذکرہ ابوالکلام آزاد حاشیہ صفحہ ۲۸۶، ۲۸۷)

”صرف اسی بات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مصلحین امت کو ہمیشہ کیسے کیسے علماء مکر و حیل اور قضات خون آشام سے سابقہ پڑا ہے؟ اور حکومت وقت کو مخالف

☆سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب من تُرجٰى له السلامة من الفتن۔

کرنے کے لئے کیسے کیسے بے پناہ حیلوں اور فریبوں سے ان کے خلاف کام لیا گیا ہے؟ کسی خاص شخص کے مہدی ہونے نہ ہونے کے اعتقاد کو اسلام کے عقائد سے کیا علاقہ؟ نہ یہ بناء فسق وتقویٰ ہے نہ معیار ایمان وکفر۔ اگر ایک شخص نے کسی داعی شریعت و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو مہدی مان لیا تو اس سے اس کے اسلامی عقائد میں کون سا فتور آ گیا؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہ انطباق علائم و آثار میں اس نے اجتہادی غلطی کی۔ اصل شے جو مطلوب شارع ہے وہ تو صرف ایمان باللہ وَ بِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللہِ ہے اور دیکھنا صرف یہ ہے کہ وہ متقین میں سے ہے یا نہیں ’’تلقین‘‘ کی تعریف قرآن نے اپنی پہلی سورت میں ہی بتلا دی۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ. وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ پس جو شخص ان چیزوں کا ایمان و عمل رکھتا ہے وہ اُولٓئِكَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِھِمْ وَاُولٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْن ۔ میں داخل ہے خواہ کسی کو مہدی تسلیم کرے خواہ دجّال۔ وَاِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقَاکُمْ ۔ البتہ یہ ضرور دیکھا جائے گا کہ جس شخص کو مہدی تسلیم کرتا ہے وہ متقی ہے یا مبتدع؟ اگر اس کی بدعات و محدثات یا اعمال غیر صالحہ ثابت ہوں گے اور یہ بھی ان کا مصدق اور پیرو ہوگا، تو بلا شبہ اس پر وہ حکم دیا جاوے گا جس کا وہ شرعاً مستحق ہوگا لیکن نہ بر بناء اعتقاد مہدویّت بلکہ بسبب عقائد و اعمال مُنکرہ۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو ایک جزئی مسئلہ میں اس کو غلطی پر سمجھ سکتے ہیں۔ تخطیہ کر سکتے ہیں۔ لیکن نہ تو بُرا کہہ سکتے ہیں اور نہ اس کے اسلام و ایمان میں شک کر سکتے ہیں۔

(تذکرہ۔ مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ ۶۹، ۷۰)

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ

پر کفر کا فتویٰ

ضمیمہ نمبر۴

''قیامت تک اس اُمّت میں جتنی بدیاں ہوں گی اُن تمام کا وبال صدیقؓ وفاروقؓ کی گردن پر ہے۔

''بنی تیم سے مراد ہے ابوبکرؓ، عدی سے عمر، بنی اُمَیّہ سے عثمان ومعاویہ، ویزید ومروان واولاد مروان۔ لَعۡنَتُ اللہِ عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡن۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے ایک حدیث منقول ہے، فرمایا عنقریب عثمانؓ کے بعد معاویہ اور اس کا بیٹا سلطنت پائیں گے پھر سات شخص اولاد حکم بن عاص سے یکے بعد دیگرے حکومت پائیں گے اور اس طرح ضلالت کے بھی بارہ امام پورے ہوجائیں گے، اور یہی وہ تھے جن کو رسول خدا نے اپنے منبر پر دیکھا، کہ اس امت کو برگشتہ کر رہے ہیں، دس تو ان میں سے بنی اُمیّہ سے ہوئے اور دو وہ (ابوبکرؓ، عمرؓ) جنہوں نے بنی اُمیّہ کیلئے حکومت کی بنیاد ڈالی اور ان دونوں کی گردنوں پر قیامت تک اس امت میں جتنی بدیاں ہوں گی ان سب کا وبال ہوگا''۔

(بحوالہ مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۵۷۴۔ از سنی شیعہ اتحاد کیلئے مخلصانہ اپیل، صفحہ ۲۶۔ منجانب صدر جمعیۃ محبین صحابہؓ محمد دین بٹ۔ چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور)

''سیدنا صدیقؓ وفاروقؓ اور ان کے ساتھیوں کا نفاق کفر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔''

سورہ بقرہ کی آیت ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ''اس سے مراد ابن ابی اور

اس کے اصحاب یا اوّل و ثانی ۔ (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) اور منافقین میں سے جوان کے ہمسر ہیں۔ جن کا نفاق اس کفر سے بڑھا ہوا ہے۔''

(مقبول قرآن امامیہ صفحہ۴۔ از سنی شیعہ اتحاد کے لئے مخلصانہ اپیل صفحہ ۲۶، ۲۷۔ منجانب صدر جمیعۃ محبین صحابہؓ محمد دین بٹ۔ چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور)

سیدنا ابوبکر صدیقؓ و سیدنا عمر فاروقؓ دوزخ میں قید ہیں

''تفسیر برہان۔ جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ جب میں کوفہ کی مسجد میں حضرت علیؓ کے پیچھے پیچھے پہنچا تو حضرت آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہے تھے، اور فرماتے جاتے تھے، قسم بخدا میں نہ مانوں گا، خدا کی قسم ایسا نہ کرونگا۔ واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے میرے مولا آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں فرمایا کہ اے جابر، اس وقت مجھے دکھایا گیا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) اور ان کے لشکر برہوت کے تابوت میں مقیّد ہیں اور عذاب پا رہے ہیں ان دونوں نے مجھ سے چیخ کر کہا کہ اے امیر المومنین ہم کو دنیا میں واپس بلایئے ہم آپ کی فضیلت وولایت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور میں نے وہ الفاظ کہے (جو تم سن رہے ہو)

(بحوالہ مقبول قرآن صفحہ ۲۵۹۔ از ''شیعہ سنی اتحاد کیلئے مخلصانہ اپیل'' صفحہ ۲۸۔ منجانب صدر جمیعۃ محبین صحابہؓ محمد دین بٹ۔ چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور)

''جعفریہ ایسوسی ایشن کی مصباح الہدایت جلد دوم صفحہ ۸۶ پر شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق صاف لکھا ہے، کہ یہ غیر مسلم، منافق، غدّار، خائن، آثم اور کاذب ہیں (بحوالہ شیعہ سنی کا شرعی نکاح) اور خواص کی روایت جو امام جعفر سے منقول

ہے وہ یہ ہے کہ ایک موقعہ پر جناب رسول خدا کو بھوک لگی تو آنحضرتؐ انصار میں سے ایک شخص کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا کہ آیا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ تو اُس نے عرض کی کہ ”یا رسول اللہ ہاں ہے“ اور ایک بکری ذبح کی اور اس کے گوشت کو مشوی کیا۔ (یعنی خالی تکّے آگ پر بھون لئے) جب آنحضورؐ کے سامنے رکھا تو آنحضرتؐ کے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ میرے ساتھ اس وقت علیؓ، فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ بھی ہوتے مگر اتفاق سے آ گئے اس وقت ابوبکرؓ و عمرؓ پھر ان دونوں کے بعد علی مرتضیٰ پہنچے، اور خدا نے یہ آیت نازل کی، یعنی یہ تمہارے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے بھی جو رسول اور نبی و محدّث گزرے ہیں ان میں سے کسی نے کوئی آرزو کی تو شیطان نے ان کی آرزو میں کوئی نہ کوئی اڑنگا لگا ہی دیا۔ جیسے یہاں اس نے اپنے دو ایجنٹ ابوبکرؓ و عمرؓ بھیج دیئے۔

(مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۶۷۴۔ از شیعہ سنی اتحاد کے لئے مخلصانہ اپیل
منجانب صدر جمعیۃ محبین صحابہؓ صفحہ ۲۹،۳۰)

قرآن مجید میں جہاں جہاں شیطان آیا ہے

اس سے مراد عمرؓ ہیں

”تفسیر قُمّی“ اور ”تفسیر عیاشی“ میں جناب محمد باقر سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں وَقَالَ الشَّیْطَانُ آیا ہے وہیں ثانی (عمرؓ) مراد ہے۔

(بحوالہ مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۵۱۲)

”تفسیر قُمّی“ میں جناب محمد باقر سے منقول ہے کہ قیامت کو ظالم اپنے

دونوں ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا کہ کاش میں رسولؐ کا راستہ اختیار کرتا سے مراد حضرت ثانی (عمرؓ) ہے۔......اَلشَّیُطَانُ۔ انہی حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی ثانی (عمرؓ) ہیں''۔ (بحوالہ مقبول قرآن امامیہ صفحہ۷۲۲)

''جناب رسول خدا نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ تو عمر بن خطاب یا ابوجہل ابن ہشام کے ذریعہ سے اسلام کو عزت دے تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''میں گمراہ کرنے والوں کو قوت بازو نہیں بناتا، مخالفین یعنی ناصبی اس بات کو ناز سمجھتے ہیں۔ لیکن خداتعالیٰ نے تو اُس سُسرے کا نام گمراہ کرنیوالی فہرست میں داخل فرما دیا۔ اور رسولِ خدا نے اپنی دعا میں اسے ہم مرتبہ ابوجہل فرمایا''۔

(بحوالہ مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۵۹۷۔ سنی شیعہ اتحاد کیلئے مخلصانہ اپیل صفحہ ۳۰، ۳۱۔
منجانب صدر جمعیۃ محبین صحابہؓ محمد دین بٹ۔ چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور)

صدیقؓ وفاروقؓ دونوں دوزخ کے بڈھوں کے سردار ہیں

''یار لوگوں نے آنحضرتؐ پر اتہام لگایا ہے اور ابوبکرؓ وعمرؓ کو سَیِّدَا کُھُولِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ بنایا مگر دروغ گورا حافظہ نہ باشد مثل صادق آئی یعنی جنت میں کوئی بوڑھا ہوگا ہی نہیں، پھر وہ سردار کس کے بنیں گے۔؟ قرینہ یہ چاہتا ہے کہ حضرت نے سَیِّدَا کُھُولِ اَھْلِ النَّارِ فرمایا ہوگا۔''

(مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۱۰۸۱۔ از سنّی شیعہ اتحاد کیلئے مخلصانہ اپیل۔ صفحہ ۳۸
منجانب صدر جمعیۃ محبین صحابہؓ محمد دین بٹ، چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور)

سیدنا فاروق منافقوں کے سردار تھے

''تفسیر قُمّی''، میں جعفر صادق سے منقول ہے...... صلح نامہ لکھتے وقت منافقوں کا نفاق اچھی طرح کھل گیا۔ ان سب کا سر گروہ عمر بن خطّاب تھا۔''

(بحوالہ مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۱۰۱۷۔ از سنی شیعہ اتحاد کیلئے مخلصانہ اپیل۔ صفحہ ۳۸
منجانب صدر جمعیۃ محبین صحابہؓ محمد دین بٹ، چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور)

ایمان سے زیادہ کفر کو دوست رکھنے والے معاذ اللہ صدیقؓ و فاروقؓ تھے

''تفسیر عیاشی'' میں امام باقر سے منقول ہے کہ اس آیت ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو بھی دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو دوست رکھیں۔ (توبہ آیت نمبر ۲۲) میں جو کفر آیا ہے، اس کے باطنی معنی ہیں اوّل و ثانی (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ فاروق) (بحوالہ مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۳۷۷) ''تفسیر عیاشی'' میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا۔ ترجمہ۔ یہی ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا، (سورہ ھود) سے مراد ہے قریش کے چار بادشاہ جو ایک دوسرے کے بعد ہوئے، قول صاحب ''تفسیر صافی'' چار بادشاہوں سے مراد ثلاثہ اور معاویہ ہیں۔

(مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۴۴۴۔ از سنی شیعہ اتحاد کیلئے مخلصانہ اپیل۔ صفحہ ۴۰، ۴۱۔
منجانب صدر جمعیۃ محبین صحابہؓ محمد دین بٹ۔ چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور)

سیدنا صدیقؓ وفاروقؓ معاذ اللہ اوران کے ماننے والے دوزخ میں ڈالے جائیں گے

’’خدا تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا قُــــــلْ یعنی تم اوّل وثانی (صدیقؓ وفاروقؓ) اوران کے پیرووں سے کہہ دو جب تم آلِ محمد پران کے حق کے بارے میں ظلم کر چکے تو یہ تمہاری حسرت تم کو آج کوئی نفع نہ پہنچائے گی اور عذاب میں تم ضرور ایک دوسرے کے شریک رہو گے۔‘‘

(مقبول امامیہ قرآن صفحہ۹۸۱۔ از سنی شیعہ اتحاد کیلئے مخلصانہ اپیل۔ صفحہ۴۱۔ منجانب صدر جمعیۃ محبّین صحابہؓ محمد دین بٹ۔ چوک شہید گنج لنڈا بازار لاہور)

’’وان الشیخین فارق الدنیا ولم یتوباولم یذکرا ماصنعا بامیر المؤمنین علیه السلام فعلیهما لعنة اللّٰه و الملائکة و الناس اجمعین‘‘

(شیعہ کتاب ’’فروعِ کافی‘‘ کتاب الروضة جلد۳ صفحہ۱۱۵۔ مصنفہ رئیس المحدثین ابی جعفر محمدؒ بن یعقوب الکلینی مطبع نولکشور)

’’روی عن ابی عبداللّٰه ان رسول اللّٰه اصابه خصاصة فجاء الٰی رجل من الانصار فقال له هل عندك من طعام فقال نعم یا رسول اللّٰه وذبح له عنا قا وشوّاه فلمّا دنٰی منه تمنّٰی رسول اللّٰهؐ ان یکون معه علیؑ وفاطمةؑ والحسنؑ والحسینؑ فجاء ابوبکر و عمر ثم جاء علیؑ بعد هما فانزل اللّٰه فی ذٰلك وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبیّ ولا محدّث الّا اذا تمنّٰی أَلقی الشیطان فی امنیتهٖ یعنی ابوبکر و عمر فینسخ اللّٰه ما یلقی الشیطان یعنی لمّا جاء علیؑ بعد هما ثم یحکم اللّٰه

آیا ته للناس یعنی ینصر اللہ امیر المومنین''۔

(شیعه تفسیر القُمّی تفسیر سورۃ حج زیر آیت وما ارسلنا من قبلك من رسولٍ ولا نبیٍّ الّا اذا تمنّی ألقی الشیطان فی اُمنیّتة فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان" صفحہ ۴۴۱، ۴۴۲۔ از ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم اَلقُمّی**)**

تفسیر قُمّی کے بارہ میں اس کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے:

"ھٰذا کتاب التفسیر الماخوذ کله من مهابط الوحی و التنزیل للشیخ الثقة الجلیل ابی الحسن علی بن ابراهیم بن هاشم القُمِّی شیخ روایة ثقة الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراہ الذی اکثر من الروایة عنه فی کتابه الکافی الذی هو اصحّ الکتب بعد القرآن و هو اوثق شاهد علی جلالة هذا الفقیه و امانته فی الدین و اجتماع وجوہ الفضل فیه علی الیقین و ناهیك ماقال عنه الشیخ النّجاشی طلب رَمُسُهٗ اوثق من الّف فی احوال الرجال......علیّ ابن ابراهیم هاشم القُمِّی ابو الحسن ثقة فی الحدیث ثَبُتٌ معتمد صحیح المذهب"۔

حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ پر فتویٰ

''ایک خاص فرقہ پیدا ہوا جس کو مؤرخین خوارج کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اس فرقہ کی اصل وہ گروہ ہے جس نے حضرت عثمان بن عفّانؓ کی مخالفت میں بغاوت کی۔ کیونکہ اسی گروہ نے ان کی چند باتوں کو ناپسند کیا اور اس بنا پر پہلے ان کے خلاف بغاوت کی پھر ان کو شہید کر دیا اس کے بعد جب ان لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کے ہاتھ پر بیعت کی تو ان میں اور امیر معاویہ میں ناچاقی بڑھانے کا بہت بڑا سبب بن گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے دو فرقوں میں جو تمام عالم اسلامی کا خلاصہ تھے۔ بہ مقامِ صفین سخت جنگ ہوئی۔ جب امیر معاویہ اور ان کے رفقاء نے قرآن مجید کو حَکَم بنانے کی دعوت دی تو یہ لوگ پہلے تو اس پر راضی ہو گئے لیکن بعد کو اس کو قابلِ اعتراض قرار دیا اور کہا کہ یہ کفر ہے ...... جن لوگوں نے امیر معاویہؓ کی حمایت کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عثمانؓ سے برأت نہیں کی اُن کو وہ لوگ خارج از ملّت سمجھتے ہیں اور ان سے لڑنا بھِڑنا جائز قرار دیتے ہیں حالانکہ جمہور اُمّت یہی لوگ ہیں۔''

(''تاریخ فقہ اسلامی'' از علاّمہ الخضری صفحہ ۲۳۷، ۲۳۸ مترجم عبدالسلام ندوی)

حضرت علی مرتضیٰؓ پر فتویٰ کفر

''فان الخوارج متّفقون علٰى كفره وهم عند المسلمين كلهم خير من الغلاة الذين يعتقدون اِلٰهيتهٗ اونبوّتهٗ بل هم الذين قاتلوه من الصحابة والتابعين خير عند جماهير المسلمين من الرافضة الاثنى عشريه الذين اعتقدوه امامًا معصومًا وابوبكر و عمر رضى الله عنهما ليس فى الامّة من يقدح فيهم الا الرافضة والخوارج المكّفرون لعلى يوالون ابابكر وعمر ويترضون عنهما والمروانية الذين ينسبون عليا الى الظلم ويقولون انه لم يكن خليفة يوالون ابابكر وعمر مع انهما

لَیُسَا من اقاربهم فکیف یقال مع هذا ان علیا نزهه الموافق والمخالف بخلاف الخلفاء الثلاثة ومن المعلوم ان المنزهين لهؤلاء اعظم واكثر وافضل وان القادحين فى على حتّٰى بالكفر والفسوق والعصيان طوائف معروفة وهم اعلم من الرافضة وأدين، والرافضة عاجزون معهم علمًا ويدًا فلا يمكن الرافضة ان تقيم عليهم حجة تقطعهم بها ولا كانوا معهم فى القتال منصورين عليهم والذين قدحوا فى علىّ رضى الله عنه وجعلوه كافرًا وظالمًا ليس فيهم طائفة معروفة بالردة عن الاسلام بخلاف الذين يمدحونه ويقدحون فى الثلاثة۔"

(منهاج السنة النبوية جلد۳ صفحہ۳، لابن تیمیّه طبع اولیٰ
مطبوعه الکبریٰ الامیریه بولاق مصر)

حضرت امام حسین علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ

یزید پلید نے بوجہ حضرت امام حسین کے انکار اطاعت کے علماء سے قتل کا فتویٰ طلب کیا۔ علماء نے آج کل کے علماء کی طرح شقاوت ازلی اور طمعِ نفسانی سے قتل کا فتویٰ دیا۔ تو بموجب فتویٰ علماء کے یزید پلید نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو مع آل واولاد بھوکا پیاسا دشتِ کربلا میں شہید کر دیا۔

(افضل الاعمال فی جواب نتائج الاعمال صفحہ۲۲)
(بحوالہ حربۂ تکفیر صفحہ۲۲ مطبوعہ ۶/اپریل ۱۹۳۳ء)

تین صحابہ کے سوا باقی سب صحابہ پر

کفر کا فتویٰ

’’کان الناس اهل ردّة بعد النبى صلى الله عليه وسلم واٰلهٖ اِلّا ثَلٰثة فقلت ومن الثلاثة فقال المقداد بن الاسود وابوذرغفارى وسلمان الفارسى‘‘۔

(شیعہ کتاب، فروع کافی کتاب الروضۃ جلد۳ صفحہ۱۱۵۔
مصنفہ رئیس المحدثین ابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی مطبع نولکشور)

حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور دیگر

ازواج مطہرات پر فتویٰ کفر

’’زنان پیغمبر کافر و منافق باشند مثلی برای ایشان بیان فرمود وکفر ایشان را در آن مثل برهر عاقل هویدا گردانید‘‘

(’’مستطاب حیٰوۃ القلوب‘‘ جلد۲ صفحہ۶۱۰‘‘ مؤلفہ علاّمہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب فروشی اسلامیّہ تہران)

’’مؤلف گوید که حق تعالٰی درایں آیات کریمه کفرو نفاق عایشه وحفصه را واتفاق ایشان را بر ایذا وضرار حضرت رسول بروجهی ظاهر وهویدا گردانیده که برهیچ عاقل مستور و مخفی نیست و درنهایت صراحت ایں آیات درکفر ایشان.‘‘

(’’مستطاب حیٰوۃ القلوب‘‘ جلد۲ صفحہ۶۱۰۔ مؤلفہ علاّمہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب فروشی اسلامیّہ تہران)

"آن دو ملعون و دو ملعونہ بایکدیگر اتفاق کردند کہ آن جناب را بزہر شہید کردند"۔

("مستطاب حیٰوۃ القلوب" جلد۲ صفحہ ۶۱۰۔ مؤلّفہ علّامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب فروشی اسلامیّہ تہران)

حضرت امام مالک پر کفر کا فتویٰ

"جعفر نے مدینہ پہنچ کر نئے سرے سے لوگوں سے بیعت لی۔ امام مالک کو کہلا بھیجا کہ آئندہ طلاق جبری (مُکْرِہ) کے عدم اعتبار کا فتویٰ نہ دیں کہ لوگوں کو بیعت جبری کی بے اعتباری و عدم صحت کے لئے سند ہاتھ آئے۔ امام سے ترک حق کی توقع کس قدر بے جا خواہش تھی۔ امام صاحب بدستور معاملۂ جبری کے عدم صحت کا فتویٰ دیتے رہے۔ سلیمان نے غضب ناک ہو کر حکم دیا کہ ان کو ستّر کوڑے مارے جائیں۔ امام دار الھجرۃ کو محکمہ امارت میں گنہگاروں کی طرح لایا گیا، کپڑے اتارے گئے اور شاہانہ امامت پر دستِ ظلم نے ستّر کوڑے پورے کئے۔ تمام پیٹھ خون آلود ہوگئی۔ دو ہاتھ مونڈھے سے اتر گئے اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو حکم دیا کہ اونٹ پر بٹھا کر شہر میں ان کی تشہیر کی جائے۔ امام صاحب بایں حالِ زار بازاروں اور گلیوں سے گزر رہے تھے اور زبانِ صداقت نشان بآواز بلند کہہ رہی تھی جو مجھ کو جانتا ہے وہ جانتا ہے۔ جو نہیں جانتا ہے وہ جان لے کہ مَیں مالک بن انس ہوں۔ فتویٰ دیتا ہوں کہ طلاق جبری درست نہیں [1]

(سیرت ائمہ اربعہ مرتبہ سیّد رئیس جعفری صفحہ ۲۹۳)

"امام مالک نے فتویٰ دیا کہ مُکْرِہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی جیسا کہ

---

[1] : ان واقعات کے لئے دیکھئے کتاب الامامہ جلد۲ صفحہ ۲۸۲۔ ابن خلدون جلد۲ صفحہ ۱۹۰۔

ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے۔

’’اِنَّ مالكًا لمّا ضُرِب وَحُلِقَ وَحُمِلَ عَلٰی بَعِیْرٍ فَقِیْلَ لَهٗ نَادِ عَلٰی نَفْسِكَ قَالَ، فَقَالَ اَلا مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا مَالِكُ ابْنُ اَنَسِ بْنِ عَامِرٍ الاَصْبَعِیُّ وَاَنَا اَقُوْلُ طَلَاقُ الْمُكْرِہِ لَیْسَ بِشَیْءٍ قَالَ فَبَلَغَ جَعْفَرَ ابْنِ سُلَیْمَانَ اَنَّهٗ یُنَادِیْ عَلٰی نَفْسِهٖ بِذٰلِكَ فَقَالَ أَدْرِكُوْهُ فَانْزِلُوْهُ‘‘۔

ترجمہ۔ یعنی امام مالک کو جب دُرّے مارے گئے اور ان کا سر اور داڑھی مونڈی گئی اور اونٹ پر سوار کئے گئے تو کسی نے کہا کہ آپ خود منادی کرو کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور مجھ کو یہ سزا ملی۔ کہا وَہب بنِ مُنَبہ نے پس فرمایا امام مالک نے سنوائے لوگو جو شخص مجھ کو پہچانتا ہو وہ تو پہچانتا ہے اور جو مجھ کو نہیں پہچانتا تو میں ہوں مالک بیٹا انس کا جو بیٹا تھا عامر اصبحی کا اور میں کہتا ہوں کہ مجبور کی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کہا وہب بن مُنَبہ نے پھر جعفر بن سلیمان کو یہ خبر پہنچی کہ امام مالک اپنے نفس پر یہ منادی کر رہے ہیں وہ بولا کہ پاؤ اس کو اور اونٹ سے اتار دو۔ انتھیٰ۔ اور اس کی غرض اس تعزیر سے یہ تھی کہ اس فتویٰ دینے سے امام مالک باز آویں اور امام مالک کو اس مسئلہ کے اشتہار کا موقع ملے گا۔ اس لئے حاکم نے کہہ دیا کہ جلد پہنچو اور اتار دو ایسا نہ ہو کہ یک نہ شد دو شد کا مصداق ہو جاوے۔‘‘

(بسوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی المرحوم صفحہ ۱۶، ۱۷ مطبع قرآن والسنۃ امرتسر)

حضرت امام ابوحنیفہؒ پر کفر کا فتویٰ

''حضرت امام ابوحنیفہؒ کو لوگوں نے جاہل بدعتی۔ زندیق کا لقب دیا۔ قید خانے میں حضور کو زہر دیا گیا جس سے آپ کی وفات واقع ہوئی (رسالہ تائید حق مصنفہ مولوی حسن علی صاحب) حضرت موصوف کے متعلق مولانا ابوالکلام صاحب اپنے اخبار الہلال نمبر ۲۲ جلد نمبر ۳ مورخہ ۲۶ ؍نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ نمبر ۱۶ کالم نمبر ۲ بحوالہ کتاب مجالس المؤمنین صفحہ ۳۸۱ پر یوں رقمطراز ہیں:

'' ایں نامہ بدست منصور و انیقی افتاد بر ابوحنیفہؒ متغیر شد و اُو را ایذاء داد کہ سبب وفات وے گشت''۔

ترجمہ۔ یعنی یہ خط منصور وانیقی کے ہاتھ پڑ گیا اور ابوحنیفہؒ پر وہ خفا ہو گیا اور ان کو ایسی تکلیف دی کہ جو ان کی وفات کی باعث ہوئی۔

دنیا کو یہ معلوم کر کے نہایت مایوسی ہوگی جب وہ سنیں گے کہ اس محبّ اہل بیت کا اجر امام موصوف کو کیا ملا۔ قاضی نور اللہ شوستری فرماتے ہیں:-

''شاہ اسمائیل قبر ابوحنیفہ کوفی را کہ دربغداد بود کند و عظام او را رابسوخت وسگے را بجائے او دفن نمود. وآں موضع را مزبلۂ اھلِ بغداد ساخت''۔

ترجمہ۔ یعنی شاہ اسمٰعیل نے ابوحنیفہ کوفی کی قبر کو جو کہ بغداد میں تھی اکھاڑا اور اس کی ہڈیوں کو جلایا اور ایک کُتّے کو اس کی جگہ دفن کیا گیا اور اس جگہ کو اہل بغداد کا پاخانہ بنایا گیا۔ مولوی ابوالقاسم صاحب بنارسی نے ایک کتاب موسومہ اَلْجِرحُ عَلٰی

اَبِیْ حَنِیْفَه شائع کی ہے اس کتاب سے بعض عبارات کو اباطیلِ وہابیہ میں نقل کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

ابوحنیفہ مرجیہ وجہمیّہ زندیق تھے اور مرجیہ اسلام سے خارج ہیں۔ لہذا حنفی بھی اسلام سے خارج ہیں رسالہ مذکور صفحہ ۶۰۹۔

ابوحنیفہ نے شرک کی جڑ قائم کی لہٰذا وہ مشرک ٹھہرے صفحہ ۱۷۔

ابوحنیفہ شیطان کا سینگ تھا صفحہ ۱۷۔ ابوحنیفہ کا طریق صریح خلاف قرآن ہے صفحہ ۱۷۔ ابوحنیفہ باغی تھا بغاوت ہی میں مرگیا صفحہ ۱۷۔ ابوحنیفہ کی تاریخ ولادت سگ ہے صفحہ ۱۷۔ ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی مسلمانوں میں رذیل اور منحوس نہیں گذرا صفحہ ۱۷۔

مولانا شبلی نعمانی مرحوم لکھتے ہیں۔ ’’حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قید میں رکھا گیا اور آخری تدبیر یہ کی گئی کہ آپ کو بے خبری میں زہر دی گئی اور جب آپ کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو آپ نے سجدہ کیا اور اسی حالت میں قضا کی۔‘‘

(سیرت النعمان مصنفہ شبلی مرحوم صفحہ ۶۳۔ تاریخ الخلافہ صفحہ ۱۴۱۔
بحوالہ تطہیر الاولیاء مع ملفوظات اولیاء مصنفہ میر مدثر شاہ گیلانی پشاور۔ مارچ ۱۹۴۷ء)

’’ایک دفعہ بہت سے خارجی امام صاحب کے گھر پر چڑھ آئے اور کہا کہ کفر سے توبہ کرو۔ امام صاحب نے کہا ہاں میں تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ خارجیوں کا اعتقاد ہے کہ گناہ کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے یعنی گناہ اور کفر ایک چیز ہے امام صاحب کا مطلب یہ تھا کہ جس چیز کو تم کفر سمجھتے ہو میں اس سے توبہ کرتا ہوں کسی نے ان (خارجیوں) سے جا لگایا کہ ابوحنیفہ نے تم لوگوں کو دھوکا دیا۔ ان کا مطلب اور تھا۔ خارجیوں نے امام صاحب کو پکڑا کہ تم نے تاویل کیوں کی۔ امام نے کہا

تم کو یقین ہے یا محض گمان کی بنا پر میری نسبت ایسا خیال کرتے ہو بولے کہ نہیں گمان ہی گمان ہے امام نے کہا تم کو خود توبہ کرنی چاہیئے کیونکہ خدا فرماتا ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔‘‘

(سیرۃ النعمان حصہ اول و دوم صفحہ۸۲۔ مؤلفہ شمس العلماء شبلی نعمانی)

’’امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت بے ادبی ہوئی۔ بعض نے جاہل بعض نے بدعتی بعض نے زندیق اور بعض نے کافر کہا۔ انکار کرنے عہدہ قضا سے آپ پر سختی ہوئی۔ خشت شماری کا ذلیل کام اُن سے کرایا گیا۔ آخر قید خانہ میں زہر دیئے گئے اور ماہ رجب ۱۵۰ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ قبل از دفن چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی پہلی مرتبہ کم و بیش پچاس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ دفن کے بعد بھی بیس دن تک لوگ جنازہ کی نماز پڑھتے رہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یوسف ابن خالد نے وتر کا مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا واجب ہے۔ اس فقیہ نے کہا کَفَرْتَ یَا اَبَا حَنِیْفَه اس کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا کہ أَیُھَوِّلُنِیْ اِکْفَارُكَ اِیَّایَ وَاَنَا اَعْرِفُ الْفَرْقَ بَیْنَ الْوَاجِبِ وَالْفَرْضِ۔ یعنی کیا تیرے کافر کہنے نے مجھے ڈرا دیا ہے۔ حالانکہ میں واجب و فرض کا فرق جانتا ہوں‘‘۔

(حربۂ تکفیر صفحہ ۲۲، ۲۳۔ مطبوعہ ۶؍اپریل ۱۹۳۳ء)

’’ایک دن مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ شاگردوں کا مجمع تھا۔ دفعۃً خارجیوں کا ایک گروہ مسجد میں گھس آیا لوگ بھاگ چلے امام صاحب نے روکا اور تسلی دی کہ ڈرو نہیں۔ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ ایک خارجی جو سب کا سردار تھا امام صاحب کے پاس آیا مستجیر ہیں اور خدا نے فرمایا ہے کہ

’’وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَأْمَنَهٗ ‘‘۔ یعنی مشرکین میں سے کوئی شخص اگر پناہ مانگے تو اسے پناہ دو تا کہ وہ خدا کا کلام سنے پھر اُس کو اُس کے مامن تک پہنچا دو خارجی اپنے سوا مسلمانوں کے تمام فرقوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں اور واجب القتل جانتے ہیں۔ اس موقع پر وہ اس نیّت سے آئے تھے کہ امام ابوحنیفہ اپنا عقیدہ بیان کریں تو کفر کا الزام لگا کر ان کو قتل کر دیں لیکن امام صاحب کے الزامی جواب نے ان کو بالکل مجبور کر دیا۔ چنانچہ اُن کے سردار نے ساتھیوں سے کہا کہ ان کو قرآن پڑھ کر سناؤ اور ان کے گھر پہنچا دو۔‘‘

(’’سیرت ائمۃ اربعہ‘‘ مرتبہ سید رئیس احمد جعفری صفحہ ۹۶)

’’بعضوں نے تو یہاں تک بیان کر دیا کہ اعلانیہ کھلے میدان میں جس کا نام ’’عتابین‘‘ کا میدان تھا کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کو کوڑوں سے پیٹا جاتا تھا۔ اور بات اسی پر ختم نہیں ہوگئی ہے۔ ان ہی بیان کرنے والوں نے ایسی روایتیں بھی پھیلا دی تھیں۔ جن کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ امام صاحب کے بدن سے کپڑے اتروا کر صرف پائجامے کے ساتھ پولیس والے ہاتھ میں بیڑیاں ڈالے جیل خانے سے ان کو باہر لاتے۔ پھر تماشہ دیکھنے کے لئے لوگوں کو عام دعوت دی جاتی۔ جب لوگ جمع ہو جاتے تو امام پر کوڑے لگائے جاتے، مارتے مارتے کھال اُدھیڑ دی جاتی حتی کہ امام کی ایڑیوں سے خون بہنے لگتا۔

اس حال میں پولیس کے یہی سپاہی امام صاحب کو بغداد کے سارے بازاروں میں خلیفہ کے حکم سے گشت کراتے امام صاحب روتے جاتے۔ ایک سے زیادہ دن تک

ان لوگوں کا بیان ہے کہ بغداد کے بازاروں میں یہی تماشا پیش ہوتا رہا۔ کوئی شبہ نہیں کہ ان اضافوں سے مظلومیّت کی تصویر کشی میں درد کی کیفیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔''

(حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی صفحہ ۴۲۶، ۴۲۷۔
ازعلامہ سیّد مناظر احسن گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ)

''کردری نے ایک دلچسپ بات لکھی ہے۔ یعنی ان کا بیان ہے کہ میں جن دنوں خوارزم میں تھا تو وہاں ایک ''**مجلدہ ضخیمہ**'' کی صورت میں ایک کتاب ''سیر الصالحین'' مجھے ملی۔ اس میں امام ابوحنیفہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ابوجعفر نے اُن کو زہر پلوایا لیکن اس کو خیال گذرا کہ زہر معدے سے جلدی سارے جسم میں نہیں پھیلے گا۔ اس لئے ستون میں باندھ کر اس نے حکم دیا کہ کوڑے سے امام کو پیٹا جائے تا کہ خون میں ملکر زہر سارے جسم میں کوڑے کی مار سے جلد پھیل جائے۔ پس یہی کیا گیا۔ امام صاحب پر زہر کا اثر فوراً مرتب ہوا۔ اور مر گئے۔ اور یہی نہیں اسی ''**مجلدہ ضخیمہ**'' میں کردری کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بھی میں نے پڑھا کہ امام صاحب مر گئے اور عوام الناس کی شورش کا ابوجعفر کو خطرہ محسوس ہوا تو وزیر کو بلا کر اس نے مشورہ لیا۔ رائے وزیر نے یہی دی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بدعتی عقائد رکھنے والا آدمی قبر میں کالے کتے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ پس مناسب ہے کہ امام کی لاش قبر سے نکال لی جائے اور ان کی جگہ ایک کالے کتے کو گاڑ دیا جائے۔ ابوجعفر کو یہی رائے پسند آئی۔ حکم دیا گیا کہ امام کی قبر کھودی جائے اور کالا کتا ان کی جگہ رکھ دیا جائے۔ لیکن امام ابوحنیفہ نے مرنے سے پہلے اپنے لوگوں کو وصیت کی تھی کہ پہلی رات میری لاش کو اس قبر میں نہ رہنے دینا جس میں گاڑا جاؤں۔ وصیّت کی تعمیل کرتے

ہوئے منصور کے آدمیوں سے پہلے امام کی لاش کو نکال کر لوگ لے جا چکے تھے۔ اب منصور کے آدمیوں نے امام کی قبر جو کھولی تو لاش غائب تھی۔ لوگوں کو حیرت ہوئی لیکن پھر بھی کہا گیا کہ کالا کتا جو مار کر لایا گیا تھا اسے امام کی جگہ دفن کر دیا جائے۔ صبح کو خبر پھیلائی گئی کہ قبر میں امام کی لاش نے کالے کتے کی شکل اختیار کر لی ہے۔ لوگ جمع کئے گئے اور قبر کھولی گئی۔ کتے کی لاش نکال کر پبلک کو دکھائی گئی۔ لیکن ٹھیک جس وقت یہ عمل ہو رہا تھا امام کے لوگوں نے آ کر خبر دی کہ امام کی لاش تو گھر میں ہے۔ قبر سے تو ہم لوگوں نے اس کو نکال لیا تھا۔ تب لوگوں کو محسوس ہوا کہ یہ حکومت کی کارستانی تھی۔ ابو جعفر دل میں بہت ذلیل ہوا۔‘‘

(حضرت امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی حاشیہ صفحہ ۴۵۶، ۴۵۷۔
ازعلاّمہ سیّد مناظر احسن گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ۔ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی نمبر۱)

حضرت امام شافعی پر کفر کا فتویٰ

’’یمن میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا اثر تھا۔ وہاں کے لوگ اور یمن کے آس پاس کے افراد آپ کی طلاقتِ لسان۔ حسنِ بیان۔ قوتِ استدلال۔ خوش خلقی۔ عالی نسبی اور جامع العلوم ہونے سے بے حد متاثر تھے۔ آپ دوسرے عمّال کو بھی ہمیشہ رشوت۔ ظلم۔ جانبداری اور کسی اثر کی وجہ سے فیصلے کرنے سے روکتے رہتے تھے۔ در پردہ ایسے بدنفس عمّال بھی آپ کے خلاف سازشوں میں حصہ لیتے رہتے تھے۔ مُطرف جو ایک عامل کی حیثیت رکھتا تھا اس نے بصیغۂ راز ہارون الرشید کو ایک عریضہ لکھا کہ اگر آپ یمن کی خیر چاہتے ہیں تو محمد ابن ادریس شافعی کو نکالئے اور سزا

دیجئے۔ اس شخص کا یہاں بڑا اثر ہے اور ہر ملک میں سادات کا خاندان پھر خلافت کا خواب دیکھ رہا ہے اور شافعی چونکہ خود ہاشمی ہے اسلئے قرینہ یہ ہے کہ ان کی اعانت بھی درپردہ سادات کو حاصل ہے یہ خط جب ہارون رشید کی پہنچا تو وہ آپے سے باہر ہو گیا فوراً میر منشی کو بلوایا اور حمّاد بربری کے نام بصیغۂ راز فرمان لکھوایا کہ محمد ابن ادریس شافعی اور تمام سادات کو گرفتار کر کے فوراً دارالخلافہ بھیج دو چنانچہ حمّاد نے فرمان پہنچتے ہی تعمیل کی۔ تمام سادات کو مع حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ گرفتار کر کے رقّہ ہارون رشید کے پاس بھیج دیا۔ رشید نے حکم دیا کہ دس دس سیّد روزانہ قتل کرتے رہو چنانچہ رشید کے سامنے روزانہ دس دس شہید کئے جاتے۔ ایک دن آپ کی باری آئی۔ آپ نے ایسی مؤثر اور پُر درد تقریر فرمائی جس سے رشید کانپ اٹھا اور اُس نے آپ کے قتل کے حکم کو منسوخ کرتے ہوئے آپ کو حراست میں رکھے جانے کا حکم صادر کیا۔“ (سیرت ائمہ اربعہ مرتبہ سیّد رئیس احمد جعفری صفحہ ۳۶۲)

”ابوعبداللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جن کا مکہ معظّمہ وطن رسول اللہ صلعم کے ہم نسب یعنی باپ کی طرف سے قریشی و مطلبی، ماں کی طرف سے ہاشمی ہفت سالہ عمر میں قرآن حفظ کیا۔ ان کو أَضَرُّ مِنْ اِبْلِیْسَ کہا۔ رفض کی طرف نسبت کر کے قید کیا اور ان کے مرنے کی دعائیں کیں۔ علماء عراق و مصر نے ایسی تہمتیں لگائیں کہ یمن سے دارالسلام (بغداد) تک بے حرمتی و بے عزتی سے قید کر کے بھیجے گئے۔ ہزاروں آدمی ملامت اور گالیاں دیتے جاتے تھے اور وہ ان میں سر جھکائے ہوئے تھے وفات ان کی رجب ۲۰۴ ہجری میں ہوئی۔“

(حربۂ تکفیر صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۶؍ اپریل ۱۹۳۳ء)

حضرت امام احمد بن حنبل پر کفر کا فتویٰ

''دین نبوی کا قیام ایک عظیم الشان قربانی کا طلب گار تھا وہ صرف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی جس کو سلطانِ عہد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے نہ تو بادشاہوں کے سامنے سر جھکایا اور نہ دنیا کے طلبگار علماء کی جانب اِلتفات فرمایا۔ بلکہ دینِ خالص کے قیام کے راستہ میں اپنے وجود کو قربان کر دینے اور تمام خلف اُمّت کے لئے ثبات و استقامت علی السنۃ والحق کا راستہ کھول دینے کے لئے حسب الحکم ''فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ'' اٹھ کھڑے ہوئے۔ مقابلہ کیا۔ وہ قید ہوئے۔ چار چار بوجھل بیڑیاں پہنائی گئیں پہن لیں۔ اسی حالت سے بغداد سے طرطوس لے جائے گئے۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہلنا دشوار تھا۔ عین رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بھوکے پیاسے روزہ دار کو تپتی ہوئی دھوپ میں بٹھایا گیا اور اُس مقدس پیٹھ پر جو علوم و معارف نبوۃ کی حامل تھی۔ پوری قوت سے کوڑے مارے گئے۔ ہر جلّاد پوری قوت سے کوڑے لگا کر جب تھک جاتا تھا تو تازہ دم جلّاد آ کر پیٹنے لگتا۔ تازیانے کی ہر ضرب پر جو صدا زبان سے نکلتی تھی وہ نہ تو جزع وفزع کی تھی نہ شور وفغاں کی بلکہ وہی صدا تھی جس کی بدولت یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ یعنی ''اَلْقُرْآنُ كَلَامُ اللهِ۔ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ''۔ یعنی قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے...... امام صاحب خود فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں مجھے اس قدر مارا گیا کہ جسم خون سے رنگین ہو گیا اور میں بے ہوش ہو گیا۔''

(سیرت ائمۃ اربعہ صفحہ ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵ مرتبہ سید رئیس احمد جعفری)

حضرت امام نسائی پر فتویٰ

''امام نسائیؒ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کئے تو وہاں کے غالیوں نے نہ صرف انہیں مارا بلکہ ان پر تشیع کا الزام بھی لگایا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کے بیان سے اس کی قطعی تائید ہوئی ہے چنانچہ وہ اس واقعہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا تھا کہ مجھے ان کے مناقب میں سوائے حدیث ''لَا اَشْبَعَ اللّٰہُ بَطْنَہٗ '' کے اور کوئی صحیح حدیث نہیں ملی۔ پھر کیا تھا لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ شیعہ کہہ کر مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔''

(بستان مترجم صفحہ ۱۹۸)

(''مؤلفین صحاح ستہ'' زیرادارت استاد محمد عبدہ الفلاح الفیروز پوری صفحہ ۶۷۔
ناشر ادارہ علوم عصریہ لائل پور)

حضرت امام بخاری پر فتویٰ کفر

''امام بخاری کہ از محدثین عظام و مصنف صحیح بخاری است کہ از اصحّ کتب است بعد از کتاب حق تعالیٰ چنانچہ گفتہ اند ان اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ کتاب محمد اسماعیل البخاری اورا از بخاری بیرون ساختہ بہ خرتنگ جلا وطن کردند باز خرتنگ بروتنگ کردند وسہ ہزار گمراہان شاہدان زندقہ بااوی گردیدند و شاہدی می دادند کہ اوزندیق است چونکہ بسیار بہ تنگ آمد از جناب حق تعالیٰ سائل گردید کہ ای بارِ خدا این بندگان گمراہان بر زمین مارا جائی نہ می دہند و تو خالق ہمہ جہان و مالک ہر مکان ہستی مارا

درجوارِ قرب خود جائی بدہ دعائیش مستجاب گشت روح ادرا قبض کرند و بجوار ملک اعلی بردند۔“
(”نظم الدرر فی سلك السير“ صفحہ ۱۶۷۔
مؤلّفه علّامه دهر و فهّامه عصر المعتصم بالله صفی اللہ صاحب مرحوم مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۵ھ)

”شیخ شبلی کہ در علم و عمل شہرتے تام داشت درمیان اولیاء معروف و بحسن خلق موصوف بود اہل آن زمان از فاجران و فاسقان بر کفر او شاہدان بودند۔“
(”نظم الدرر فی سلك السير“، صفحہ ۱۶۸
مؤلّفه علّامه دهر و فهامه عصر المعتصم بالله صفی الله مطبع فاروقی دہلی)

”امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بایں علم و فضل وطن سے نکالے گئے اور اُن کو بُرا کہنے والے مولوی اب تک موجود ہیں۔ قصور یہ تھا کہ علم کی توقیر قائم رکھنے اور سماع حدیث شریف میں ایک قوم کو خاص کرنے کے قائل نہ تھے۔ بخارا سے نکالے گئے اور اہل سمرقند کے استدعا پر سمرقند کو روانہ ہوئے جب یہ قریہ خرتنگ پہنچے تو اس امر کے معلوم ہونے پر کہ سمرقندی بھی ان کے اس بلدہ میں رہنے پر اختلاف کرتے ہیں بعد از نماز تہجد آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ ”اَللّٰھُمَّ قَدْ ضَاقَتْ عَلَیَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ“ یعنی خداوند زمین بایں فراخی مجھ پر تنگ ہوگئی۔ پس مجھ کو اپنی طرف لے لے سو اُسی ماہ میں بیمار ہو کر غرہ شوال ۲۵۶ھ میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً وَاسِعَۃً کَامِلَۃً ۱۲۔ از ترجمہ فارسی مشکوٰۃ شیخ عبد الحق ہدیہ مجددیہ صفحہ ۳۷۔

(حربۂ تکفیر صفحہ ۲۴ مطبوعہ ۶؍اپریل ۱۹۳۳ء)

حضرت شمس تبریز پر کفر کا فتویٰ

’’شمس تبریز ۱۲۴۴ء میں دوبارہ قونیہ پہنچے۔ راستے میں سلطان وُلدؒ بھی شمس کے ساتھ پیدل چلتے رہے۔ لیکن جلد ہی پھر شمس کی خفیہ مخالفت شروع ہوگئی۔ اب کے لوگوں نے مولانا کو پاگل اور شمس کو جادوگر قرار دیا۔ قونیہ کے ہر گلی کوچہ میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کیونکہ مولانا نے اب پھر تدریس و وعظ کا سلسلہ ختم کر دیا تھا اور رات دن پھر محفلِ سماع جمنے لگی تھی حتی کہ مولانا نے اپنے فقیہانہ کپڑے بھی اتار پھینکے تھے اور درویشانہ کلاہ سر پر رکھ لی تھی۔

شمس کی مخالفت میں اضافہ

جو لوگ مولانا اور ان کے خاندان سے حسد رکھتے تھے انہیں یہ بڑا اچھا موقع ہاتھ آیا۔ انہوں نے مولانا پر عجیب عجیب الزام لگائے یہ لوگ مولانا سے مختلف مسائل پوچھتے تھے اور محفل سماع کو خاص طور پر خلاف شریعت گردانتے تھے۔ شمس کو یہ لوگ کھلّم کھلاّ کافر کہتے تھے اور مولانا کے مندرجہ شعر گلی کوچوں میں پڑھتے تھے ؎

پیر من و مرید من دردِ من و دوائی من
فاش بگفتم ایں سخن شمسِ من و خدائے من‘‘

(مولانا رومؒ۔ از امتیاز محمد خاں صفحہ ۴۴، ۴۵۔ ناشر فیروز سنز لاہور)

’’شمس تبریز کی نسبت صرف اس قدر لکھا ہے کہ وہ رنجیدہ ہو کر کسی طرف نکل گئے اور پھر ان کا پتہ نہ لگا۔ لیکن اور تمام تذکرے متفق اللفظ ہیں کہ ان کو اسی

زمانے میں جبکہ وہ مولانا کے پاس مقیم تھے مولانا کے بعض مریدوں نے حسد کی وجہ سے قتل کر دیا‘‘۔

(سوانح مولوی روم۔ مؤلفہ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی مرحوم صفحہ ۳۱، ۳۲)

حضرت محمد بن ابراہیم شیرازی پر کفر کا فتویٰ

’’ان کی تکفیر کا سب سے بڑا سبب ان کا عام فہم طرزِ تحریر تھا چنانچہ ایک بار انہوں نے اپنے استاد میر باقر داماد کو خواب میں دیکھا اور ان سے کہا کہ حضرت میرے اور آپ کے عقائد تو ایک ہی ہیں لیکن میری تکفیر کی جاتی ہے اور آپ صاف بچ گئے آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر میر باقر داماد کی روح نے جواب دیا کہ میں نے بے شک فلسفے پر قلم اٹھایا لیکن میری تحریر کو صرف فلاسفر ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عالمانِ دین کی فہم سے وہ باہر ہے لیکن تم فلسفیانہ مسائل پر ایسی تحریر لکھتے ہو جن میں ہر مکتب کا مُلّا یا مسجد کا امام جو تمہاری کتابوں کو پڑھتا ہے سمجھتا ہے اور تمہاری تکفیر کرتا ہے۔‘‘

(حکمائے اسلام حصہ دوم۔ مؤلفہ مولانا عبدالسلام ندوی صفحہ ۳۱۵)

حضرت شیخ الاشراق شہاب الدین پر کفر کا فتویٰ

’’فقہا نے ان پر سخت لعن طعن کی وہ اس بحث و مناظرہ میں حکماء کے فضائل بیان کرتے تھے ان کی جانب سے مدافعت کرتے تھے ان کے مخالفین کی تردید کرتے تھے اور فقہاء کو مناظرے میں بالکل بند کر دیتے تھے۔ اس پر اُن کی کرامتیں مستزاد تھیں۔ اس لئے فقہا نے اُن پر کفر کا فتویٰ لگایا اور ان کو واجب القتل قرار دیا اور ان پر بہت سے الزامات لگائے جن میں سب سے بڑا الزام یہ تھا کہ وہ نبوت کے مدّعی

ہیں۔ اُن کی نسبتِ اس قدر شور وشغب ہوا تو ملک الظاہر نے ان کو طلب کیا اور بڑے بڑے مدرسین اور فقہاء اور متکلّمین کو بھی بلایا تا کہ خود اس بحث ومناظرہ کو سن سکیں۔ شیخ الاشراق نے بڑے زور شور سے مناظرہ کیا اور اس مناظرے میں اُن کے علم وفضل کو دیکھ کر وہ ان کا معتقد ہو گیا اور اُس نے اُن کو اپنے خواص ومقربینِ بارگاہ میں داخل کر لیا۔ اب فقہاء کا غصہ اور بڑھا اور انہوں نے اس کو ان کے قتل پر آمادہ کیا وہ اس پر راضی نہیں ہوا تو اُن کی تکفیر کا محضر تیار کر کے دمشق میں سلطان صلاح الدین کی خدمت میں روانہ کیا اور اس میں لکھا کہ اگر یہ شخص زندہ رہ گیا تو ملک الظاہر کے عقائد کو خراب کر دے گا اور اگر اس کو آزاد رہنے دیا گیا تو ملک کے جس حصے میں رہے گا وہاں کے لوگوں کے عقائد کو خراب کر دے گا۔ اس کے ساتھ اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں اس میں لکھیں۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے ملک الظاہر کے پاس قاضی فاضل سے ایک خط لکھوا کر بھیجا کہ شہاب الدین سہروردیؒ[1] کا قتل واجب ہے اور اُن کو کسی طرح سے آزاد نہیں رکھا جا سکتا۔ لیکن ملک الظاہر اب بھی ان کے قتل پر آمادہ نہیں ہوا تو اُس نے اس کو دوبارہ لکھا کہ اگر ان کو قتل نہ کیا گیا تو حلب کی حکومت اس سے چھین لی جائے گی۔

شذرات الذہب، تاریخ الحکماء شہرزوری اور طبقات الاطباء کی متفقہ روایت یہ ہے کہ ملک الظاہر شیخ الاشراق کا معتقد ہو گیا تھا اور اس نے ان کو صرف اپنے باپ سلطان صلاح الدین کے حکم واصرار سے قتل کیا لیکن ابن شدّاد نے سلطان صلاح الدین کی جو سیرت لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ملک الظاہر کو شیخ الاشراق کے کفر والحاد کا حال معلوم ہوا تو اس نے ان کو خود گرفتار کیا اور سلطان صلاح الدین کو اس کی اطلاع دی۔ سلطان صلاح الدین نے اُس کو ان کے

---

[1] یہ سہروردی سلسلہ کے بانی نہیں تھے اور شخصیت ہیں۔

قتل کا حکم دیا اور اس نے ان کو قتل کرادیا۔ ابن شدّاد نے اس کو سلطان صلاح الدین کی مذہبی خوش اعتقادی کا بہت بڑا کارنامہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ سلطان شعائرِ دین کی بڑی تعظیم کرتا تھا۔ معاد جسمانی کا قائل تھا اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ نیک لوگوں کو اپنے اعمال کے بدلے میں جنت اور بُرے لوگوں کو دوزخ ملے گی۔ شریعت میں جو کچھ آیا ہے اُس کی تصدیق کھلے دل سے کرتا تھا۔ فلاسفر معطلہ اور مخالفین شریعت سے بغض رکھتا تھا۔ چنانچہ اپنے بیٹے ملک الظاہر کو ایک نوجوان کے قتل کا حکم دیا جس کو سہروردی کہا جاتا تھا اور جس کی نسبت مشہور تھا کہ وہ شریعت کا مخالف ہے اور اس کا ابطال کرتا ہے...... اس کے لڑکے کو جب اس کے حالات معلوم ہوئے تو اس نے اس کو گرفتار کیا اور سلطان کو اس کی اطلاع دی اور اس نے اس کے قتل کا حکم دیا اور ملک ملک الظاہر نے اس کو ڈھونڈ کر قتل کرادیا۔''[1]

(حکمائے اسلام حصّہ دوم صفحہ ۵۵ تا ۵۷۔ مؤلفہ مولانا عبدالسلام ندوی۔ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۵۶ء)

''فقہی حیثیت سے شیخ الاشراق شافعی المذہب تھے لیکن جہاں تک عقائد کا تعلق ہے ان کی نسبت اختلاف رائے ہے۔ حلب کے اکثر لوگ تو ان کو ملحد اور بے دین سمجھتے تھے لیکن کچھ لوگ ان کو نیک صالح اور صاحب کرامات خیال کرتے تھے اور ان لوگوں کا بیان ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ایسی کرامتیں ظاہر ہوئیں جن سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔''

(''حکمائے اسلام'' حصہ دوم صفحہ ۵۸۔ مؤلفہ مولانا عبدالسلام ندوی)

---

[1] سیرت صلاح الدین لابن شدّاد صفحہ ۶

حضرت امام ابنِ قیّم پر کفر کا فتویٰ

’’آپ کو بھی امام ابن تیمیہ کی طرح بہت ایذا دی گئی۔ ایک اونٹ پر سوار کر کے شہر میں پھرایا گیا۔ بدن اقدس پر دُرّے مارے جاتے تھے پھر استاذ مکرم کے ساتھ اسی قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ جرم یہ تھا کہ آپ حضرت ابراہیم خلیلؑ کی قبر کی زیارت کے لئے شدِّ رَحیل کے قائل نہ تھے۔‘‘

(حیاتِ حافظ ابن قیّمؒ صفحہ ۱۰۴۔ تصنیف عبدالعظیم عبدالسلام شرف الدین ترجمہ وتحشیہ۔ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے)

حضرت امام ابن تیمیّہ پر کفر کا فتویٰ

علاّمہ ابن تیمیّہ فلسفیوں کا یہ عقیدہ نقل کرتے ہیں:

’’وَان العقل الفعّال مبدء لما تحت فلك القمر‘‘۔ عقل فعّال فلک قمر کے تحت جتنی چیزیں ہیں سب کی پیدا کرنے والی (بنانے والی) ہے۔

اس کے بعد کہتے ہیں:-

’’وهذا ایضًا کفر لم یصل الیه احد من کفار اهل الکتاب و مشرکی العرب وهٰؤُلاء یقولون ماذکره ابن سینا واتباعه کصاحب الکتب المضنون بها علی غیر اهلها ومن وافقهم من القرامطة والباطنیة من الملاحدة والجهال الذین دخلوا فی الصوفیة واهل الکلام کاهل وحدة الوجود وغیرهم‘‘۔

ترجمہ۔ یہ بھی کفر کی ایسی بات ہے کہ اہل کتاب اور عرب کے مشرکوں میں سے کسی کافر نے یہ بات نہیں کہی اور یہ لوگ (ایسی کفر کی باتیں) کہتے ہیں جو ابن سینا نے اور اس کے متبعین نے ذکر کی ہیں جیسے **المضنون بها علٰی غیر اهلها** کے مصنف (یعنی امام غزالی) اور ان کے ہم نوا قرمطی باطنی ملحدین اور وہ بے علم لوگ جو صوفیوں کے گروہ میں داخل ہو گئے ہیں یا اہل کلام کی گروہ میں جیسے وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔‘‘

(امام غزالی کا فلسفۂ مذہب و اخلاق صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳۔ تألیف ڈاکٹر سید حسین قادری ایم اے (عثمانیہ))

’’علامہ محمد بن شاکر کتبیؒ اپنی مشہور کتاب **نوات الوفیات** میں یوں رقمطراز ہے۔

”فأوصلوا الی الامراء امره واعمل کل منهم فی کفره فکره فرتبوا محاضر و البوا الرويبضة السعی بها بين الاكابر وسعوا فی نقله الی حضرة المملكة بالديار المصرية فنقل و اودع السجن ساعة حضوره واعتقل وعقدوا لاراقة دمه مجالس وحشدوا لذٰلك قومًا من عماد الذوايا وسکّان المدارس“ (نوات الوفیات مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹)

پس ان (علماء و فقراء) نے (متفقہ کوشش سے) آپ کا معاملہ حکام تک پہنچایا اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی فکر آپ کے کفر میں چلائی پس انہوں نے محضر نامے مرتب کئے اور عوام کو بھڑکایا کہ ان محضر ناموں کو بڑے بڑے لوگوں کے پاس جلد لے جائیں اور بہت کوشش کی کہ آپ کو دیار مصریہ کے دربار حکومت میں لے جائیں چنانچہ آپ وہاں لے جائے گئے اور حاضری کے ساتھ ہی قید خانہ میں ڈالے گئے اور

باندھے گئے (دشمنوں نے) آپ کی خونریزی کے لئے بھی مجالس مقرر کیں اور ہر قسم کے لوگ کیا گوشہ نشین (فقراء) اور کیا ساکنانِ مدارس (علماء) جمع کئے۔

شیخ الاسلام کے مصائب یہیں تک ختم نہ ہو گئے بلکہ ایک جگہ سے نکلے تو دوسری جگہ پھنسے اور وہاں سے چھوٹے تو تیسری جگہ بند ہوئے یہاں تک کہ آخری بار تو ایسے پھنسے کہ مرکر ہی چھوٹے۔ چنانچہ علاّمہ مذکور عبارت مذکورہ کے ذرا آگے فرماتے ہیں۔

"ثم لم يخل بعد ذلك من فتنة بعد فتنة ولم ينتقل طول عمره من مِحْنة الا الى محنة الى ان فرض بعد امره الى بعض القضاة فقلّد ما تقلد اعتقاله ولم يزل بمحبسه ذٰلك اِلى حين ذهابِهِ الى رحمة الله تعالٰى وانتقالهِ" (نوات الوفيات صفحہ۴۰)

ترجمہ۔ پھر اس کے بعد آپ ایک نہ ایک فتنہ میں ضرور مبتلا ہوتے رہے اور اپنی عمر میں ایک مصیبت سے نکل کر دوسری بلا میں واقع ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کا معاملہ ایک قاضی صاحب کے سپرد ہوا جنہوں نے اپنی قضا آپ کے باندھ لینے (قید کر دینے) ہی پر چلائی اور اپنے انتقال اور اللہ کی رحمت کی طرف چلے جانے تک اسی قید میں رہے۔

اسی طرح حافظ شمس الدین ذہبیؒ تذکرة الحفّاظ میں آپ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:-

" وقد امتحن واوذى مرّات و حبس بقلعة مصر والقاهرة والاسكندرية وبقلعة دمشق مرّتين و بها توفّى فى عشرين من ذى القعدة سنة ثمان وعشرين وسبعمائة فى قاعهِ معتقِلا "۔

(تذکرة الحفاظ جلد رابع صفحہ۲۸۹)

ترجمہ۔ (امام ابن تیمیّہؒ) بہت دفعہ امتحان میں پڑے اور ایذا دئے گئے اور مصر اور قاہرہ اور اسکندریہ کے قلعہ میں قید کئے گئے اور وہیں قاعہ (دمشق کے قلعہ) میں ۲۰ ذیقعدہ ۷۲۸ھ کو قید ہی میں فوت ہوئے۔"

("تاریخ اہلحدیث" صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰۔ از مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی)

"۷۲۶ھ میں امام صاحب نے استغاثہ و استعانت اور توسّل و زیارتِ قبور کے مسائل میں اسلام کی صحیح تعلیم اور سلف کے عقائد و اعمال کے مطابق فتویٰ دیا۔ اس پر علماء و فقہاء بگڑ گئے۔ انہوں نے اس فدائے کتاب و سُنّت کے خلاف کفر کا فتویٰ دے دیا اور قتل کی سزا تجویز ہوگئی۔ سلطان علماء کی معاندت سے اچھی طرح واقف تھا وہ امام صاحب کے خلاف کوئی قدم اٹھانا نہ چاہتا تھا۔ لیکن یہ فیصلہ چونکہ ملک کی عدلیہ کا تھا اور اس کا احترام لازم تھا۔ اس لئے ۶ر شعبان ۷۲۶ھ کو امام صاحب کو دمشق کے قلعے میں قید کر دیا گیا۔ ان کے ساتھ ان کے دونوں بھائی عبدالرحمٰن اور عبداللہ بھی تھے۔"

("امام ابن تیمیّہ" صفحہ ۵۶۔ مؤلّفہ ابوسلمان شاہجہانپوری، ناشر فیروزسنز)

منصور بن حلّاج پر کفر کا فتویٰ

اصل نام شیخ بن حلّاج ہے لیکن وہ اپنے باپ منصور کے نام سے مشہور ہیں۔ فارس کے شہر بیضا میں پیدا ہوئے سنِ ولادت معلوم نہیں حضرت جُنَید بغدادیؒ کے مرید تھے، ان کا آبائی پیشہ ندّافی تھا، زہد و تصوّف کے مدعی مگر بہت سے مؤرخ ان کو شعبدہ باز کہتے ہیں ان کا ہندوستان آنا بھی ثابت ہے۔ حالتِ جذب میں الوہیّت کے مدعی اور حلول کے قائل تھے۔ صوفیاء کہتے ہیں کہ وہ مسئلہ وحدت الوجود کو مانتے

تھے، حتی کہ اَنَـا الـحَـق کہتے تھے، اسی بنا پر بغداد کے خلیفہ مقتدر نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ اگرچہ ان کی گرفتاری ۳۰۱ھ میں اسی بناء پر ہوئی تھی، لیکن قتل ۳۰۹ھ بمطابق ۹۲۲ء میں واقع ہوا۔‘‘

(قاموس المشاہیر جلد نمبر۳ صفحہ ۲۳۴۔ مؤلفۂ نظامی بدایونی۔ مطبوعہ نظامی پریس بدایون۔ ۱۹۲۶ء)

حضرت حسین بن مصور حلاّج

’’۲۹۷ھ میں ابن داؤدالاصفہانی الظاہری کے فتویٰ کی بنیاد پر پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے۔ لیکن ٹھیک ایک سال کے بعد ۲۹۸ھ میں زندان سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے اور اہواز کے ایک مقام سُوس میں پوشیدہ طور پر رہنے لگے۔

۳۰۱ھ میں دوسری مرتبہ اُن کی گرفتاری عمل میں آئی اور آٹھ سال تک مسلسل اسیر زندان رہے، لیکن کسی ایک قید خانہ میں نہیں بلکہ بغداد کے مختلف اور متعدد جیل خانوں میں منتقل کئے جاتے رہے شاید اس لئے کہ کہیں پھر فرار ہونے میں کامیاب نہ ہوجائیں۔

۳۰۹ھ میں اُن کے مقدمہ کا آخری فیصلہ ہوا اور فیصلہ کیا گیا کہ ۱۸ ذی قعدہ کو ان کی زندگی ختم کردی جائے گی۔ اس طرح کہ انہیں کوڑے مارے جائیں، ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں ان کا سرتن سے جدا کردیا جائے۔ ان کے اعضا آگ میں جھلسائے جائیں اور اس کے بعد انہیں دجلہ کے پانی میں بہا دیا جائے اس حکم کی تعمیل کو کوئی نہ روک سکا۔

حلاّج کی جان اس جرم میں لی گئی کہ وہ ’’اَنَـا الحَق ‘‘ یعنی ’’مَیں خدا ہوں‘‘ کا نعرہ لگاتے رہتے تھے۔ اس قول سے ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ اِتّحادِ ذاتِ الٰہی کے قائل

تھے۔ یعنی اپنی ذات کو ذاتِ الٰہی میں گم کر کے ذاتِ الٰہی کا ایک جزو بن گئے تھے۔‘‘

(انوار اولیاء صفحہ ۱۸۰)

’’ایک فریق تو یہ کہتا ہے کہ وہ کافر اور زندیق تھے۔ کتاب وسنت کی رو سے سوائے اس کے کہ انہیں کافر کہا جائے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا‘‘

(انوار اولیاء صفحہ ۱۸۱۔ مرتّبہ ومؤلفہ سیّد رئیس احمد جعفری ندوی۔ مطبع علمی پرنٹنگ پریس۔
(زیر عنوان کیا منصور کافر تھے؟)

حضرت حسین منصور حلّاج

’’بعض ظاہری اصحاب نے آپ کو کفر سے بھی منسوب کیا۔‘‘

(اردو ترجمہ تذکرۃ الاولیاء در ذکر حسین منصور حلاج ؒ باب ہفتادم صفحہ ۳۵۰۔
مؤلّفہ حضرت مولانا شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)

’’لکھا ہے کہ اس حال میں پچاس شہروں میں گئے اور کسی شہر میں رہنا نہ ملا سب جگہ سے نکالے گئے آخر پھر بغداد آئے اور وہیں مقام کر دیا۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملے اور کہا کہ بڑی مہم درپیش ہے میری نظر سے کل موجودات غائب ہے۔ خود میں ایک بے تھاہ سمندر میں بھٹکتا پھر رہا ہوں حق یگانگی کا اظہار کرتا ہے اور منصور کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ حضرت شبلی نے سمجھایا اور نصیحت کی کہ دوست کے راز کو چھپانا چاہئے آپ پر اس بات کا بہت بڑا اثر ہوا اور بڑی کوشش سے اسرار کو چھپانے لگے لیکن یہ کہاں ممکن تھا، بہت ضبط کیا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دم **اَنَاالحَق** کا نعرہ شروع ہو گیا جس نے عوام اور خواص سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ علماء نے سمجھانا شروع کیا کہ یہ کفر کے کلمے ہیں۔ صوفیاء نے بھی ان کی ہمنوائی کی لیکن وہ جوشِ وحدت میں اپنے آپے سے نکل چکے تھے سوائے حق کے انہیں کچھ سجھائی ہی نہ

دیتا تھا یہ باتیں مطلق کارگر نہ ہوئیں بلکہ روز بروز حالت بڑھتی گئی ایک دن یہ قطعہ کہا ؎

اِنَّ مَــــنْ أَهْـــوَىٰ وَمَــــنْ اَهْـــوَىٰ أَمَـــا
نَــحْــنُ رُوْحَيْــنِ حَــلَــلْــنَــا بَــدَانَــا
فَـــاِذَا اَبْـــصَـــرْتَــنِــىْ اَبْــصَــرْتَـــهُ
وَاِذَا اَبْـــصَـــرْتَـــهُ اَبْـــصَـــرْتَـــنَـــا

ترجمہ۔ میں وہی ہوں جسے میں چاہتا ہوں اور جس کو میں چاہتا ہوں وہ میں ہی ہوں ہم دونوں دوروحیں ہیں جنہوں نے ایک قالب میں حلول کیا ہے اسی لئے جب تم مجھے دیکھتے ہو تو اسے دیکھتے ہو اور جب اسے دیکھتے ہو تو ہمیں دیکھتے ہو!

اب لوگ اور برہم ہوئے اور علماء ظاہر سے جا جا کر شکایت کرنے لگے کہ انہیں کیوں سزا نہیں دی جاتی۔ علماء نے صوفیہ سے صلاح ومشورہ کرنے شروع کئے اور آخر فتویٰ کفر منصور پر لگ گیا۔ صوفیہ سب رمزوں کو سمجھتے تھے اور حال منصور سے خوب واقف تھے لیکن شریعت کو بھی نہ چھوڑ سکتے تھے وہ خاموش رہے انہوں نے نہ اِدھر کی کہی نہ اُدھر کی لوگوں نے اُن کی خاموشی کو نیم رضا پر محمول کر کے منصور کو پکّا کافر سمجھ لیا لیکن منصور کافر بننے سے کیا ڈرتے تھے ان کا قول تھا ”اے متحیروں کے رہنما گر میں کافر ہوں تو میرے کفر کو بڑھا“ انہوں نے ان فتووں کی کچھ پروانہ کی اور پروا کیا کرتے انہیں خبر ہی نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے اسی طرح حق حق حق **اَنَا الحق** کہتے رہے یہاں تک کہ کفر کے فتوے سے قید اور قید سے فتوائے قتل کی نوبت آ گئی۔

زاہدِ گمراہ کے میں کس طرح ہمراہ ہوں
وہ کہے اللہ ھُو، اور مَیں کہوں اللہ ہوں

مخالفین نے کوشش کرنی شروع کی کہ کسی طرح منصور دار پر کھچ جائیں۔ علاّمہ ابوالعباس جوایک بڑے زبردست فاضل گذرے ہیں اُسی زمانہ میں مُفتی تھے اُن سے جا کر پوچھا کہ آپ منصور کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش رہے اصرار کیا گیا تو یہ کہا کہ اس شخص کا حال مجھ سے پوشیدہ ہے میں اس کی نسبت کچھ رائے نہیں لگا سکتا۔ جب یہاں سے مایوسی ہوئی تو خلیفہ مقتدر باللہ کے وزیر حامد بن عبّاس سے براہِ راست جا کر کہا اور مذہب کے ساتھ پولیٹیکل (ملکی) رنگ بھی دے دیا کہا کہ یہ شخص اپنے تئیں زمین کا مالک بتاتا ہے اور بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں جس سے سلطنت کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اس دعویٰ کے ثبوت میں کچھ جھوٹے سچے گواہ بھی پیش کر دیئے اور وزیر کو ایسا بھَرا کہ وہ بھی منصور کے درپے ہو گیا اور علماء سے ان کے قتل کے فتوے طلب کرنے لگا اوّل اوّل تو قسمت کچھ ٹلتی نظر آئی اور علماء یکا یک قتل کا فتویٰ دینے پر تیار نہ ہوئے لیکن مخالفت کی آگ بُری ہوتی ہے جنہوں نے منصور کا پیچھا پکڑ لیا تھا وہ فکر میں رہے اور ڈھونڈ بھال کے آخر منصور کی ایک ایسی تصنیف نکال لائے جس میں کچھ باتیں خلاف شریعت لکھی تھیں کیونکہ علماء نے کہا تھا کہ جب تک منصور کی کوئی تحریر خلاف شریعت نہیں دکھاؤ گے ان کے قتل کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا اب حامد وزیر نے علماء کو جمع کر کے وہ کتاب ان کے سامنے پیش کی اور منصور سے بُلوا کے پوچھا کہ یہ عبارت خلاف شریعت تم نے کیوں لکھی ہے؟ منصور نے جواب دیا کہ یہ عبارت میری اپنی نہیں ہے میں نے اسے فلاں کتاب سے نقل کیا ہے اس پر کہیں قاضی ابوعمر مکّی کی زبان سے نکل گیا ”او کشتنی میں نے تو وہ کتاب اوّل سے آخر تک پڑھی ہے میں نے

اس میں یہ عبارت نہیں دیکھی‘‘ بس کافی بہانہ مل گیا وزیر نے فوراً کہا کہ فتویٰ قتل ہو گیا قاضی صاحب نے منصور کو کشتنی کہہ دیا اب قاضی صاحب آپ فتویٰ لکھ دیجئے کہ منصور کا خون مباح ہے قاضی صاحب نے بہتیرا چاہا کہ بات ٹل جائے مگر وزیر منصور کے خون کا پیاسا ہو گیا تھا اس لئے انہیں مجبور کیا اور قاضی صاحب نے اس کی ناراضگی کا خیال کر کے فتویٰ لکھ دیا۔ جس پر تمام حاضر علماء نے دستخط کر دیئے۔ وزیر نے فوراً منصور کو تو قید خانے بھیج دیا اور قتل کی اجازت کیلئے کل روئداد خلیفہ کے سامنے پیش کر دی لیکن خلیفہ نے کہا کہ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ بغدادی جب تک منصور کو واجب القتل نہ لکھ دیں گے مَیں کوئی حکم صادر نہیں کروں گا۔ وزیر نے حضرت جُنید سے عرض کیا اوّل اوّل تو انہوں نے بھی اس معاملہ میں پڑنا مناسب نہ جانا لیکن آخر کار انہوں نے بھی صوفیانہ لباس اتار کر عالمانہ لباس پہنا اور لکھ دیا کہ **’’ظاہر کے لحاظ سے فتویٰ قتل دیا جاتا ہے لیکن باطن کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے‘‘**۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ منصور کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو انہوں نے اپنی اس حالت کے شروع شروع میں کی تھی کہ **’’میرے خون سے تو لکڑی لال ہو گی مگر تم کو بھی اس وقت لباس تبدیل کرنا پڑے گا‘‘** لیکن بعض کے نزدیک یہ واقعہ ہی غلط اور بے بنیاد ہے جس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ حضرت جُنید کا اس سُولی کے واقعہ سے پہلے انتقال ہو چکا تھا۔ بہر حال خلیفہ نے سال بھر تک حکم قتل کو معرضِ التوا میں ڈالے رکھا اور یہ پورا سال منصور کو قید خانہ میں کاٹنا پڑا۔‘‘

(سلسلۂ مطبوعات صوفی نمبر ۱۵۔ مشاہیر اسلام جلد اوّل صفحہ ۵۶، ۵۷۔
شائع کردہ صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ منڈی بہاؤالدین پنجاب)

حضرت امام غزالیؒ پر فتویٰ کفر

’’امام صاحب کے مخالفین کیلئے[۱] یہ ایک عمدہ دستاویز تھی۔ یہ لوگ سنجر کے دربار میں کتاب لے کر پہنچے۔ اور اس پر زیادہ آب و رنگ چڑھا کر پیش کیا۔ اس کے ساتھ امام صاحب کی اور تصنیفات کے مطالب بھی اُلٹ پلٹ کر بیان کئے۔ اور دعویٰ کیا کہ غزالی کے عقائد زندیقانہ اور ملحدانہ ہیں۔‘‘

(’’الغزالی صفحہ ۵۶۔ یعنی امام محمد بن محمد غزالی کی سوانح عمری مرتبہ علّامہ شبلی نعمانی۔ ناشر ایم ثناءاللہ خاں۔ ۲۶ ریلوے روڈ لاہور۔ طبع دوم ۱۹۵۲ء)

’’اختلاف اور مخاصمت کا جہاں تک تعلق ہے، امام غزالی بھی اس سے بچ نہیں سکے۔ بہت سے فقہاء اور اصحاب ظواہر، اور ارباب کلام تھے۔ جو اُن سے نفرت کرتے تھے۔ اُن کا عناد اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے تھے۔ اُن کی مخالفت کو سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ اُن پر طنز و تعریض کرتے تھے۔ ان کی تعلیمات پر شکوک و شبہات وارد کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے ان کے تصوف کو زندقہ قرار دیا اور کتاب کی تعلیمات سے بظاہر بغاوت اور سرکشی سمجھا‘‘۔

(اَنوارِ اولیاء زیرعنوان امام غزالی۔ صفحہ ۱۹۸۔ مرتبہ رئیس احمد جعفری ندوی مطبع۔ علمی پرنٹنگ پریس)

’’امام غزالی کی شہرت ملکوں ملکوں پھیل رہی تھی اس آڑے وقت میں وہ اسلام کی جو خدمت انجام دے رہے تھے وہ بلاشبہ بہت اہم تھی لیکن دنیا کا دستور ہے کہ سیدھی راہ بتانے والوں اور نیک لوگوں کے کچھ نہ کچھ دشمن ضرور پیدا ہو جاتے ہیں۔ امام غزالی کے بھی کچھ دشمن پیدا ہو گئے یہ دشمن اس وقت کے بناوٹی پیر اور دنیادار عالم تھے جو نیکوں کی صورت بنا کر اپنا مطلب نکالنے کے لئے بُری باتوں کو دین کا رنگ

---

[۱] : انہوں نے ’’منخول‘‘ نامی کتاب فقہ میں تصنیف کی تھی یہاں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

دے دیتے اور شاہانِ وقت، امراء اور عام لوگوں کو خوش کرنے کے لئے طرح طرح کے ڈھونگ رچاتے ہیں۔

امام غزالی نے ایسے بناوٹی پیروں اور دنیادار مولویوں کے فریب کے پردے چاک کر کے رکھ دئے تھے اپنی کتابوں کے ذریعہ ان کے کرداروں کو بے نقاب کر دیا تھا۔ اس لئے یہ لوگ ان سے کدورت رکھتے تھے۔

بادشاہ سے شکایت

ان لوگوں کو احساس تھا کہ ان کا اقتدار کم ہو رہا ہے اور اگر کچھ دن یہی حالت رہی اور اسی طرح اسلام کی صحیح ترجمانی کی جاتی رہی تو پھر لوگ ان کا نام بھی نہ لیں گے اس لئے سب نے مل کر بادشاہِ سنجر سے کہا کہ امام غزالی بے دین ہیں۔''

(امام غزالیؒ از اعجاز الحق قدوسی صفحہ ۴۲ تا ۴۴۔ ناشر فیروز سنز لاہور)

سب کو ہلاک اور قتل کر دیا جائے۔ کہتے ہیں اس حکم کے بعد مملکت میں سخت شورش برپا ہوگئی جسے لوگوں نے غزالی کی کرامت سے تعبیر کیا۔[۱]

ابو عبداللہ کا ایک خواب

ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ بن عبدالمومن مؤذن کا بیان ہے کہ محرم یا صفر کے مہینہ میں ایک خواب میں نے دیکھا کہ آفتاب مغرب سے برآمد ہوا ہے۔[۲] یہ خواب میں نے اسکندریہ میں دیکھا تھا۔ تعبیر پوچھی تو معبّر نے جواب دیا کہ مغرب میں کوئی بہت بڑی بِدعت رونما ہونے والی ہے چند روز کے بعد خبر ملی کہ تالیفات ابو حامد غزالی مریّہ میں نذر آتش کر دی گئیں۔[۳]

---

[۱] طبقات الشافعیہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۴ [۲] سبکی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ [۳] مریّہ اندلس کے اضلاع میں ایک بہت بڑا شہر ہے

قاضی عیاض کا فتویٰ

جن کی وفات مراکش میں ۵۴۴ھ میں ہوئی نے علی بن تاشفین کے بعد فتویٰ دیا کہ مؤلّفاتِ غزالی کو نذرِ آتش کردیا جائے۔

کتب غزالی کا مطالعہ حرام۔ جلا دینا واجب

ابوالحسن بن حرز هم معروف بہ ابن حرز ہم ہے یا ابن حزام مغربی نے کہ جن کا شمار رئیس فقہائے بلادِ مغرب میں ہوتا تھا فتویٰ دیا کہ احیاء العلوم کا پڑھنا حرام ہے اور اس کے نسخوں کا جلا دینا واجب ہے۔

یافعی کا بیان

۵۵۸ھ کے وقائع میں یافعی نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مؤلّفاتِ غزالی پر **قیل و قال** کا سلسلہ جاری تھا۔ فقہائے ناحیۂ جبال نے فتویٰ دیا کہ غزالی کی کتب کا پڑھنا حرام ہے اور ان کا جلا دینا واجب ہے۔

ایک عالم بزرگ **ابو الجدا** اسماعیل بن محمد حضرمی سے استفتاء کیا گیا کہ آیا غزالی کی کتابوں کا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

ابو الجَدا نے جواب دیا:

غزالی سید المصنفین ہے اور جیسا کہ ابن سمرہ نے بیان کیا ہے کہ فقہائے جبل فقہائے تہامت کے مخالف ہیں یہ واقعہ صاحب ایسان کے زمانہ کا ہے کہ بعض فقہائے

جہال نے زبیدی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا یہ سب جھوٹی کارفرمائی ہے اور طریق حق امور سے روگردانی۔‘‘

(غزالی نامہ ترجمہ رئیس احمد جعفری صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱)

حضرت ذوالنون مصری پر فتویٰ کفر

’’ذوالنّون مصری که از احبّاء و اولیاءِ حق تعالیٰ بود از مصر او را بیرون ساخته به بغداد راندند و اُو را قید کرده ومغلول ساخته شاهدان درسفر همراه اومی گردیدند و دیگر محب مسنون که درمحبت حق تعالیٰ مجنون بود گمراهان که با او عدات میکردند زنیٰ فاجره برشوت راضی کردند تا بگوید که سمنون معه یاران خود بمن می آید و باما زنا می کند مقدار یك سال درخانۂ خود مخفی بوده بیرون نمی آید‘‘۔

(’’نظم الدرر فی سلك سیر‘‘ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸۔
مؤلّفه علّامه دهر و فهّامه عصر المعتصم بالله ملّا صفی الله رحمة الله مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی)

حضرت ذاالنون پر کفر کا فتویٰ

’’وشیّعوا ذاالنّون المصری من مصر الی بغداد مقیّدًا مغلولًا وسافرمعه اهل مصر یشهدون علیه بالزندقة‘‘

(الیواقیت والجواهر جلداوّل صفحہ ۱۴۔ از حضرت عبدالوہاب شعرانی
مطبوعہ عباس بن عبدالسلام بن شقر ون مصر)

حضرت ذوالنّون مصری

’’بہت سے اہلِ مصر آپ کو بے دین کہا کرتے تھے اور بعضوں کو آپ کے کام کی نسبت حیرت تھی۔ جب تک آپ زندہ رہے۔ سب آپ کے منکر رہے۔‘‘

(ترجمہ تذکرۃ الاولیاء باب سیزدھم ’’درذکر ذوالنون مصریؒ ‘‘صفحہ ۱۰۶۔ مؤلّفہ مولانا شیخ فرید الدین عطارؒ)

حضرت تاج الدین سُبکی پر فتویٰ کفر

’’ورموا الشّیخ تاج الدین السبکی بالکفر‘‘

(الیواقیت والجواھر جلد اوّل صفحہ ۱۵۔ مصری۔ مطبوعہ عباس بن عبدالسلام بن شقرون)

حضرت سہیل تستری پر کفر کا فتویٰ

حضرت سہیل بن عبداللہ پر کفر کا فتویٰ

’’واخرجوا سھل بن عبداللہ التستری من بلدہ الی البصرۃ ونسبوہ الی قبائح و کفّروہ مع امامتہ وجلالتہ۔‘‘

(الیواقیت والجواھر جلد اوّل۔ الفصل الثانی۔ صفحہ ۱۴۔
از حضرت عبدالوھاب شعرانی۔ مصری۔ مطبوعہ عباس بن عبدالسلام بن شقرون)

’’سھل تستری کہ از اکابر بزرگان و محبّانِ حق تعالیٰ بود عالم زمان و امام دوران بود از شہر خود بیرون ساختہ بہ بصرہ راندہ بودند ونسبت کفر باُو میکردند‘‘

(’’نظم الدرر فی سلك السیر ‘‘صفحہ ۱۶۸۔ مؤلّفہ ملّا صفی اللہ صاحبؒ مطبع فاروقی دہلی)

عبدالقادر جیلانیؒ پر کفر کا فتویٰ

’’اپنے پروردگار سے برکت صالحین کا امیدوار علی بن سلطان محمد قاری لکھتا ہے کہ بعض حسّاد اور منافق رافضی جو ہمارے مولا وسیّد **تاج المفاخر قطب ربّانی، غوث صمدانی، سلطان الاولیاء و العارفین فی الملّة و الدّین عبدالقادر الحسنی و الحسینیؓ قدس الله روحه وفتح عَلَيْنَا فتوحهٗ** کے علو مرتبہ سے جاہل و محجوب ہیں کہتے ہیں۔ کہ آپ سید صحیح النسب نہیں تھے۔ اور بعض کوتاہ بینوں نے (جنہیں تحقیق خواص سے بہرہ نہیں) انہیں **اهل الضلال و الطغيان** کے موافق فتویٰ دے دیا۔‘‘

(’’حالات جناب غوث الاعظم‘‘ صفحہ ا۔ مؤلّفہ ابن وسیم قلمی نمود (یکم ستمبر ۱۹۳۱ء مکتبہ عزیزیہ کشمیری بازار لاہور)

حضرت شیخ القادر جیلانی عبد کے فرزند

عبدالسلام الرکن پر کفر کا فتویٰ

’’شیخ عبدالقادر جیلانی مشہور صاحب سلسلہ کے بیٹے الرکن عبدالسلام ایک صوفی منش اور فلسفیانہ مذاق کے بزرگ تھے اور اپنے مذاق کی کتابیں بھی بیحد جمع کی تھیں۔ دشمنوں نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ بیدین ہیں اور صفات باری کے منکر ہیں یہ الزام اس زمانہ میں بہت سخت تھا۔ کیونکہ مذہب تعطیل معتزلہ اور باطنیہ کی وجہ سے بدنام تھا۔ جس شخص پر تعطیل کا الزام قائم ہوتا وہ معتزلی سمجھا جاتا تھا، یا باطنی اور یہ دونوں فرقے اس زمانے میں کفر کا سرچشمہ خیال کئے جاتے تھے۔ چنانچہ یہ بیچارے

بھی اسی الزام میں دھر لئے گئے ۔ اور اُن کی کتابوں کی جانچ شروع ہوئی ۔ ان کے ہاں فلسفہ کی گمراہ کن کتابوں کا انبار لگا تھا ۔ فردقرارداد جرم ثابت ہوگئی ۔ خلیفہ ناصر نے حکم دیا کہ بمقام رحبر ان کی کتابوں کا ڈھیر لگا کر اس میں آگ لگادی جائے‘‘

(’’ابن رشد‘‘ صفحہ ۶۵ ۔ مؤلفہ مولوی محمد یونس صاحب انصاری ۔ مطبع معارف اعظم گڑھ میں چھپی)

ابوبکر نابلسی پر فتویٰ کفر

وشهدوا عليه بالزندقة

(اليواقيت والجواهر جلداوّل صفحہ ۱۵ ۔ مصری ۔ مطبوعہ عباس بن عبدالسلام بن شقرون)

’’ابوبکر نابلسی که اعلم زمان و افضل دوران بود و محکم برشریعت غرّا و واثق بر ملّتِ بیضاء بود از مغرب بمصر رانده بودند و گمراهان برزندقهٔ او شاهدی می دادند سلطان مصر فرمان کرد که پوست او برکشند و زنده او را مسلوخ سازند او را از پابسته سربزیر آویختند و پوست ازو می کشیدند و او تلاوت قرآن میکرد و بنحوی از خشوع وخضوع که قطع دلهائ سامعان کر دی‘‘ ۔

(نظم الدرر فی سلك سیر صفحہ ۸۶۸ ۔
مؤلّفه علّامه دهر وفهّامه عصر المعتصم با لله مُلّا صفی الله صاحبؒ مطبع فاروقی دہلی)

حضرت احمد الرّ اوندی پر کفر کا فتویٰ

’’احمد بن یحییٰ بن اسحاق البغدادی، المعروف بالراوندی (ابوالحسین) عالم متکلم، وصف بالالحاد والکفر و الزندقة ‘‘

(’’معجم المؤلّفین جزء ثانی۔ مصنفہ عمر رضا کحّالہ صفحہ ۲۰۰۔ مطبوعہ مکتبہ عربیہ دمشق ۱۳۷۶ھ۔ ۱۹۵۷ء)

حضرت شیخ ابومدین پر کفر کا فتویٰ

’’ورَمَوا الشیخ ابا مدین بالزندقه‘‘

(الیواقیت والجواھر جلد اوّل صفحہ ۱۵۔ مصری مطبوعہ عباس بن عبدالسلام بن شقرون)

ابوالحسن الشاذلی پر کفر کا فتویٰ

’’وشھدوا علیه بالزندقه‘‘

(الیواقیت والجواھر جلد اوّل صفحہ ۱۵۔ مصری مطبوعہ عباس بن عبدالسلام بن شقرون)

حضرت فخر الدین رازی پر کفر کا فتویٰ

محمد الرّازی ولادت ۵۴۳ھ۔ ۱۱۴۹ء۔ وفات ۶۰۶ھ۔ ۱۲۱۰ء

’’محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین بن علی التیمی البکری، الطبرستانی، الرازی الشافعی، المعروف بالفخر الرازی و بابن خطیب الری (ابوعبدالله فخر الدین ابوالمعالی) مفسر، المتکلم، فقیه، اصولی، حکیم، أدیب، شاعر ، طبیب، مشارك فی

كثير من العلوم الشرعية والعربيه. والحكمية والرياضية. ولد بالرى من أعمال فارس، ورحل الى خوارزم وما وراء النهر وخراسان، واخذ عنه خلق كثير وكان ذا ثروة و مماليك و اضرام ادبى الملوك، فسار الى شهاب الدين الغورى سلطان غزنة فبالغ فى اكرامه وحصلت له منه أموال طائلة واتصل بالسلطان علاء الدين خوارزم شاه فحظى لديه، وكان ينال من الكرامية وينالون منه سبًّا وتكفيرًا حتى قيل انهم سَمّوه۔“

(”المعجم المؤلفين الجزء الحادى عشر “صفحہ۷۹۔ مؤلّفہ، عمر رضا کحّالہ مطبع الترقی بدمشق)

”امام صاحب کی موت کا سبب بھی فرقہ کرامیہ کا بغض وعناد تھا۔ چنانچہ طبقات الشافعیہ اور اخبار الحکماء میں لکھا ہے کہ اسی فرقہ کے لوگوں نے امام صاحب کو زہر دلوایا اور اسی زہر کے اثر سے انہوں نے وفات پائی“۔

(حکمائے اسلام حصّہ دوم صفحہ۱۲۴۔ مؤلّفہ مولانا عبدالسلام ندوی)

حضرت ابوالحسن النّوری، حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت ابوحمزہ، حضرت رقام پر کفر کے فتوے

”منقول ہے کہ جب غلام خلیل اس گروہ کی دشمنی پر آمادہ ہوا تو ہر طرح سے ان سے لڑائی جھگڑا کرتا۔ آخر خلیفے کو جا کر کہا کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو سرود سنتے ہیں۔ رقص کرتے ہیں اور کفریات کہتے ہیں اور سارا دن تماشا کرتے رہتے ہیں اور تہہ خانوں میں پوشیدہ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ یہ لوگ بے دین ہیں اگر آپ ان کے

قتل کا حکم نہ دیں گے تو بے دینی پھیل جائے گی۔ کیونکہ یہی لوگ اس گروہ کے سردار ہیں اگر یہ نیک کام آپ کے ہاتھ سے ہو جائے تو اس کے ثواب کا میں ضامن ہوں۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ سب کو بلاؤ چنانچہ ابوحمزہ، رقام، شبلی، نوری اور جنید علیہم الرحمۃ بلائے گئے اور ان کے حلقہ اُن کے مرید بھی آئے۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ ان سب کو قتل کر دو۔ جلّاد نے تلوار سونت کر رقامؒ کو قتل کرنا چاہا تو جلدی سے ہنسی خوشی نوری رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور کہا کہ پہلے مجھے قتل کرو۔ امراء یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہنے لگے اے بے خبر! تلوار ایسی چیز نہیں کہ اس کے بارے میں جلدی کی جائے اور ابھی تیری باری بھی نہیں آئی۔ فرمایا میرا طریقہ ایثار پر مبنی ہے اور سب سے عزیز چیز زندگی ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ چند دم بھی اپنے اس بھائی کے عوض خرچ کر دوں تاکہ میری عمر بھی قربان ہو کیونکہ میرے نزدیک زندگی کا ایک دم بھی آخرت کے ہزار سے بہتر ہے اس واسطے کہ دنیا خدمت کا مقام ہے اور آخرت قربت کا مقام ہے اور قربت خدمت ہی سے حاصل ہوتی ہے خلیفہ آپ کا انصاف اور قدمِ صدق دیکھ کر حیران رہ گیا اور حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ اور قاضی سے پوچھو۔ قاضی کو حکم دیا کہ ان کے بارے میں غور کرو۔ قاضی نے کہا بغیر حجت انہیں منع نہیں کر سکتے۔ قاضی کو معلوم تھا کہ جنیدؒ تو علوم میں کامل ہے اور نوریؒ کا کلام بھی اس نے سنا ہوا تھا اس نے کہا کہ اس دیوانہ مزاج یعنی شبلیؒ سے کچھ پوچھنا چاہیئے کیونکہ وہ جواب نہیں دے سکے گا سوال کیا کہ بیس دینار کی کتنی زکوٰۃ دینی چاہئے شبلی نے فرمایا ساڑھے بیس دینار۔ پوچھا یہ کس نے کیا ہے؟ فرمایا صدیقؓ نے کہ چالیس ہزار دینار دئے اور واپس کچھ نہ لیا۔ پھر فرمایا کہ آدھا دینار کیسا؟ فرمایا یہ جرمانہ کے واسطے کہ کیوں بیس درم اس نے اپنے پاس جمع رکھے۔ پھر نوریؒ سے کوئی

مسئلہ پوچھا تو آپ نے بھی جھٹ جواب دیا قاضی کھسیانا سا ہو گیا تو نوری نے فرمایا قاضی صاحب آپ نے یہ تو سب کچھ پوچھ لیا۔ لیکن کچھ بھی نہیں پوچھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں کہ ان کا قیام۔ حرکت اور سکون اسی سے ہے۔ سب اسی سے زندہ ہیں۔ اسی سے گویا ہیں۔ اسی کے مشاہدہ میں قائم ہیں اگر ایک لحظہ بھی مشاہدہ حق سے رک جائیں تو ان کی جان نکل جائے۔ اسی سے سوتے ہیں۔ کھاتے ہیں۔ پکڑتے ہیں۔ دیکھتے ہیں سنتے ہیں اور اسی سے رہتے ہیں علم یہ تھا نہ کہ وہ جو آپ نے پوچھا۔ قاضی یہ کلام سن کر حیران رہ گیا اور خلیفہ کو کہنے لگا کہ اگر یہ ملحد اور بے دین ہے تو پھر روئے زمین پر موحد کوئی نہیں۔ پھر خلیفہ نے انہیں بلوا کر اعزاز و اکرام سے رخصت کیا۔

منقول ہے کہ نوری علی الرحمۃ نے کسی آدمی کو نماز کے وقت اپنی ڈاڑھی سے کھیلتا ہوا دیکھا۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ کی ڈاڑھی سے ہاتھ ہٹا لو۔ جب یہ بات خلیفہ کو پہنچائی گئی تو فقیہوں نے متفق ہو کر کہا کہ وہ ایسی بات کے عوض کافر ہو گیا ہے اس کو قتل کرنا چاہئے پس آپ کو خلیفہ کے پاس لائے پوچھا کیا تو نے یہ بات کہی تھی؟ کہا ہاں۔ پوچھا کیوں؟ کہا۔ بھلا آدمی کس کی ملکیت ہے؟ خلیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے پھر پوچھا تو پھر اس کی داڑھی کس کی ہوئی؟ کہا۔ اللہ تعالیٰ کی ملکیت۔ پس خلیفہ نے کہا۔ **الحمد لله** کہ ہم کو ایسے شخص کے قتل سے بچا لیا۔''

(اردو ترجمہ تذکرۃ الاولیاء باب چہل و پنجم در ذکر ابوالحسن النوری صفحہ ۳۱۰ تا ۳۱۲۔
مؤلفہ حضرت مولانا شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شبلی پر کفر کا فتویٰ

”شیخ شبلی کہ درعلم و عمل شهرتے تام داشت و درمیان اولیاء معروف و بحسن خلق موصوف بود اهل آن زمان از فاجران و فاسقان بر کفر او شاهدان بودند۔“

(نظم الدرر فی سلك سیر صفحہ ۱۶۸۔ مؤلفہ مُلاّ صفی اللہ صاحبؒ مطبع فاروقی دہلی)

حضرت شبلی کے متعلق کفر کا فتویٰ

”وشهدوا علی الشبلی بالکفر مِرَارًا“

(الیواقیت والجواهر جلد اوّل صفحہ ۱۵۔ مصری۔ مطبوعہ عباس بن عبد السلام بن شقرون)

حضرت شیخ نسیمی پر فتویٰ کفر

”شیخ نسیمی کہ از اولیاء عصر خویش بود و مرهمه را مقتدا و پیش بود چون گمراهان آن زمان بحجت بااو بر نیامدید و عاجز شدند سورۂ اخلاص را نوشته به کفش دوز را رشوت دادند کہ ایں تعویذ محبت است در کفش بدوز پس او بد وزید و از ایں مکر خبر نداشت چون آن کفش طیّار شد آن گمراهان گرفته پیش شیخ بطریق پیشکش آوردند و شیخ از ایں مکروحیله ایشاں مطلع و خبردار نه بود کفش را درپائ خود کشیدان گمراهان حاکم آن وقت را خبر دادند و گفتند کہ مایان را کسی خبر صحیح داده

است که این شیخ سورة قُلْ هُوَاللّٰہُ اَحَد نوشته درپائینداز خود دوخته بالائی او میگردد اگر یقین سلطان نه می شود خود بخود تحقیق این کاربکند شیخ را طلبید و پائنداز را دو دویده سورة اخلاص ازوبیرون آوردند چون شیخ این کاربدید بدانست که این واقعه مقدر بود و بتقدیر حق تعالٰی واقعه شد بقضاء و ارادۂ حق تعالٰی راضی شده تفویض امر خود بوکیل حقیقی نمود و هیچ نه گفت خاموش شد و دانست که مُدتِ قتلِ من رسید و اجل من بحلول انجامید حاکم آن وقت به جلّادان امر کرد که جلد او بکشند چنین مسموع کردیده که چون جلد او را میکشیدند توحید حق تعالٰی را دران حال منظوم می کرد پانصد بیتهادر توحید. واحد حقیقی وتفرید فرد تحقیقی تاوقت نزع روح انشانمود وچون بجان خود می نگرید تبسّم می کرد تا انگه وفات یافت و بجوار حق تعالٰی شتافت انتهٰی حاصل مافی الیواقیت.“

(نظم الدرر فی سلك السیر صفحہ۱۶۸، ۱۶۹۔
مؤلّفه علّامه دهر و فهّامه عصر المعتصم بالله مُلّاصفی الله صاحبؒ مطبع فاروقی دہلی)

حضرت جنید بغدادی پر فتوٰی کفر

”جنید بغدادی که معروف به سید الطایفه بودعالم کامل و ولی مکمل بود بیان توحید میکرد درمجلس چون ایشان جاهلان بودند و بگفته اونمی دانستند او را نسبت به کفر میکردند از ایشان

درخانه خود مخفی گردیده قرار گرفت تا انگه وفات یافت و بجوار حق تعالٰی پیوست۔"

(نظم الدرر فی سلك السير صفحہ ۱۶۸۔ مؤلفہ مُلّا صفی اللہ صاحب مطبع فاروقی دہلی)

”حضرت جنید کی زندگی کے آخری حصے میں بغدادی مدرسۂ تصوّف کافی مصائب سے دوچار ہوا صوفیاء پر یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ وہ ملحد، کافر، اور آواگون کے ماننے والے ہیں اور اس مدرسہ کا ہر فرد بشمول حضرت جنید کھلے بندوں بدعتی قرار دیا جاتا تھا۔ سراج بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ حضرت جنید کو بہت سی چیزوں کا بہت گہرا علم تھا اور باوجود اسکے کہ انہیں ایک بلند مرتبہ دینی بزرگ سمجھا جاتا تھا۔ اور اس اعتبار سے وہ بہت محترم تھے اور ساتھ ہی ذہنی مرتبہ کے لحاظ سے بھی وہ اتنے ہی باعظمت سمجھے جاتے تھے۔ نیز انہوں نے مذہبی عبادات کی پابندی تمام عمر جاری رکھی۔ ان تمام چیزوں کے باوجود لوگوں نے ان کے خلاف یہ گواہی دی کہ وہ کافر ہیں۔

بہت سے مؤرخین نے بغداد کے مدرسہ تصوّف کی داستانِ مظالم بیان کی ہے۔ کہتے ہیں کہ غلام الخلیل نامی ایک شخص نے خلیفہ الموفّق کے دربار میں صوفیاء کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ حضرت جنید نے تو اپنے آپ کو مشغلہ کے اعتبار سے محض ایک فقیہ بتایا اور اس طرح عدالت کی حاضری سے بچ گئے۔ دوسرے صوفیاء کو عدالت میں لے جایا گیا۔ ان پر الزام یہ تھا کہ یہ لوگ عشقِ الٰہی کے مسئلہ پر بحث ومباحثہ کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ غلام الخلیل کے عقیدہ کے مطابق خدا اور بندے کے درمیان کسی قسم کا عشق ممکن نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے بارے میں عشق کا لفظ استعمال کرنا ایک صریح بدعت تھی۔ غلام الخلیل کے نزدیک عشق صرف مخلوق کی ہی صفت ہوسکتی ہے۔ نہ کہ خالق کی۔ اور

کوئی بھی یہ کہنے کا مجاز نہیں تھا۔ کہ ’’مجھے خدا سے عشق ہے اور خدا تعالیٰ کو مجھ سے۔‘‘
(’’جنیدِ بغداد‘‘ صفحہ ۹۹، ۱۰۰۔ مصنفہ ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر۔ مطبوعہ مکتبہ جدید۔ لاہور۔ طبع اوّل ۱۹۶۷ء)

حضرت جنید پر کفر کا فتویٰ

’’وشهدوا علی الجنيد بالكفر مرارًا‘‘
(اليواقيت والجواهر جلد اوّل صفحہ ۱۴۔ مصری۔ مطبوعہ عباس بن عبدالسلام بن شقرون)

حضرت ابنِ رُشد پر کفر کا فتویٰ

’’جب مسلسل شہادتوں کی بنا پر منصور کو اس بات کا یقین آ گیا کہ ابن رشد بیدین وملحد ہو گیا ہے۔ تو منصور نے حکم دیا کہ ابن رشد مع شاگردوں اور پیروؤں کے مجمع عام میں حاضر کیا جائے۔ چنانچہ دربار کی ترتیب کیلئے جامع مسجد قرطبہ منتخب کی گئی۔ خاص اسی غرض سے بادشاہ اور اس کے خدم وحشم نے اشبیلیہ سے جہاں وہ مقیم تھا قرطبہ کا سفر اختیار کیا اور قرطبہ کی جامع مسجد میں ایک عظیم الشان مجمع ہوا جس میں تمام فقہاء اور علماء شریک تھے اس دربار کے مفصّل واقعات انصاری نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں، چنانچہ لکھتا ہے:

’’لمّا قُرئت فلسفة ابن رشد بالمجلس وتداولت اغراضها ومعانيها وقواعدها ومباينها خرجت بما دلت عليه اسوء مخرج ’’(وربما ذيلها كر الطالبين) فلم يمكن عند اجتماع الملأ الّا المدافعة عن شريعة الاسلام فامر الخليفة طلبة مجلسه وفقهاء دولته بالحضور بجامع المسلمين و تعريف الملأبانه ای ابن رشد امرت من الدين

وانہ استوجب لعنة الضالین واضیف الیہ القاضی ابوعبداللہ بن ابراهیم الاصولی فی هٰذا الاذدحام ولف معه فی طریق هذا الملام لا شیئا ایضًا نقمت علیه فی مجالس المذاکرة وفی اثناء کلامه مع توالی الایام فاحضرا بالمسجدالجامع الاعظم بقرطبة تکلم القاضی ابوعبداللہ بن مروان فاحسن وذکر مامعناه ان الاشیاء لا بدّ فی کثیر منها ان تکون له جهته نافعة وجهته ضارة کالنار وغیرها فمتی غلب النافع علی الضار عمل بحسبه ومتی کان الامر بالضدّ فبالضدّ فابتدرالکلام الخطیب ابوعلی بن الحجاج و عرف النّاس(بما اَمَر بہٖ)من انهم مرقوا من الدین وخالفوا عقائد المؤمنین فنالهم ماشاء اللہ من الجفاء وتفرّقوا علی حکم من یعلم السرّو الخفاء......‘‘

ترجمہ۔ منصور کی مجلس میں ابنِ رُشد کا فلسفہ تشریح و تفسیر کے ساتھ پیش کیا گیا۔ (اور بعض حاسدوں نے کچھ حاشیے بھی چڑھا دیئے تھے) تو چونکہ سارا فلسفہ بیدینی پر مشتمل تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ اسلام کی حفاظت کی جائے خلیفہ نے تمام لوگوں کو ایک دربار میں جمع کیا جس کا انعقاد جامع مسجد میں قرار پایا تھا۔ تاکہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ ابنِ رُشد گمراہ اور لعنت کا مستوجب ہو گیا ہے۔ ابنِ رُشد کے ساتھ قاضی ابوعبداللہ اصولی بھی اس الزام میں دھرے گئے کہ ان کے کلام سے بھی بعض موقعوں پر بیدینی کا اظہار ہوا ہے۔ چنانچہ قرطبہ کی جامع مسجد میں یہ دونوں ملزم بھی حاضر کئے گئے۔ سب سے پہلے قاضی ابوعبداللہ ابن مروان نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ ہر چیز میں نفع و ضرر دونوں باتیں پائی جاتی ہیں، اس بنا پر نافع اور مضر ہونے کا فیصلہ نفع یا

ضرر کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ اگر نفع کا غلبہ ہو تو اُس شے کو نافع کہتے ہیں۔ اور اگر ضرر کا غلبہ ہے تو وہ شے مُضِر خیال کی جاتی ہے۔ قاضی ابوعبداللہ کے بعد ابوعلی بن حجّاج نے جو خطیب تھے کھڑے ہو کر (جو حکم ان کو دیا گیا تھا) اس کی تعمیل کی اور اعلان کیا کہ ابن رُشد مُلحد اور بیدین ہو گیا ہے۔‘‘

(ابنِ رُشد صفحہ ۲۷۔ مؤلّفہ مولوی محمد یونس صاحب انصاری مطبع معارف اعظم گڑھ)

’’اِبنِ رُشد کے دشمنوں نے اُس پر الحاد و بے دینی کا جو الزام لگایا تھا اس کی بناء پر اس معاملے نے ایک قومی اور مذہبی صورت اختیار کر لی تھی اور اسی حیثیت سے اس پر فردِ قرار دادِ جرم لگائی گئی۔ چنانچہ قرطبہ کی جامع مسجد میں ایسا عام اجتماع ہوا جس میں تمام علماء اور فقہاء شریک ہوئے۔ اس اجتماع کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ ابنِ رُشد گمراہ اور لعنت کا مستوجب ہو گیا ہے اور چونکہ قاضی ابوعبداللہ بن ابراہیم الاصولی کی بعض باتوں سے بھی اس الحاد و بے دینی کا اظہار ہوا تھا اس لئے وہ بھی حاضر کئے گئے یہ دونوں ملزم حاضر ہوئے تو سب سے پہلے قاضی ابوعبداللہ بن مروان نے تقریر کی اور کہا کہ اکثر چیزوں میں نفع و ضرر دونوں ہوتا ہے لیکن جب نفع کا پہلو ضرر کے پہلو پر غالب آجاتا ہے تو اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ورنہ وہ چیزیں چھوڑ دی جاتی ہے اس کے بعد خطیب ابوعلی بن حجّاج نے اعلان کیا کہ یہ تمام لوگ ملحد اور بیدین ہو گئے ہیں اس کے بعد ان لوگوں کو جلاوطن کیا گیا اور ابن رشد کو بوسینا میں جو قرطبہ کے پاس یہودیوں کی ایک بستی ہے نظر بند کیا گیا کیونکہ بعض لوگوں نے یہ شہادت دی تھی کہ اس کا سلسلۂ نسب یہودیوں سے ملتا ہے اندلس میں جو قبائل آباد ہیں ان سے اس کا کوئی نسبی تعلق نہیں۔‘‘

(حکمائے اسلام حصّہ دوم صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱۔ مؤلّفہ مولانا عبدالسلام ندوی مطبع معارف اعظم گڑھ)

حضرت شیخ عزّ الدین بن عبدالسلام پر فتویٰ کفر

”و رموا الشیخ عزّالدین بن عبدالسلام بالکفر“

(الیواقیت والجواھر جلداوّل صفحہ۱۶۵۔ مصری۔ مطبوعہ عباس بن عبدالسلام بن شقرون)

حضرت ابن عربی پر کفر کا فتویٰ

”امام تیمیہؒ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ ابن عربی کی مخالفت میں فقہاء و محدّثین کے اقوال نقل کر کے آگے بڑھ جائیں، بلکہ آپ جماعت صوفیاء کے اقوال بھی ان کے خلاف لکھتے ہیں۔ چنانچہ ابوالعباس شاذلی، ابوالحسن شاذلی کے شاگرد رشید کا قول وحدت الوجود کے اصحاب کے بارہ میں نقل کرتے ہیں۔

”ایسے سب ہی لوگ کافر ہیں، اس لئے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ صنعت اور صانع ایک حیثیت رکھتے ہیں“

(رسالہ مذہب الاتحادییّن صفحہ۱۳۱، ۱۳۲)

(بحوالہ ”امام ابن تیمیہ“ مصنفہ پروفیسر ابوزہرہ۔ ترجمہ نائب حسین نقوی،
مطبع علمی پرنٹنگ پریس لاہور صفحہ۴۹۲، ۴۹۳)

”راوڑی اور افغانی دونوں کا بیان ہے کہ عشق الٰہی میں یہ استغراق ان کو فنا اور حیرت کے اس مقام پر لے آیا تھا کہ نماز باجماعت ان سے ترک ہونے لگی تھی۔ اور تن تنہا ایک حجرے میں پڑے رہتے تھے، علماء نے ان کے اس حال کو دیکھ کر ان پر کفر کا فتویٰ لگایا۔“

(”تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ۴۲۸۔ مصنفہ اعجاز الحق قدوسی۔ مطبع عالیہ ۱۲۰/۵ ٹمپل روڈ لاہور)

ابن عربی کے موافق ومخالف

''ابن عربی تاریخ اسلام کے تنہا مصنّف ہیں جن کی موافقت اور مخالفت میں بڑے بڑے لوگوں نے صدیوں تک حصہ لیا اور آج بھی ان کی تصانیف معرضِ بحث میں آتی رہتی ہیں جو لوگ معتقد تھے انہوں نے ان کو شیخِ اکبر کہا اور جن لوگوں نے ان کو ناپسند کیا انہوں نے ان کو کافرِ اعظم۔ ان کی مخالفت کرنے والوں میں امام ابن تیمیّہ اور علاّمہ تفتازانی کے نام قابل ذکر ہیں۔''

(''ابن عربی'' مصنفہ ابو جاوید نیازی ۱۹۶۹ء۔ مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ صفحہ ۷۳)

''محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبداللہ الطائی الحاتمی، المرسی، المعروف بابن عربی (محی الدین، الشیخ الاکبر) حکیم، صوفی، متکلّم، فقیه، مفسّر، ادیب، شاعر، مشارك فی علوم اخرٰی، ولد فی مرسیة بالاندلس فی رمضان، وانتقل الی اشبیلیة، وسمی من ابن بشکوال و رحل الی مصر والحجاز وبغداد والموصل وبلاد الروم، وانکر علیه اهل مصر آراه، فعمل بعضهم علی اراقة دمه، وحبس، فسعی فی خلاصه علی بن الفتح البجائی فنجا، واستقر بدمشق''۔

(معجم المؤلفین الجزء الحادی عشر صفحہ ۴۰۔ مؤلّفہ، عمر رضا کحّالہ۔ مطبع، الترقی بدمشق)

''ابن عربی کا مسلک و مذہب جس مرکز کا تابع تھا اور جس محور پر گردش کر رہا تھا۔ وہ ''وحدت الوجود'' کا مسئلہ تھا۔ اس مسلک میں فقہاء نے محسوس کیا کہ یہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے چنانچہ ابن عربی کی کتابوں کے خلاف فقہاء نے بہت زیادہ

شورش کی۔ انہیں بہت زیادہ متّہم کیا۔ اور ان کے خلاف کفر و ضلال کے فتوے صادر کیے۔ چنانچہ مصر میں تو ان کے قتل کی باقاعدہ کوشش بھی کی گئی۔‘‘

(انوار اولیاء صفحہ ۲۴۳ زیر عنوان محی الدین ابن عربی۔
مرتبہ سیّد رئیس احمد جعفری ندوی۔ مطبع علمی پرنٹنگ پریس)

’’آپ کا کلام اس قدر عجیب و لطیف ہوتا تھا کہ علمائے ظاہر اس کے سمجھنے سے قاصر تھے اس لئے اکثر نے آپ پر (نعوذ باللہ) کفر کے فتوے لگائے علاّمہ قطب الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ شریعت و حقیقت دونوں میں کامل اور بے نظیر فرد تھے۔ جو لوگ ان کے کلام پر طعن کرتے ہیں وہ کیا کریں اس کو وہ سمجھ نہیں سکتے تھے۔ اور جو اُن کو بُرا کہتے ہیں تو اُن کو ایسا جانو جیسے وہ لوگ ہیں جو نبیوں کو بُرا کہتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام محی الدین ابنِ عربی بہت بڑے جلیل القدر ولی اور اپنے زمانہ کے قطب الاقطاب تھے۔ شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ شیخ اکبر عارفوں کے مربی اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے والے تھے انہوں نے حضرت شیخ اکبر کے منکروں کے جواب میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ جس کا نام **تنبیہ النبی فی تبریۃ ابن عربی** ہے۔

امام ابن سعد یافعی کہتے تھے کہ ’’حضرت شیخ اکبر کو ولایت عظمیٰ حاصل تھی‘‘۔

امام سبکی فرماتے ہیں۔ کہ ’’حضرت امام محی الدین ابن عربی من آیات اللہ تھے اور اُس زمانہ میں علم و فضل کی کنجی انہیں کے ہاتھ میں تھی‘‘۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی اور حضرت شیخ کمال الدین کاشی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ’’امام محی الدین ابن عربی کامل و محقّق صاحب کرامات تھے‘‘۔
(مشاہیر اسلام جلد اوّل صفحہ ۱۸۷۔ ناشر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین پنجاب)

حضرت محمد الفقیہ پر کفر کا فتویٰ

’’محمد الفقيه‘‘ كان حياً قبل ۱۹۳ھ۔ ۸۰۹ء

محمد بن الليث ، ويعرف بالفقيه (ابو الربيع) اديب، كاتب، خطيب، متكلّم، فقيه، كانت البرامكة تقدمه و تحسن اليه، و كان يرمى بالزندقة

(المعجم المؤلفين الجزء الحادى عشر صفحہ ۱۶۷۔ مؤلّفہ، عمر رضا کحّالہ۔ مطبع الترقی بدمشق)

حضرت ابوعثمان مغربی پر کفر کا فتویٰ

’’ابو عثمان مغربی که بعلم و بزرگی نظیر خود نداشت ازمکه اورا بیرون نموده و به تهمت مطعون کرده بودند۔‘‘
(نظم الدرر فی سلك سیر صفحہ ۱۶۸۔ مؤلّفہ مُلّا صفی اللہ صاحبؒ مطبع فاروقی دہلی)

حضرت ابوسعید خراز پر فتویٰ کفر

’’آپ بغداد کے رہنے والے تھے۔ ذوالنون مصریؒ کی زیارت کی تھی اور بشر حافیؒ اور سری سقطیؒ کے ہم صحبت تھے۔ طریقت میں مجتہد تھے۔ پہلے پہل آپ ہی نے بقاوفنا کی حالت کی بابت کچھ بیان کیا اور اپنے طریقے کو عبارت میں لکھا۔ دقائق علوم کے بارے میں بعض ظاہری علماء آپ کے منکر تھے بلکہ کفر کا فتویٰ بھی دیا اور یہ اس

سبب سے کہ آپ کی کتاب ’’کتاب السرّ‘‘ میں بعض الفاظ ایسے تھے جن کے معنی وہ نہ سمجھ سکتے تھے اس کتاب میں یہ عبارت لکھی تھی۔

’’ان عبدا رجع الی الله و تعلق بالله ولکن فی قرب الله قد نسی نفسه وما سوی الله فلو قلت له من این انت و ایش ترید لم یکن له جواب غیر الله۔‘‘

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کے قرب میں ساکن ہوتا ہے تو ماسوی اللہ اور اپنے نفس کو بھی فراموش کر دیتا ہے اگر اس سے پوچھیں کہ کہاں سے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو تو اسے اللہ سے بڑھ کر کوئی عمدہ جواب نہ آئے۔‘‘

(اردو ترجمہ تذکرہ الاولیاء باب چہل و پنجم در ذکر سعید ابوخرازؒ صفحہ ۳۰۶۔
مؤلّفہ حضرت مولانا شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابوسعید الخراز پر کفر کا فتویٰ

’’ورموا اباسعید الخراز بالعظائم و افتی العلماء بکفره‘‘

(الیواقیت والجواهر جلد اوّل صفحہ ۱۴۔
از حضرت عبدالوہاب شعرانیؒ۔ مصری۔ مطبوعہ عباس بن عبدالسلام بن شقرون)

شہاب الدین سہروردی پر کفر کا فتویٰ

’’حلب کے متعدد فقہاء سے آپ کے زبردست مناظرے بھی ہوئے۔ یہ مناظرے مختلف نزاعی مسائل پر ہوئے ان مناظروں کا نتیجہ یہ نکلا کہ فقہاء آپ کے مخالف ہو گئے آپ پر طنز و طعن کرنے لگے۔ الحاد و زندقہ کا الزام آپ پر عائد کیا جانے لگا۔

یہاں تک کہ آپ کی شکایت سلطان صلاح الدین ایوبی کے گوش گزار کی گئی۔ اس نے اپنے بیٹے الظاہر، سلطان حلب کو لکھا کہ حضرت سہروردی کو قتل کر دیا جائے اس نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے قتل کا حکم خود سلطان الظاہر نے دیا تھا۔ ۵۸۷ھ میں آپ قتل کئے گئے۔''

(انوار اولیاء صفحہ ۱۹۳۔ زیر عنوان شہاب الدین سہروردی
مؤلفہ سید رئیس احمد جعفری ندوی۔ مطبع علمی پرنٹنگ پریس)

یحیٰ السهروردی

یحیٰ بن حبش بن امیرك السهروردی الشافعی (شهاب الدین، ابو الفتوح) حکیم، صوفی، متکلّم، فقیه، اصولی، ادیب، شاعر، ناثر، ولد فی سهرورد من قری زنجان فی العراق العجمی، ونشأ بالمراغة، وعاش باصفهان، ثم ببغداد، ثم بحلب و نسب الیه انحلال العقیدة، فأفتی العلماء باباحة دمه، فسجّنه الملك الظاهر غازی، فخنق فی سجن قلعة حلب۔

(معجم المؤلفین الجزء الثالث عشر صفحہ ۱۸۹۔ مؤلّفہ۔ عمر رضا کحّالہ مطبعہ الترقی بدمشق)

سرمد پر کفر کا فتویٰ

''۱۶۵۸ء میں عالمگیر اورنگ (زیب تخت) نشین ہوا اور معاملات ملکی کو شرع کے قواعد پر ترتیب دینا شروع کیا۔ اس کے نزدیک سرمد کی برہنگی خلاف شرع اور لائق تعزیر تھی۔ چنانچہ اس نے مُلّا عبد القوی کو بھیجا کہ سرمد کو کپڑے پہننے کی تاکید کرے۔ ملّا نے

سرمد کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ تم برہنہ وعریاں کیوں رہتے ہو؟ سرمد پتہ نہیں اس وقت کس لہر میں تھا۔ پکار اٹھا کیا کروں۔ شیطان قوی ہے اور ساتھ ہی رباعی پڑھی۔

خوش بالائے کردہ چنیں پست مرا
چشمے بہ دوجام بردہ از دست مرا
او در بغلِ من است و من در طلبش
دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا

ملاّ قوی کو شیطانِ قوی کا فقرہ خاص طور پر کڑوا معلوم ہوا ہوگا۔ لیکن فقط برہنگی وجہ قتل نہ ہوسکتی تھی۔ اس لئے سرمد کی فردِ جرم میں اور بھی اضافہ کیا گیا۔ قتل کا ایک بہانہ ذیل کی رُباعی تھی جس کے متعلق کہا گیا کہ اس سے معراج کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ رُباعی

آں کس کہ سِرّ حقیقتش باوَر شُد
خود پہن تراز سپہر پہناور شد
مُلاّ گوید کہ فلک شُد احمد
سرمد گوید فلک نہ احمد در شد

معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کی محتاط طبیعت نے اسے بھی کافی نہ سمجھا اور علماء سے کہا کہ سرمد سے کہا جائے کہ وہ کلمہ طیّبہ پڑھے۔ اسے معلوم تھا کہ سرمد کی عادت ہے کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو لَا اِلٰہ سے آگے نہیں بڑھتا۔ چنانچہ جب علماء نے سرمد سے کلمہ طیّبہ پڑھنے کیلئے کہا تو اس نے لَا اِلٰہ سے زیادہ نہ پڑھا۔ کہ کلمہ نفی ہے۔ اس پر علماء نے اعتراض شروع کیا تو سرمد نے کہا کہ ابھی تک میں نفی میں مستغرق

ہوں۔ مرتبہ اثبات تک نہیں پہنچا۔ جب پہنچوں گا تو اِلّا اللہ بھی کہوں گا۔ علماء نے فتویٰ دیا کہ فقط ''لَا اِلٰہ'' کہنا کفر ہے۔ اگر سرمد توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ واجب القتل۔ سرمد نے توبہ نہ کی چنانچہ دوسرے روز سرمد کو قتل کیلئے مسجد جامع کے سامنے لے گئے۔ کہتے ہیں کہ قتل کے وقت سرمد بڑا ہشّاش بشّاش تھا۔ جلاّد سامنے آیا تو اُسے مسکرا کر کہا۔ ''فدائے تو شوم بیا بیا۔ کہ بہر صورتے کہ مے آئی، من ترا خوب شناسم''۔ یہ کہا اور ذیل کا شعر پڑھ کر تلوار کے نیچے گردن رکھ دی۔

شورے شد و از خوابِ عدم دیدہ کشودیم
دیدیم کہ باقی است شب فتنہ غنودیم

(رود کوثر صفحہ ۳۸۹ تا ۳۹۱۔ مؤلفہ شیخ محمد اکرام ایم۔ اے۔ مطبع فیروز سنز، لاہور)

سرمد کی کیفیت

''جذب و جنون طاری ہو گیا۔ سندھ کے رہ گزاروں میں بلا لحاظ سرد و گرم عریاں پھرتے رہے۔ آخر میں شاہجہاں آباد پہنچے۔ شہزادہ داراشکوہ سے ملاقات ہوئی وہ ان کا بہت معتقد ہو گیا۔ اسی زمانے میں سرمد کی اس رباعی نے شہرہ پایا تھا۔

ہر کس کہ سرِ حقیقتش باور شد
او پہن تراز سپہر پہناور شد
ملاّ گوید کہ فلک شد احمد
سرمد گوید فلک بہ احمد در شد

اس کے علاوہ سرمد کی عریانی اور برہنگی کی خبریں بادشاہ کے کان تک پہنچائی

گئیں۔ بادشاہ نے قاضی القضاۃ کو سرمد کے پاس برہنگی کی وجہ دریافت کرنے کیلئے بھیجا۔ جواب ملا۔

"دزدے عجیبے برہنہ کردست مرا"

بادشاہ نے سنکر سرمد کو مجمع عام میں بلایا اور ان سے لباس پہننے کیلئے کہا گیا لیکن کچھ التفات نہ کیا اس پر عالمگیر نے علماء سے کہا کہ محض برہنگی وجہ قتل نہیں ہوسکتی۔ ان سے کلمہ طیّبہ پڑھنے کیلئے کہا جائے۔ چنانچہ علماء نے سرمد سے کلمہ پڑھنے کی خواہش کی انہوں نے حسب عادت صرف لَا اِلٰہَ تک کلمہ پڑھا۔

علماء نے کہا کہ آگے پڑھیے فرمایا ابھی تک میں نفی میں مستغرق ہوں۔ درجہ اثبات تک نہیں پہنچا اگر اِلَّا اللہ کہوں گا تو جھونٹ[1] ہوگا۔ علماء نے کفر کا فتویٰ دیا۔ اور حکم دیا کہ توبہ نہ کرے تو مستوجب قتل ہے۔ انہوں نے توبہ سے انکار کیا۔ جلّاد کو حکم دیا گیا کہ ان کا کام تمام کردے۔ جب جلّاد سامنے آیا تو اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"فدائے تو شوم بیا بیا کہ تو بہر صورتے کہ می آئی من ترا خوب می شناسم"۔

بقول صاحب **مرأة الخیال** اس جملے کے بعد یہ شعر پڑھا اور تلوار کے نیچے سر رکھدیا

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدم کہ باقیست شبِ فتنہ غنودیم

یہ واقعہ ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۶۶۱ء میں جامع مسجد دہلی کے قریب گزرا ہے۔ جہاں ان کا مزار زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔"

(**قاموس المشاہیر** جلد نمبر۱ صفحہ ۲۸۷، ۲۸۸۔
مصنفہ نظامی بدایونی۔ مطبوعہ نظامی پریس بدایون ۱۹۲۴ء)

---

[1] : نقل مطابق اصل۔

سرمد کی شہادت کے اسباب تذکرہ نویسوں نے اکثر بتلائے ہیں۔

”**تذکرۃ الخیال**“ میں ہے کہ سرمد کی اس رباعی پر جُبّہ پوشانِ شَرع کے کان کھڑے ہوئے اور انہوں نے اسے کفر قرار دیا کہ معراج جسمانی سے انکار لازم آتا ہے ؎

ہر کس کہ سر حقیقتش باور شد
اوپہن تراز سپہر پنہاور شد
مُلاّ گوید کہ بر فلک شد احمد
سرمد گوید فلک بہ احمد درشد

مگر اس ترک سادہ کو فقیہانہ جنگ وجدل سے کیا سروکار تھا۔ اس نے نظر اٹھا کے دیکھا تک نہیں کہ یہ کور بصر کیا شوروغوغا کر رہے ہیں؟ وہ تو اُس عالم میں تھا۔ جہاں ان اقرار وانکار کی بحثوں کی آواز نہیں پہنچ سکتی۔

در عجائب ہائے طور عشق حکمت ہا کم است
عقل را با اصلحت اندیشۂ مجنوں چہ کار

لیکن اصل بات یہ ہے کہ عالمگیر کی نظروں میں تو سرمد کا سب سے بڑا جرم داراشکوہ کی معیّت تھی اور وہ کسی نہ کسی بہانے قتل کرنا چاہتا تھا۔ ایشیا میں ہمیشہ پولیٹکس مذہب کی آڑ میں رہا ہے اور ہزاروں خونریزیاں جو پولیٹکل اسباب سے ہوئی ہیں۔ انہیں مذہب ہی کی چادر اوڑھا کر چھپایا گیا۔ جب اور کوئی بہانہ نہ ملا تو عریانی و برہنگی کو کہ خلاف رسم شرع ہے بنیاد قرار دیا۔ اور مذکورہ بالا رباعی سے نتیجہ نکالا کہ معراج جسمانی کا منکر ہے مُلاّ قوی اس زمانہ میں قاضی القضاۃ تھے۔ عالمگیر نے انہیں سرمد

کے پاس بھیجا کہ برہنگی کی وجہ دریافت کریں مُلاّ صاحب نے کہا کہ باوجود کمال علم و فضل برہنہ ومکشوف العورہ رہنا کس عذر پر مبنی ہے۔ سرمد نے کہا کیا کروں شیطان قوی ہے اور فی البدیہ یہ رباعی پڑھی ؎

خوش بالائے کردہ چنیں پست مرا
چشمے بدوجام بردہ از دستِ مرا
او در بغل منست و من درطلبش
دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا

مُلاّ صاحب برہم ہوئے اور برہم ہونے کی بات ہی تھی کیونکہ اسلام کی توہین نہیں کی گئی مگر خود اُن کے وجود اسلام کی سخت اہانت ہوئی۔ یعنی ان کا اسم سامی ابلیس لعین کا وصف قرار پایا۔ بہرکیف انہوں نے عالمگیر سے آکر کہا کہ کفر کا کافی مواد ہاتھ آ گیا ہے اور قلمدان کھولنا چاہا کہ علمائے ظاہری کی تیغِ خون آشام اِسی نیام میں رہتی ہے لیکن عالمگیر کی عاقبت اندیشیوں نے صرف اس بہانے کو کافی نہ سمجھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ سرمد کوئی معمولی شخص نہیں ہے۔ جس کا قتل ایک عامۃ الورود واقعہ سمجھا جائے گا۔ علم و فضل کے لحاظ سے کوئی اس کا ہمتا نہیں اور رجوع خلایق کا یہ حال ہے کہ سارا شاہجہان آباد اس کا معتقد اور ہوا خواہ ہے۔ اس لئے جب تک کوئی بہانہ کافی ہاتھ نہ آئے ارادے کو ملتوی رکھنا چاہئے۔

اسلام کے اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں فقہاء کا قلم ہمیشہ تیغ بے نیام رہا ہے۔ اور ہزاروں حق پرستوں کا خون ان کے فتووں کا دامن گیر ہے۔ اسلام کی تاریخ کو خواہ کہیں سے پڑھو مگر سینکڑوں مثالیں کہتی ہیں کہ بادشاہ جب خونریزی پر آتا تھا تو

دارالافتاء کا قلم اور سپہ سالار کی تیغ دونوں یکساں طور پر کام دیتے تھے۔ صوفیہ اور ارباب وطن پر منحصر نہیں علمائے شریعت میں سے بھی جو نکتہ بین اسرار حقیقت کے قریب ہوئے فقہا کے ہاتھوں انہیں مصیبتیں اٹھانی پڑیں اور بالآخر سر دے کر نجات پائی سرمد بھی اسی تیغ کا شہید ہے ؎

چوں میرود نظیری خونیں کفن بحشر
خلقے فغاں کنند کہ ایں داد خواہ کیست

آخر الامر یہ قرار پایا کہ سرمد کو علماء و فضلائے عصر کے مجمع میں طلب کیا جائے اور تمام علماء کی جو رائے قائم ہو اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے چنانچہ مجلس منعقد ہوئی اور سرمد کو بلایا گیا سب سے پہلے خود عالم گیر مخاطب ہوا اور پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں سرمد نے داراشکوہ کو مژدہ سلطنت دیا تھا، کیا یہ سچ ہے۔ سرمد نے کہا ہاں اور وہ مژدہ درست نکلا کہ اسے ابدی سلطنت کی تاجپوشی نصیب ہوئی۔ عمامہ بندوں نے کہا کہ برہنگی شرع کے خلاف ہے اور اس کے لئے صاحب عقل و تمیز کا کوئی عذر مسموع نہیں اسکا جواب تو سرمد پہلے ہی دے چکا تھا۔ ؎

دزدے عجبے کہ برہنہ کردہ است مرا

خلیفہ ابراہیم بدخشانی اواخر عہد عالمگیری میں ایک صاحب طریقت بزرگ گزرے ہیں۔ جو ابتدائے جوانی میں سپاہی پیشہ تھے۔ اور فتح اللہ خاں کے ہاں کہ امرائے عالمگیری میں سے تھا نوکر ہو گئے تھے۔ اتفاقاً میر جلال الدین بدخشانی نامی ایک صاحبِ حال بزرگ کی اُن پر نظر پڑ گئی۔ اور ان کو فیض پذیر دیکھ کر اپنی تربیت میں لے لیا۔ رفتہ رفتہ یہ خود بھی صاحبِ حال ہو گئے۔ علم ظاہری کی تحصیل کا گو موقع نہ ملا

لیکن مذاق فطری کا یہ حال تھا کہ مثنوی معنوی کا دفتر ہفتم چار حصوں میں نظم کیا۔ جو درد وکیف سے لبریز ہے معزّ الدین جہاندار شاہ کو ان کی خدمت میں کمال اعتقاد تھا۔ اور ہندوستان ودکن میں ہزاروں اشخاص ان کے معتقد وحلقہ بگوش تھے۔

والہٗ داغستانی انہیں بزرگ سے روایت کرتا ہے۔ کہ جب مجمع علماء میں سرمد کو لباس پہننے کے لئے کہا گیا۔ اور مسموع نہ ہوا تو بادشاہ نے علماء سے کہا کہ محض برہنگی وجہِ قتل نہیں ہوسکتی۔ اس سے کہا جائے کہ کلمہ طیبہ پڑھے اور یہ اس لئے کہا کہ بادشاہ سن چکا تھا کہ سرمد کی اِن عادات عجیبہ میں سے ایک یہ عادت بھی ہے کہ کلمہ طیب جب پڑھتا ہے تو لَا اِلٰـہَ سے زیادہ نہیں کہتا۔ علماء نے سرمد سے کلمہ پڑھنے کی خواہش کی۔ تو اپنی عادت کے بموجب صرف لَا اِلٰہَ پڑھا کہ جملہ نفی ہے اس پر علماء نے شور مچایا تو کہا ابھی تک میں نفی میں مستغرق ہوں۔ مرتبہ اثبات تک نہیں پہنچا اگر اِلَّا اللہ کہوں گا تو جھوٹ ہوگا اور جو دل میں نہ ہو وہ زبان پر کیسے آئے؟ علماء نے کہا ایسا کہنا کفر صریح ہے اگر توبہ نہ کرے تو مستحق قتل ہے۔ یہ ظاہر پرست نہیں جانتے تھے کہ سرمد اس سے بہت اونچا ہے کہ کفر وایمان کی بحثیں سنائی جائیں اور قتل خون کے احکام سے مرعوب ہو یہ کفر ساز تو اپنے مدرسہ ومسجد کے صحن میں کھڑے ہوکر سوچتے تھے کہ اس کی کرسی کتنی اونچی ہے اور وہ اس منارہ عشق پر تھا جہاں دیوار کعبہ اور مندر بالمقابل نظر آتے ہیں۔ اور جہاں کفر وایمان کے علم ایک ساتھ لہراتے ہیں۔ ؎

کشورے ہست کہ دروئے وداز از کفر سخن
ہمہ جاگفت و شنو برسر ایمان نرود

سرمد نے تو اپنی اصلی حالت بے کم وکاست بیان کردی تھی ایمان بالغیب پر جو

لوگ قانع نہیں ہوتے (اس عدم قناعت ہی کا نام تلاش حقیقت ہے) وہ اپنے اقرار کو مشاہدہ عینی سے استوار کرنا چاہتے ہیں۔ اور شاہد حقیقت کی رونمائی نقد شہادت ہے جو ابھی سرمد کو نصیب نہیں ہوئی تھی۔ پس جس چیز کو دیکھا نہ تھا۔ کیوں کر کہتا کہ ”ہے“؟ اس ملک کے جتنے رہرو ہیں سب ہی کو اس منزل سے دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن سرمد کا جرم یہ تھا کہ وہ جس جام کو چھپ کر پیتے ہیں۔ سرمد نے اعلانیہ منہ سے لگایا اور دُرّۂِ محتسب کا مستحق ٹھہرا ؎

خرقہ پوشاں ہمہ گرمست گذشتند گذشت
قصہ ما بدست کہ در کوچہ و بازار بماند

اور **نظرِ تعمّق** سے دیکھئے تو یہ اعلان ضروری تھا کیونکہ جب اس سفر کی آخری منزل شہادت تھی۔ تو خواہ ناقہ کا رخ کسی طرف ہوتا دستِ کارفرما کا فرض تھا کہ اسی طرف پھیردے ؎

منصور را کہ رخصت اظہار دادہ اند
غیراز قصاص و محنت زنداں نُبود شرط

غرضیکہ جب سرمد نے توبہ نہ کی تو علماء نے بلا تامل فتویٰ قتل صادر کیا۔ اور دوسرے دن قتل گاہ میں لے گئے بموجب خیال ”**مرأة الخیال**“ یہ واقعہ ۱۰۷۲ ہجری میں ہوا۔

(مشاہیر اسلام جلد اوّل صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۲۔ ناشر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب)

حضرت ابن حزم پر فتویٰ کفر

علی بن حزمؒ۔ ولادت ۳۸۴ھ مطابق ۹۹۴ء
وفات ۴۵۶ھ مطابق ۱۰۷۴ء

’’علی بن احمدبن سعید بن حزم بن غالب ابن صالح بن خلف بن سفیان بن یزید الفارسی الاندلسی، القرطبی، الیزیدی (ابومحمد) فقیہ، ادیب، اصولی، محدث، حافظ، متکلّم، ادیب، مشارک فی التاریخ والانساب والنحو واللغة والشعر، والطب، والمنطق والفلسفة وغیرھا. اصله من فارس، و ولد بقرطبه فی آخر رمضان وکان یستنبط الاحکام من الکتاب والسنة وانتقد کثیرًا من العلماء والفقهاء فأجمع ھٰٓؤلاء علٰی تضلیله و حذروا ارباب الُحل والعقد من فتنتہٖ، ونهوا عوامهم عن الدنومنه والاخذ عنه فأُقضی وطُورد،فرحل الی بادیة لبلة بالأندلس فتوفی بها‘‘

(معجم المؤلفین الجزء السابع صفحہ۱۶۔
تألیف۔عمر رضا کحّالہ۔مطبعہ۔التّرقّی بدمشق ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۹ء)

’’ابن حزم کھری بات کو نہ لطیف پیرایہ میں بیان کرتے نہ رمز و کنایہ اور تدریج سے کام لیتے بلکہ پتھر کی طرح اسے مخالف کے منہ پر دے مارتے جس سے بلا دلیل دعویٰ کرنے والا[1] شخص کے سارے دعاوی رائی کے دانوں کی طرح بکھرتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دلوں میں ان کی نفرت بیٹھ گئی۔ اور وہ مختلف قسم کے خطرات میں گھر گئے۔ فقہاءِ زمانہ نے انہیں ہدف طعن بنایا ان کے خلاف بغض و عداوت پر آمادہ

---

[1] نقل مطابق اصل

ہوئے ان کے افکار ونظریات کی تردید کا بیڑا اٹھایا۔ تضلیل و تکفیر اور طعن وتشنیع کے تیروں کو استعمال کیا۔‘‘

(حیات امام ابن حزم صفحہ ۲۹۔ مؤلفہ پروفیسر محمد ابوزہرہ لاء کالج فواد یونیورسٹی قاہرہ مصر۔
مطبع علی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۶۴ء)

’’بلاشبہ اِحراقِ کتب کے اسباب واضح ہیں اور انہیں بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہاء آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے وہ حکّامِ وقت کو آپ کے خلاف اکساتے اور ان سے شکایت کرتے تھے کہ ابن حزم امام مالک اور ائمہ اربعہ کے خلاف ہیں۔ مزید براں وہ لوگوں کے سامنے ایسی فقہ کو پیش کرتے ہیں جن کا فقہ ہائے اربعہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی ربط وتعلق نہیں‘‘۔

(حیات امام ابنِ حزمؒ صفحہ ۸۹۔ تصنیف پروفیسر محمد ابوزہرہ (مصر)۔
ترجمہ وتحشیہ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے)

حضرت سید محمد جونپوری پر فتویٰ کفر

اس زمانے میں مہدوی فرقہ کا نیا نیا چرچا ہر طرف پھیلا ہوا تھا اور علماء دربار کیلئے اس فرقہ کے قتل وصلب اور تکفیر و تضلیل کا مشغلہ سب سے زیادہ دلپسند اور کامیاب مشغلہ تھا ان لوگوں کو ہر زمانے میں اپنی دلبستگی وحکمرانی کیلئے فرقہ آرائی اور جنگ و قتالِ مسلمین کا کوئی نہ کوئی مشغلہ ضرور ملنا چاہیئے اس وقت کے مناسب حال اس سے بڑھ کر اور کوئی مشغلہ نہیں ہوسکتا تھا یہ فرقہ سید محمد جونپوری کی طرف منسوب ہے۔ جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ مہدی ہونے کے مُدّعی تھے اگرچہ آگے چل کر اس فرقہ کے عقائد میں بہت سی نئی نئی باتیں اور حدِّ غلو سے بھی گذرے اعتقادات شامل ہوگئے

لیکن میرا خیال ہے کہ اس کی بنیاد صداقت وحق پرستی پر پڑی تھی یعنی دعوت وتبلیغ حق و احیاءِ شریعت وقیامِ فرض امر بالمعروف ونہی عن المنکر اس کا مقصد اصلی تھا اور خود سید محمد اور ان کے پیروؤں کی پہلی جماعت کے اکثر بزرگ بڑے ہی پاک نفس اور خدا پرست لوگ تھے اس قسم کے معاملات ہمیشہ ابتدا میں کچھ ہوتے ہیں اور آگے چل کر کچھ اور بن جاتے ہیں۔

اور فتنہ غلو وتاویل پچھلی امتوں کی طرح اس امت کی ہر جماعت کیلئے بھی ایک بڑا فتنہ رہا ہے یہی حالت اس جماعت کو بھی پیش آئی اور رفتہ رفتہ اس کی بنیادی صداقت اخلاف کے غلو ومحدثات میں گم ہوگئی''

(تذکرۃ مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ ۴۴)

''سید محمد جونپور کے رہنے والے تھے ۸۴۷ ہجری میں پیدا ہوئے ان کے اشد شدید مخالف بھی معترف ہیں کہ علوم رسمیہ کے ساتھ زہد و درویشی اور ورع وتقویٰ میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ شیخ علی متقی کہ سیّد کے معاصر اور سخت مخالف ہیں اور ان کے ردّ میں رسالہ لکھا ہے تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا ابتدائی عہد کمال زہد وتشقف اور استغراق واستہلاک باطنی میں گزرا سات سال تک یہ حال رہا کہ پے در پے روزہ رکھتے اور تن تنہا ایک گوشے میں پڑے رہتے اسی اثناء میں ان پر ایک سانحہ وارد ہوا اور معلوم ہوا کہ ''انت المهدی'' کی صدا آرہی ہے۔ برسوں تک متامل رہے اور جب پے در پے یہی معاملہ درپیش آیا تو اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیا''

(تذکرہ۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ صفحہ ۴۵)

''چنانچہ اکثر اہل اللہ اور علمائے حق کی نسبت منقول ہے کہ سید محمد جونپوری اور

ان کی جماعت سے حسن ظن رکھتے تھے یا اَقلًّا ان کے بارے میں توقّف وسکوت کو کام میں لاتے تھے۔

حضرت شیخ داؤد جھنی وال اور مولانا جمال الدین کی رائے پہلے گزر چکی ہے۔ شیخ وجیہ الدین گجراتی جو اس وقت کے بہت بڑے عالم تھے اور جن کا ترجمہ اخبار الاخیار اور مآثر الکرام وغیرہ میں موجود ہے ان کے سامنے جب سید موصوف اور ان کے بعض اتباع کی تکفیر کا فتویٰ پیش کیا گیا تو دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جو جماعت دنیا کو چھوڑ کر وقف حق پرستی ہے میرا قلم اس کی مخالفت میں نہیں اُٹھ سکتا۔ شیخ علی متقی نے اگرچہ مہدویہ غلو و محدثات کے ردّ میں رسالہ لکھا لیکن خود موصوف کی نسبت لکھتے ہیں کہ کَفِ لِسَان اَوْلیٰ ہے۔ شیخ بڈھ دانا پوری کے اس عہد کے استاذ الاساتذہ تھے اور سید رفیع الدین محدث بیک واسطہ حافظ عسقلانی کے شاگرد تھے اور ان کا حال اوپر گزر چکا شیخ عبدالقادر بدایونی ان کی نسبت لکھتے ہیں ’’با مھدویہ حسن ظن داشتند‘‘ حضرت شاہ ولی اللہ کا قول شاہ عبدالعزیز صاحب نے ایک مکتوب میں نقل کیا ہے کہ سید محمد عالم حق اور واصل باللہ تھے بعض خواطر و واردات ان پر ایسے گزرے کہ ان کے درک وفہم میں درماندہ و عاجز رہ گئے اور خود اپنے مقام کی نسبت دھوکے میں پڑ گئے۔ یہ بات نہ تھی کہ انہوں نے دانستہ غلط دعویٰ کیا ہو حضرت مجدّد صاحب اور مرزا مظہر جانِ جاناں سے بھی ایسا ہی منقول ہے، علماء حق کا تو یہ حال تھا، مگر علماء دین نے اس جماعت کے استیصال پر کمر باندھی اور سید محمد کی نسبت اعتقاد مہدیہ وغیرہ کو بنیاد تکفیر قرار دیا۔‘‘

(تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ ۵۹ تا ۶۰)

حضرت شیخ علائی پر کفر کا فتویٰ

”مخدوم الملک این معنی باقبح وجوہ خاطر نشان سلیم شاہ نمودہ کہ ایں مرد دعویٰ مہدویّت می کند و مہدی پادشاہ تمام روئے زمین خواہد شد و تمام لشکر تو بایں گرویدہ است و احتمال خلل در ملک است“.

”مخدوم الملک نے سلیم شاہ کو شیخ علائی کے قتل پر آمادہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن سلیم شاہ ان کے دینی جذبات سے اس قدر مرعوب ہو چکا تھا کہ صرف جلاوطنی کے حکم پر اکتفا کیا۔ شیخ علائی دکن چلے گئے۔ مخدوم الملک نے پھر شیخ علائی کو آگرہ طلب کیا۔ شیخ سلیم شاہ نے علماء آگرہ کی ذھنیت کا اندازہ کر لیا تھا۔ وہ مخدوم الملک کے زیر اثر شیخ علائی کے قتل پر تلے ہوئے تھے۔ لہذا اس نے شیخ علائی کو شیخ بڈھا بہاری کے پاس روانہ کر دیا کہ جو ان کا فیصلہ ہو اس پر عمل کیا جائے۔

شیخ بڈھا اپنے زمانہ کے جید عالم تھے، مُلّا عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ شیر شاہ تک ان کی جوتیاں سیدھی کیا کرتا تھا۔ شیخ علائی جب ان کے مکان پر پہنچے تو سرود و ساز کی آواز سنائی دی اندر پہنچے تو غیر شرعی حرکات دیکھیں۔ ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار امر معروف و نہی منکر شروع کر دیا۔ شیخ بڈھا ان سے متاثر ہوئے اور ایک تحریر میں ان کی تکفیر کو ناجائز قرار دیا۔ لیکن لڑکوں نے سمجھایا کہ مخدوم الملک کے خلاف رائے دینا مناسب نہیں۔ اگر اس نے بادشاہ سے کہہ کر اس رائے کی مزید تحقیق کیلئے آگرہ بلایا تو پیرانہ سالی میں بہار سے آگرہ تک کا سفر کرنا پڑے گا۔

شیخ بڈھا کا دینی جذبہ مصلحت اندیشی سے شکست کھا گیا۔ دنیا پرستی نے ضمیر کی آواز کو خاموش کر دیا۔ اور انہوں نے دوسرا مراسلہ بھیجا اور لکھا کہ مخدوم الملک علماء محققین میں سے ہیں ان کا فتویٰ اپنی جگہ اٹل ہے۔ اب سلیم شاہ نے بھی مجبور ہو کر معاملہ مخدوم الملک کے سپرد کر دیا۔ مخدوم الملک نے حکم دیا کہ ان کے کوڑے لگائے جائیں شیخ علائی طویل سفر کی تکالیف اٹھا کر خستہ جان ہو چکے تھے، گلے میں ایک بڑا زخم تھا، تیسرے کوڑے میں جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔‘‘

(’’حیات شیخ عبدالحق محدث صفحہ ۷۴ تا ۷۶۔ مصنفہ خلیق احمد نظامی۔ ایم اے۔
ناشر ندوۃ المصنفین اردو بازار دہلی۔ مطبوعہ خواجہ برقی پریس دہلی)

’’اس زمانے میں شیر شاہ (سوری) کا بیٹا اسلام شاہ المعروف بہ سلیم شاہ بادشاہ تھا۔ اور اُس کے دربار میں مخدوم الملک مُلّا عبداللہ سلطانپوری کو اسی قسم کا رسوخ حاصل تھا۔ جو اکثر اسلامی ریاستوں میں شیخ الاسلام کو ہوتا ہے۔ یہ زمانہ عام مذہبی بدنظمی کا زمانہ تھا۔ ہر طرف نئی نئی تحریکیں شروع تھیں اور مخدوم الملک کی مسلسل پالیسی تھی کہ اقتدار حکومت کے زور سے اور حدِّ شرعی جاری کر کے بدعتی فرقوں کو کچل دیا جائے اس نے باشاہ کے کان بھرنے شروع کئے کہ بہت سے لوگ شیخ علائی کے پیرو ہو گئے ہیں اگر وہ بغاوت کر بیٹھا تو تدارک مشکل ہوگا۔ چنانچہ سلیم شاہ نے شیخ علائی کو بلا بھیجا۔ شیخ نے بادشاہ سے روکھا پھیکا سلوک کیا۔ دربار میں آئے تو رسوم دربار کا خیال نہ رکھا۔ اور جب بادشاہ نے اپنے خاصّے کا کھانا بھیجا تو بادشاہ کے خلاف اظہار ملامت کیا۔ بادشاہ کو ان باتوں کا افسوس تو ہوا لیکن وہ خود شیخ علائی کے خلوص اور دینی جوش سے متاثر ہو چکا تھا۔ ان باتوں کو پی گیا۔ اور مہدوی عقائد کے متعلق شرعی فیصلہ کرنے

کیلئے علماء کی ایک مجلس منعقد کی۔ اس مجلس میں دربار اور شہر کے سب عالم جمع ہوئے۔ سیّد رفیع الدین محدّث اور ابوالفتح تھانیسری کے علاوہ ابوالفضل اور فیضی کے باپ شیخ مبارک بھی بلائے گئے۔ شیخ مبارک نے شیخ علائی کی طرفداری کی۔ اس مجلس کے مباحثے کئی روز تک جاری رہے۔ لیکن قطعی فیصلہ کوئی نہ ہو سکا۔ بادشاہ نے شیخ سے عقیدہ مہدویّہ ترک کرنے کو کہا۔ اور یہ بھی کہا اگر تم یہ عقیدہ ترک کردو تو تمہیں اپنی کل مملکت کا محتسب بناتا ہوں۔ اب تک تم میرے اذن کے بغیر امرمعروف کرتے رہے ہو۔ پھر میری طرف سے اختیار لے کر کرنا شیخ کے لئے اپنی اصلاحیں جاری کرنے کا یہ بڑا شاندار موقع تھا لیکن پُرجوش اور تجدیدی اور احیائی طبیعتوں کو اصلاح کے عام عملی طریقے پسند نہیں آتے، اس نے بادشاہ کی تجویز منظور نہ کی اور بادشاہ نے اُسے سرحد دکن کی طرف ملک بدر کیا لیکن وہاں کا حاکم شیخ کا مرید ہو گیا۔ مخدوم الملک نے پھر نئے خطرات بادشاہ کے دل میں پیدا کئے۔ مخدوم تو شیخ کے قتل کا فتویٰ دے چکا تھا۔ لیکن بادشاہ لَیت ولَعل کر رہا تھا۔ بالآخر بادشاہ نے شیخ علائی کو صوبہ بہار کے ایک جلیل القدر فاضل میاں بڈھے کے پاس بھیجا۔ تا کہ وہ شیخ کے عقائد کے متعلق تحقیق کریں۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ مہدویّت کے متعلق میاں بڈھے نے سلیم شاہ کو ایک خط لکھا کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ ایمان اسی پر منحصر ہو اور علاماتِ مہدی کے بارے میں بہت سا اختلاف ہے۔ اور ان سے شیخ علائی کے کفر یا ایمان کے متعلق فیصلہ نہیں ہو سکتا لیکن میاں بڈھے کا یہ خط سلیم شاہ تک نہ پہنچا۔ اُن کے لڑکوں نے یہ سمجھ کر کہ مخدوم الملک سے اختلاف مضر ثابت ہوگا۔ باپ کی طرف سے بادشاہ کے نام ایک گول مول خط لکھا کہ آج مخدوم الملک محقّقین میں سے ہیں جو فتویٰ وہ دیں وہی صحیح ہے۔ بادشاہ کے

پاس جب یہ خط پہنچا تو اس نے شیخ کو مخدوم کے حوالے کیا اور کہا کہ ’’تو دانی و ایں‘‘ چنانچہ مخدوم نے شیخ کو کوڑے مروا مروا کر شہید کروا دیا۔‘‘

(رود کوثر صفحہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ مؤلفہ شیخ محمد اکرام۔ ایم۔ اے۔ مطبع، فیروز سنز لاہور ۱۹۵۸ء)

حضرت شیخ علائی

شیخ علائی و نیازی خود مہدویہ نہ تھے بلکہ سیّد محمد کو مہدی کہتے تھے اور ان تمام روایات کی تاویل کرتے تھے جن میں مہدی کی بادشاہت وغیرہ کا ذکر ہے بنیاد اُن کے عقیدہ کی یہ تھی کہ مہدی اور اس کی جماعت اپنے علم و عمل سے احیاءِ شریعت کرے گی۔ حکمرانی اس کیلئے ضروری نہیں اس میں شک نہیں کہ یہ تاویل صحیح نہ تھی اور روایات مشہورہ کے الفاظ و تصریحات اس کے بالکل مخالف ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس تاویل کے اعتقاد سے وہ جماعت خود ہی حکومت سے دستبردار ہوگئی تھی پھر اس کی نسبت یہ الزام کیسا صریح اتّہام تھا؟ لیکن چونکہ بغیر پولیٹیکل خطرہ کے سلیم شاہ برانگیختہ نہیں ہوسکتا تھا اس لئے مخدوم الملک وغیرہ نے اسی سُنتِ قدیمہ علماءِ سوء کو اختیار کیا اور سلیم شاہ کہ ایک سادہ لوح افغان تھا فوراً آمادۂ مخالفت ہوگیا۔ منتخب التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم الملک نے شیخ کے واجب القتل ہونے کے مقدمات یوں ترتیب دیئے تھے

’’ایں مبتدع دعوئ مہدویّت می کند، و مہدی خود پادشاہ روئے زمین خواھد شد، وچوں سرخروج دارد واجب القتل ست‘‘۔

(جلد اوّل صفحہ ۴۰۰۔ بحوالہ تذکرہ از مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ ۶۸)

حضرت نظام الدین اولیاءؒ پر فتویٰ کفر

’’شاہی محل کے سامنے زمین پر فرش بچھایا گیا صدر میں بادشاہ اپنے فوجی افسروں کے جُھرمٹ میں بیٹھا تھا جو سب ہتھیار بند تھے اس کے دائیں طرف علماء کی صف تھی جن کے بیچ میں مفتیٔ اعظم (حاکم شَرع) بیٹھے تھے۔ مفتی صاحب نے پوچھا کیا آپ مسلمان ہیں؟ حضرت نے جواب دیا **الحمد لِلّٰہ** میں مسلمان ہوں۔ مفتی نے سوال کیا، کیا آپ حنفی ہیں۔؟ حضرت نے جواب دیا ہاں! میں امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتا ہوں۔ مفتی نے پوچھا کیا آپ گانا سنتے ہیں؟ حضرت نے جواب دیا ہاں میں گانا سنتا ہوں۔ مفتی صاحب نے پوچھا اس گانے میں مزامیر (باجے) بھی ہوتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کبھی ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے۔ مفتی صاحب نے پوچھا وہ گانا گھر کے اندر مخفی طریقے سے ہوتا ہے؟ حضرت نے جواب دیا گھر کے اندر بھی اور مجلس عام میں بھی دونوں طرح سنتا ہوں۔ مفتی صاحب نے کہا کوئی دلیل اس طرح گانا سننے کے جواز میں آپ کے پاس ہے؟

حضرت نے فرمایا بخاری شریف میں صحیح حدیث موجود ہے اس کے بعد حضرت نے وہ حدیث پڑھی۔ جس کا مطلب خواجہ سیّد محمد امام نے مجھے بتایا کہ حضرت نے یہ حدیث پڑھی ہے کہ رسول اللہ کے سامنے مدینے کے انصار کی لڑکیاں دَف بجا کر گا رہی تھیں۔ اور حضرت ان کا گانا سن رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ وہاں آ گئے۔ اور انہوں نے لڑکیوں کو گانے بجانے سے روکا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا ان لڑکیوں کو گانے بجانے سے نہ روکو آج ان کا عید کا دن ہے اور ہر قوم کا ایک عید کا دن ہوتا ہے‘‘۔

یہ حدیث سن کر مفتی اعظم نے کہا:-

''ترا با حدیث چہ کار۔ ترا کہ مشرب ابو حنیفہؒ داری قول ابو حنیفہ بیار''۔

ترجمہ۔ تم کو رسولؐ کی حدیث سے کیا واسطہ۔ تم حنفی ہو اور ابو حنیفہ کا مشرب رکھتے ہو تو ابو حنیفہ کا قول دلیل میں پیش کرو۔

حضرت نے جواب دیا۔ سبحان اللہ ! من کہ قول رسولؐ می آرم تو می گوئی کہ قولِ اُمّتی بیار؟ ابو حنیفہ کہ بود کہ من قول او بمقالہ قول رسول می آرم؟

ترجمہ۔ ''سبحان اللہ! میں رسول اللہؐ کا قول پیش کرتا ہوں۔ اور تم ایک اُمّتی کا قول مانگتے ہو؟۔ ابو حنیفہ کون تھے جن کا قول میں رسولؐ کے مقابلے میں پیش کروں۔''

جو قوم رسول کے قول کے مقابلے میں ایک اُمّتی کا قول مانگتی ہے وہ اس سے نہیں ڈرتی کہ وہ قوم جلا وطن ہو جائے اور قحط میں مبتلا ہو۔ اور اس کا شہر برباد و ویران ہو جائے۔

یہ سُن کر مفتیٔ اعظم اور شیخ زادہ فرجام نے بادشاہ اور حاضرین کو اشتعال دلانے کے لئے کہا۔ خدا کی پناہ! اس شخص نے حامیٔ شریعت اور ناصر فقہ حنفی بادشاہ کی موجودگی میں امام ابو حنیفہ کی توہین کی ہے۔ اور کہتا ہے ابوا حنیفہ کون تھے حالانکہ ابھی اس نے کہا تھا کہ میں حنفی ہوں۔ اور امام ابو حنیفہ کا مقلّد ہوں۔

مفتیٔ اعظم کی حکمت کارگر ہوئی اور جتنے علماء اُس کے ساتھ تھے اُن سب نے بگڑ بگڑ کر غصّے کے لہجے میں کہنا شروع کیا اس نے امام کی توہین کی ہے اور مجلس میں چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں، یہ شخص مجرم ہے، یہ شخص گستاخ ہے۔''

(انوار اولیاء۔ در ذکر خواجہ نظام الدین اولیاء صفحہ ۲۹۷، ۲۹۸۔
مؤلفہ سید رئیس احمد جعفری ندوی۔ مطبع۔ علمی پرنٹنگ پریس)

مُلّاں شاہ پر کفر کا فتویٰ

’’بعض دفعہ ملا شاہ کی وارفتہ گوئی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ اعتراض کی زبانیں بے محابا کھل جاتیں ایک دفعہ اس نے ایک شعر لکھا۔ نقلِ کُفر، کُفر نباشد ؎

پنجہ در پنجۂ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفیٰ دارم

اس پر علماء کشمیر نے ملا شاہ کے کافر اور واجب القتل ہونے کا فتویٰ دے کر شاہجہان سے استدعا کی کہ وہ اس کے خلاف حدِّ شرعی جاری کرے۔ شاہجہاں نے علماء سے اتفاق کیا اور کشمیر کے گورنر ظفر خاں کے نام فرمان لکھا جا چکا تھا، مگر داراشکوہ نے سفارش کی کہ اس معاملے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے اور کسی اور بزرگ مثلاً حضرت میاں میر سے استصواب کیا جائے بادشاہ نے یہ بات قبول کر لی اور حضرت میاں میر سے مُلّا شاہ کے بارے میں دریافت کیا حضرت میاں میر نے فرمایا کہ احوال کے تابع مُلّا شاہ ایسی باتیں کہہ جاتا ہے جن سے پرہیز واجب ہے۔ لیکن اسے ان کی بنا پر قتل کرنا نامناسب اور ناموزوں ہوگا۔ بادشاہ نے یہ مشورہ قبول کر لیا۔ اور مُلّا شاہ کے خلاف قدم نہ اٹھایا۔‘‘

(رود کوثر صفحہ ۳۸۴۔ مصنفہ شیخ محمد اکرام۔ ایم۔ اے۔ مطبع فروز سنز لاہور)

احمد بہاری پر کفر کا فتویٰ

’’حضرت گیسودراز اُس خللِ دماغ کا ذکر کرتے ہوئے جو ترکِ طعام سے پیدا ہوجاتا ہے فرماتے ہیں’’احمد بہاری دوازدہ سالہ طعام نخوردہ بود۔ اما خلل شد۔ کلمہائے گفتن گرفت واز دینِ کلی منحرف شد‘‘(جوامع الکلم)

احمد بہاری کو فیروز تغلق نے اس کی شطحیات کی بنا پر، بموجب فتویٰ علمائے دہلی قتل کرادیا۔ صوفیائے کبار نے اس پر بڑا افسوس کیا۔ سیرۃ الشرف میں اس واقعہ پر مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ کا ذیل کا تبصرہ ہے، وہ فرماتے تھے:

’’اتنے مشائخ طریقت دہلی میں موجود تھے کسی سے اتنا نہ ہوا۔ کہ دیوانہ پن کے حیلہ وغیرہ سے خلاصی کراتے۔ افسوس!‘‘(صفحہ۱۴۳)

(آبِ کوثر۔ مصنّفہ شیخ محمد اکرام ایم۔ اے صفحہ ۴۹۸ حاشیہ)

حضرت معصوم علی شاہ میر صاحب پر فتویٰ کفر

معصوم علی شاہ میر ایک صوفی تھے، جو طبقہ صوفیاء میں ایک نئے فرقہ کے بانی ہوئے، سید علی رضاء دکنی کے مرید اور خلیفہ تھے، ہندوستان سے شیراز جا کر انہوں نے اپنی تعلیم پھیلائی۔ شیراز میں اس وقت شاہ کریم خاں حاکم تھے، تھوڑے دنوں میں ان کے مریدوں کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی۔ یہ دیکھ کر وہاں کے علماء کو اُن سے اندیشہ پیدا ہوا اور انہوں نے ان کی مخالفت کی۔ کریم خاں نے جو نہایت نیک دل حکمران تھے، علماء کے مجبور کرنے سے انہیں اپنے دارالحکومت شیراز سے بدر کر دیا۔ اور وہ

اصفہان کے قریب ایک گاؤں میں رہنے لگے کریم خاں کی وفات پر انہوں نے فیّاض علی اپنے خلیفہ کو اپنی تعلیم کی اشاعت کیلئے خاص شہر اصفہان میں مامور کیا۔ لیکن فیاض علی کو پیامِ اَجل آپہنچا۔ اس لئے پیر نے جو کام فیاض علی کے سپرد کیا تھا اس کو فیاض علی کے پسر نور علی شاہ نے جو اگرچہ عمر کے لحاظ سے چھوٹا تھا لیکن اتّقاء میں بڑا تھا پورا کیا۔ اس کی کوششوں سے معصومیہ فرقے میں روز بروز ترقی ہونے لگی۔ علماء نے یہ حالت دیکھ کر علی مراد خاں بادشاہ کے پاس ایک عرضداشت بھیج کر یہ درخواست کی کہ اس فرقے کا جو حقیقتاً مذہب اسلام کا دشمن اور شَرع شریف کے خلاف عمل رکھتا ہے۔ اگر جلد استیصال نہ کیا گیا تو مذہب اسلام اور سلطنت دونوں کے حق میں اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ بادشاہ نے اس پر یہ حکم دیا کہ اس فرقے کے بڑے بڑے لوگوں کے ناک اور کان کاٹ ڈالے جائیں۔ اور اس کے تمام پیروں کی داڑھیاں مونڈ دی جائیں، اس حکم کے جاری ہونے پر معصوم علی شاہ اور ان کے جانثار خلیفہ نور علی شاہ جان بچاتے ہوئے کچھ دنوں تک آوارہ گرد پھرتے رہے۔

بالآخر کرمان شاہ پہنچے جہاں اس فرقہ کے ایک بڑے شخص مشتاق علی کو قتل کر دیا گیا تھا۔ یہاں نور علی شاہ کو قید کر لیا گیا اور معصوم علی شاہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے کچھ دنوں بعد نور علی شاہ کو ۳؍جون ۱۸۰۰ء بمطابق ۱۰؍محرم ۱۲۱۵ھ کو بمقام موصل زہر دیا گیا۔

اُس وقت اس فرقے کے پیروؤں کی تعداد ۶۰ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔‘‘

(قاموس المشاھیر جلد دوم صفحہ ۲۲۴۔ مؤلّفہ نظامی بدایونی۔ مطبوعہ نظامی پریس بدایوں۔ ۱۹۲۶ء)

مجدّد الف ثانی پر کفر کا فتویٰ

''خزینة الاصفیاء میں تو لکھا ہے کہ بعض علماء نے حضرت مجدّد کے قتل کا فتویٰ دے دیا تھا۔ اس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدّد کے خلاف ایک عام شورش کی صورت پیدا ہوگئی تھی چنانچہ جہانگیر حضرت مجدّد کی قید کا ایک مقصد یہ بھی بتاتا ہے کہ شورش عوام ٹھنڈی پڑ جائے۔ اور ''زبدة المقامات'' میں بھی لکھا ہے کہ شورش کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ شیخ بدیع الدین کیلئے اکبر آباد میں رہنا ناممکن ہوگیا بلکہ اس شورش کی آنچ پیر بزرگوار تک پہنچی، حضرت مجدّد تقریباً ایک سال گوالیار کے قلعے میں قید رہے۔''

(''رود کوثر'' صفحہ ۲۲۶۔ مؤلّفہ شیخ محمد اکرام صاحب۔ ایم۔ اے۔ مطبع فیروز سنز لاہور ۱۹۵۸ء)

''چنانچہ ایک شخص حسن خاں نامی کابل کا رہنے والا حضرت مجدّد صاحبؒ کی بیعت ہوا۔ چند دن بعد آپ کے ایک متوسّل سے اس کی آزردگی ہوگئی۔ تھوڑے ہی دن اسے حلقۂ ارادت میں آئے ہوئے تھے۔ طبیعت کی کجی اور نفس کی شرارت میں مبتلا ہوکر اس نے ناراضگی کا بدلہ حضرت امامِ ربّانی سے لینے کی ٹھان لی۔ چنانچہ اس نے مکتوبات شریف میں تحریف کر کے کفریہ اور زندیقانہ عبارتوں کے اضافہ کے ساتھ بیس نقلیں مرتب کیں۔ اور ہندوستان وافغانستان کے مشہور مشہور علماء اور مشائخ کے پاس وہ نقلیں بھیج کر ان سے فتاویٰ طلب کئے۔

یہ ایک زبردست فتنہ تھا۔ ہندوستان کے جلیل القدر اور صاحبِ علم وفضل حضرت

عبدالحق محدّث دہلوی بھی اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ اور آپ نے حضرت مجدّد کی تردید میں چند رسالے اور مضامین لکھ ڈالے۔‘‘

(انوار اولیاء، درذکر مجدّد الف ثانی صفحہ ۴۷۲۔ مرتب: سید رئیس احمد جعفری ندوی۔ مطبع علمی پرنٹنگ پریس)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی پر کفر کا فتویٰ

’’جب شاہ صاحب نے فارسی میں قرآنِ شریف کا ترجمہ کیا اور اس کی اشاعت ہوئی تو ایک تہلکہ عظیم کٹ مُلّا نوں کے گروہ میں برپا ہو گیا اور یہ سمجھ گئے کہ ہماری روزی کی عمارت ڈھادی گئی اب جہلاء کبھی قبضہ میں نہ آئیں گے اور وہ ہر بات پر بحث کرنے کو تیار ہو جائیں گے اس خیال نے ان کے دل میں ایک آگ بھڑکا دی اور علاوہ کفر کے فتویٰ دینے کے شاہ ولی اللہ صاحب کے جانی دشمن ہو گئے اور اب ان میں مشورے ہونے لگے کہ شاہ صاحب کو کیونکر قتل کیا جاوے ان کٹ مُلّا نوں نے جن کا اثر بہت کچھ شہر کے بدوضع لوگوں اکھاڑوں، پٹے بازوں پر پھیلا ہوا تھا چند بدمعاش جمع کئے اور اب وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی تاک میں رہنے لگے ہمارا فاضل ان کے غیر خوش آئندہ مشورے سے بالکل ناواقف تھا اس محبِّ رسول کا خیال مسلمانوں کی اطلاع کی طرف مائل تھا اس لئے اسے چنداں مُلّا نوں کی سازش کی پرواہ نہ تھی نہ یہ خیال تھا کہ یہ کسی نہ کسی وقت باعث مضرّت ہوں گے چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ عصر کی نماز فتحپوری میں پڑھ رہے تھے اور آپ گویا محمدیوں کی جماعت کے امام تھے، ابھی آپ نے سلام پھیرا ہی تھا کہ دروازوں پر غُل وشور کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں اور لوگ کچھ غیر معمولی غپر شپر کرتے ہوئے معلوم ہوئے۔ شاہ ولی اللہ

صاحب کو کھٹکا ضرور تھا کہ شہر کے مُلّا نے کبھی نہ کبھی کچھ آفت برپا کریں گے۔ اب آپ نے اس کا ظہور ہوتے ہوئے دیکھا۔ آناً فاناً میں یہ خبر آپ کے ساتھیوں کو جو آپکے پاس بیٹھے تھے پہنچ گئی اب وہ سٹپٹائے کیونکہ ان کی تعداد بہ نسبت مفسدوں کے بہت کم تھی، وہ پانچ چھ سے زیادہ نہ تھے اور مفسدوں کی تعداد سو سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی یہ مفسد گو پورے عزم سے آئے تھے لیکن ان میں اتنی ہمت نہ تھی کہ مسجد میں گھُس کے شاہ صاحب کو شہید کر سکتے۔ جب شاہ صاحب کو تحقیق معلوم ہو گیا کہ یہ میرے قتل کے لئے نرغہ کر کے آئے ہیں انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ تم جان بچا کے چلے جاؤ اور مجھے ان منافقوں کے ہاتھوں شہید ہونے دو لیکن ان کی حمیّتِ اِسلامی نے یہ گوارا نہیں کیا اور وہ تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے کہ جب تک جان میں جان باقی ہے آپ پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ صاحب جن کے ہاتھ میں ایک پتلی سی لکڑی تھی اللہ اکبر کہہ کر اٹھے اور کھاری باؤلی والے دروازے کی طرف چلے، دونوں دروازوں سے سمٹ کے منافقون نے اُس دروازہ کو روک لیا اور با آواز بلند کہا ''دیکھو ولی اللہ نکل نہ جائے''۔

شاہ صاحب نے یہ آواز سن کے نہایت دلیری اور متانت سے یہ سوال کیا کہ میں نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے جس سے تم میری جان کے دشمن ہو گئے ہو اور میرے قتل پر آمادہ معلوم ہوتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے قرآن کا ترجمہ کر کے بالکل عوام الناس کی نگاہوں میں ہماری وقعت کو کھو دیا دن بدن ہماری روزی میں خلل پڑتا جاتا ہے اور ہمارے معتقد کم ہوتے جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑا صدمہ تو نے نہ صرف ہمیں پہنچایا بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کو پہنچایا ہمای اولاد کی آئیندہ زمانے میں اتنی بھی وقعت نہ

رہے گی جتنی اب ہماری ہے۔ اس پر شاہ صاحب نے جواب دیا کہ خدا کی نعمت تم خاص کرنا چاہتے تھے۔ میں نے عام کردی۔ کچھ دیر تک یہ ردّ و بدل ہوتی رہی آخر شاہ صاحب نے مع ساتھیوں کے جو آپ کو حلقہ کئے ہوئے تھے دروازہ کی طرف قدم بڑھایا کٹ مُلّا نے سینہ تان تان کے آکھڑے ہوئے کہ ہم نہ جانے دیں گے اس پر شاہ صاحب کے ایک ساتھی نے تلوار کا وار کرنا چاہا۔ بدمعاش جو سب ہتھیاروں سے آراستہ تھے محمدیوں کو آمادہ دیکھ کر جھجکے اور اب ان کے ہوش پران ہوئے وہ بدمعاش اکھاڑے کے پہلوان خانہ جنگیوں میں زیادہ غلو رکھتے تھے بھلا وہ ایسی قلیل جماعت کی برہنہ تلواروں کے آگے کیونکر قائم رہ سکتے تھے جو سچے دل سے اسلام پر جان دینے کو تیار تھے۔ اس وقت شاہ صاحب کو جلال آگیا تھا اور ابراہیمی مصفّٰی خون آپ کی رگوں میں زور زور سے حرکت کرنے لگا تھا آپ نے اپنے غیر معمولی جوش کی حالت میں اللہ اکبـــــر کا ایک نعرہ مارا اور اس جماعت کو چیرتے پھاڑتے نکلتے چلے گئے۔ کل بدمعاش اور منافق کٹ مُلّا دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور کسی کو یہ ہمت نہ پڑی کہ کوئی حملہ شاہ صاحب پر کرتا حقیقت میں بہت صحیح ہے ؎

دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است

جب شاہ عبدالعزیز صاحب نے یہ سنا تو انہیں بہت رنج ہوا، رنج کے سوا بیچارے کر ہی کیا سکتے تھے قلعہ میں ان کی اتنی وقعت نہ تھی جتنی کہ ان کے علم و فضل کی ہونی چاہیئے جو اثر شاہ ولی اللہ صاحب کا مدینہ مکہ اور نجد پر تھا افسوس کہ وہ دہلی میں نہ تھا۔ ہاں کسی ڈوم اور کسبی کی سفارش بہت جلد چل جاتی تھی اور بیچارے شاہ صاحب کی کوئی نہ سنتا تھا۔ اسی شب تمام کنبے کے ممبر جمع ہوئے اور انہوں نے مشورہ کیا کہ اب

کیا کرنا چاہیئے یہ صاف معلوم ہو گیا تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے کٹ مُلّا نے جانی دشمن ہو گئے ہیں اور انہیں شیعہ سوگروں نے بھی اکسایا ہے کہ وہ شاہ صاحب کو یا تو شہید کرڈالیں یا شہر دہلی سے نکال دیں قصہ مختصر یہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے سفرِ عرب اختیار کیا اور منافقانِ اسلام کو دانت پیستا اور ہاتھ سے ہاتھ ملتے ہوئے چھوڑا‘‘

(’’حیات ولی‘‘ صفحہ ۴۱۸ تا ۴۲۳ حاشیہ۔ مصنفہ مولانا حافظ محمد رحیم بخش مرحوم دہلوی۔
اشاعت ۱۵؍مارچ ۱۹۵۵ء)

’’شاہ ولی اللہ پہلے بزرگ ہیں۔ جنہوں نے ساڑھے گیارہ سو برس کے بعد سرزمین ہندوستان میں قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اور اُسی کے بعد ترجمۂ قرآن کی بنیاد پڑی آپ ہی کے تتبّع میں آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ رفیع الدین نے قرآن مجید کا لفظی ترجمہ اردو میں کیا اور دوسرے فرزند حضرت شاہ عبدالقادر نے بامحاورہ اردو ترجمہ لکھا۔ الغرض اس ترجمہ کا باب سب سے پہلے آپ ہی نے کھولا اور اگر غور کیا جائے تو یہ اُمّتِ مسلمہ پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے ورنہ کچھ عجب نہیں کہ ہم ترجمۃ القرآن سے اب تک محروم رہتے۔ لیکن اُس زمانے کے علماء سُوء بجائے آپ کے ممنونِ احسان ہونے اور ہمّت افزائی کرنے کے آپ کے مخالف بن گئے اور عوام میں آپ کے خلاف شورش برپا کردی کہ اس طرح یہ شخص لوگوں میں گمراہی پھیلانا چاہتا ہے۔ قرآن کا ترجمہ پڑھ کر لوگ بھٹک جائیں گے۔ اس نے دین اسلام میں ایک زبردست بدعت کی بناڈالی ہے۔ سلف صالحین نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ایسا مجرم اور بدعت سیّئہ کا مرتکب واجب القتل ہے وغیرہ وغیرہ‘‘ مخالفین نے آپ کے اس فعلِ حسن کو محض اپنے عناد اور دشمنی کی بنا پر عجب رنگ چڑھایا، بہت سے لوگوں کو آپ کے

خلاف ورغلایا اور تمام شہر میں اس کے خلاف پروپیگنڈہ کیا۔ حتّٰی کہ ایک مرتبہ عصر کے وقت جب شاہ صاحبؒ مسجد فتحپوری سے نکل رہے تھے تو ان معاندین نے چند غنڈوں کو ہمراہ لے کر آپ کو گھیر لیا۔ لیکن آپ کسی طرح بچ کر نکل گئے اس کے بعد یہ مخالفت آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑتی گئی اور آج یہ کیفیت ہے کہ ہم اسی کارنمایاں پر آپ کو ہدیۂ تحسین پیش کر رہے (ہیں) [1] اور ہمارا خیال ہے کہ آپ نے صرف یہی خدمت انجام دی ہوتی تو آپ کا نام زندہ رکھنے کے لئے بہت کافی تھا۔''

(''بلاغ المبین صفحہ ۱۸، ۱۹۔
مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دیباچہ۔ شائع کردہ ادارہ تعمیر و تبلیغ۔ دیوبند (یو۔ پی)

حضرت سید احمد بریلوی صاحب اور حضرت شاہ اسماعیل شہید پر فتویٰ کفر

''قریب تھا کہ سارا پنجاب و سرحد اسلامی نور سے جگمگانے لگتا اور ایک مرتبہ پھر خلافتِ راشدہ کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے آجاتا، مگر ابھی مسلمانوں کے بُرے دن لکھے تھے۔ بُرا ہو نسلی غرور اور قبائلی عصبیت کا، جس نے اس تمام کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ کچھ مجاہدین کی ناتجربہ کاری، کچھ علماءِ سُوء کی تفریق انگیز حرکات اور سب پر مستزاد افغان سرداروں کی جاہلانہ عصبیت، ان سب چیزوں نے مل کر کایا پلٹ دی۔ حنفیّت و وہابیّت کے جھگڑے الگ کھڑے ہو گئے۔ علماءِ سُوء اور قبر پرستوں نے مجاہدینِ اُمّت پر کفر کے فتوے لگائے سرحد کے خوانین نے اپنے مرشد اور محسن سے غدّاری کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سید شہیدؒ نے بالاکوٹ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

---

[1] سہواً رہ گیا ہے۔ (ناقل)

مولانا اسماعیل شہیدؒ بھی دلی مراد پا گئے۔

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

یہ ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ء یوم جمعہ (۴؍مئی ۱۸۳۱ء) مشہد بالاکوٹ کا ذکر ہے۔ خامۂ بےنوا! ادب سے سر جھکا اور عرض کر۔ ''بالاکوٹ کی سرزمین! تجھ پر اللہ کی ہزار ہزار رحمت، کہ تیری خاک میں اُمّت کی بہترین آرزوئیں آسودۂ خواب ہیں''۔

ایک طرف ان نفوسِ قدسیہ کی یہ قربانیاں اور فداکاریاں ہیں۔ اور دوسری طرف ہندوستان کے ''قدرشناس'' مسلمانوں کی طرف سے ''تکفیر و تفسیق'' کا صدسالہ لٹریچر، جو بدایوں سے لے کر مدراس تک پھیلایا گیا اور اب تک پھیلایا جارہا ہے (گو اب تکفیر کی تلوار کند ہو چلی ہے) خانقاہوں میں بیٹھ کر جوگیوں کی طرح مالا جپنے والے سیّد احمدؒ اور اسماعیل شہیدؒ جیسے مجاہدینِ اُمّت پر کفر کے فتوے لگائیں۔ مسلمانانِ ہند پر اس سے زیادہ اور کوئی منحوس گھڑی نہیں آئی اور بدنصیبی یہ ہے کہ بدبختوں نے آج تک اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کو معاف نہیں کیا۔ شہید بالاکوٹ کو آج سو برس سے اوپر ہو چکے ہیں مگر ان پاک ارواح پر ''طعن و تشنیع'' کا سلسلہ جاری ہے۔''

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۳۸ تا ۴۰۔ مؤلفہ مسعود عالم ندوی۔
ناشر مولوی صدرالدین مکتبہ ملیہ اردو بازار راولپنڈی)

''آپ[1] مجتہدانہ دماغ کے آدمی تھے اگر آپ کو اشغالِ حربیہ سے فرصت ملتی اور تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کا موقع ملتا تو آپ اپنے بہت سے پیشرو علماء سے بہت آگے ہوتے اور بہت سے فنون میں امام تسلیم کئے جاتے۔

---

[1] حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ مراد ہیں۔

مگر یہی ذکاوت طبع و جَودتِ خاطر اور شَرعِ مُبین کے آداب میں کمال دینداری آپ کے لئے اہلِ زمانہ کے حسد اور مبتدعین کی عداوت کا باعث بنے۔ کبھی آپ کو ترکِ حنفیّت کی تہمت لگائی جاتی اور کبھی وہابیّت کا الزام لگایا جاتا بلکہ یہاں تک کہ آپ کو معتزلہ اور خارجی کہا گیا۔''

(تاریخ اہلحدیث صفحہ ۴۲۱۔ از مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی)

حضرت عبداللہ غزنوی پر فتویٰ کفر

''دونوں فریق امیر کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ مخالفین بولے اس شخص کے ساتھ ہماری کچھ گفتگو اور مناظرہ نہیں ہے کیونکہ پختہ گواہوں کے ساتھ ہم ثابت کر دیتے ہیں کہ یہ شخص ایسے کلمات بولتا ہے جن سے اس کا کافر اور مرتد ہونا لازم آتا ہے جھوٹے گواہ مانگے گئے۔ سبحان اللہ تعصب اور نفسانیت اور مرتبہ اور عزت کی محبت کیسی بُری بلا ہے کہ اچھے اچھے لوگوں کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے وہ ایمان اور آخرت کو اس کے مقابلہ میں نَسۡیًا مَّنۡسِیًّا کر دیتے ہیں جھوٹے گواہوں نے گواہی دی کہ یہ شخص حضرتؐ کا منکر ہے اور شفاعت کا منکر اور نبوت کا دعویٰ کرنے والا اسی طرح اور بہت سی باتیں سنائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے پناہ دیوے۔ امیرِ وقت نے سمجھ لیا کہ یہ سب جھوٹ ہے مگر اس ڈر کے مارے کہ سلطنت میں ان لوگوں کے شور و شغب سے تزلزل پڑ جاوے گا بولا مصلحت یہی معلوم ہوتی ہے کہ تم اس ملک سے چلے جاؤ اور شہر کابل سے آپ کو نکال دیا۔''

(سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی مرحوم صفحہ ۱۰۔ و مجموعہ مکتوبات در مطبع القرآن والسنۃ طبع شد امرتسر)

’’ملا مشکی اور ملا نصر اللہ وغیرہ امیر افضل خان اور اعظم خان کے پاس گئے اور بولے کہ امیر دوست محمد خان کے عہد میں ہم اس کا کفر ثابت کر چکے ہیں اب دوبارہ تحقیق کی حاجت نہیں ہے سب نے متفق ہو کر قتل کا فتویٰ لکھا مگر مُلّا مشکی کہ وہ ان میں سے قدرے انصاف رکھتا تھا اس فتویٰ میں ان کا شریک نہ ہوا بہت گفتگو کے بعد قتل کے فتویٰ کو چھوڑا گیا اور یہ فتویٰ دیا کہ دُرّے مارے جاویں اور سر اور ڈاڑھی مونڈی جائے اور منہ کالے کئے جاویں اور گدھے پر سوار کر کے مشہور کیا جاوے اور جب انہوں نے یہ فتویٰ لکھا تو اس وقت سے لے کر اجراءِ حکم تک آپ اور آپ کے تینوں بیٹے بحکم امیر نظر بند رہے۔‘‘

(سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی مرحوم و مجموعہ مکتوبات صفحہ ۱۶)

’’آپ کو سمیت تینوں بیٹوں کے تمام شہر میں مشہور کیا خاص آپ کو سو دُرّوں سے زیادہ لگائے تینوں کے تین آدمی نوبت بنوبت آپ کو مارتے تھے جب ایک تھک جاتا تو دوسرا اس کے ہاتھ سے دُرّہ پکڑ لیتا سب لوگوں کو یہی یقین تھا کہ آج آپ فوت ہو جاویں گے کیونکہ آپ معمّر اور ضعیف تھے اسی اثناء میں ایک ظالم بڑا زبردست آیا اور بڑے غصہ سے اُس نے محتسب کے ہاتھ سے دُرّہ چھین لیا اور بولا تو آہستہ آہستہ مارتا ہے اور زور زور سے مارنا شروع کیا۔‘‘

(سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی مرحوم و مجموعہ مکتوبات صفحہ ۱۷)

حضرت قاسم نانوتوی پرفتویٰ کفر

’’والقاسمية المنسوبة الى قاسم النانوتى صاحب تحذير الناس وهو القائل فيه لو فرض فى زمنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بل لو حدث بعده صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نبى جديد لم يخل ذلك بخاتميته وانما يتخيل العوام انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خاتم النبيّين بمعنى اٰخر النبيين مع انه لا فضل فيه اصلا عند اهل الفهم الىٰ اخر ما ذكر من الهذيانات و قد قال فى التتمّة والاشباه وغيرهما اذا لم يعرف ان محمدا صلّى الله تعالىٰ عليه وسلم اٰخر الانبياء فليس مسلم لانه من الضروريات۔ ‘‘

ترجمہ۔ اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی کتاب تحذیر الناس ہے اور اس نے اپنے اس رسالہ میں کہا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہوگا جب بھی آپ کا خاتمہ ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہوتو بھی خاتمیّت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں بالذّات کچھ فضیلت نہیں الخ حالانکہ ’’فتاویٰ تتمّہ‘‘ اور الاشباہ والنظائر وغیرھما میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔ ‘‘

(حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین صفحہ۱۰۰،۱۰۱طبع چہارم۔
مصنفہ مولانا احمد رضا خان۔ مطبوعہ نظامی پریس بدایون)

”لا شبهة فی كفرهم بلا مجال بل لا شبهة فیمن شك بل فیمن توصّف فی كفرهم الخ“

ترجمہ۔ ان کے کفر میں کوئی شک نہیں بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی حال میں ان کو کافر کہنے میں توقف کرے اسکے کفر میں بھی شبہ نہیں الخ

(منجانب محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی شافعیہ مکہ معظّمہ۔
احمد ابوالخیر میرداد خطیب مسجد حرام مکہ معظّمہ
محمد صالح حنفی مفتی مکہ معظّمہ۔ علی ابن صدیق کمال مکہ معظّمہ
محمد عبدالحق بن مولانا شیخ شاہ محمد الہ آبادی مکّہ معظّمہ
سید اسمعیل بن سید خلیل حافظ کتب حرم مکہ معظّمہ
محمد مرزوقی مسجد حرام مکہ معظّمہ۔ عمر بن ابی بکر باجنید مکہ معظّمہ
محمد عابدین شیخ حسین مفتی مالکیہ مکہ معظّمہ۔

محمد علی مالکی مدرس مسجد حرام و مفتی مالکیہ۔ محمد جمال نبیرہ شیخ حسین مفتی مالکیہ۔ اسعد بن احمد الدّھان مدرس مسجد حرام۔ عبدالرحمٰن ابن المرحوم احمد الدھان۔ محمد یوسف افغانی مدرس مدرسہ سولیہ مکہ معظّمہ۔ احمد مکی خلیفہ حاجی امداد احمد صاحب مہاجر مکی مکہ معظّمہ۔ محمد یوسف خیّاط مکہ معظّمہ۔ محمد صالح بن محمد افضل مکہ معظّمہ۔ عبدالکریم داغستانی مکّہ معظّمہ۔ سعید بن محمد المانی مکّہ معظّمہ۔ محمد احمد جامعہ المدارس مکّہ معظّمہ۔

علمائے عرب مدینہ طیّبہ

محمد تاج الدین ابن المرحوم مصطفیٰ الیاس حنفی مفتی مدینہ منورہ۔ عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی مدینہ منورہ۔ سید احمد الجزائری المدنی الاشعری المالکی۔

خلیل بن ابراہیم خربوتی خادم العلم مسجد النبوی۔ محمد سعید ابن السید محمد المغربی۔ شیخ الدلائل محمد ین احمد العمری احد طلبۃ العلم بالحرم النبوی۔ عباس رضوان خادم علم فی مسجد افضل المخلوقات۔ عمر ابن احمد المحرسی المالکی مدرس مسجد نبوی۔ محمد بن محمد الحبیب الدیداوی۔

محمد بن محمد السوسی الخیاری خادم العلم الشریف۔ السید احمد ابن السید اسمعیل الحسینی مفتی الشافعیہ بمدینہ خیر البرّیہ۔ عبدالقادر توفیق الشبلہ المدرالحنفی فی مسجد النبوی)

(دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ ۴۹۵، ۴۹۶۔ مصنفہ فاضل جلیل حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی۔ مطبع کتب خانہ مہریہ مسجد نور منڈی چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر)

صوفی بایزید سرحدی پر کفر کا فتویٰ

’’جو الزامات بایزید پر لگائے جاتے ہیں۔ وہ زیادہ تر ہمیں حضرت اخوند درویزا کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ جن کی بناء پر وہ ان دونوں بزرگوں کی نظر میں ملحد و زندیق قرار پائے ان میں سے پہلا الزام یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو خدا کہتا تھا چنانچہ حضرت اخوند درویزا نے ان کے کُفرِ اوّل کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

کُفرِ اوّل این متمرد آں کہ کل اشیائے موجود را خدا میگفتند، ومخلوقاتِ صوری را ذاتِ خدا می دانستند۔

ترجمہ۔ اوّل کفر اس متمرد (بایزید) کا یہ تھا کہ وہ کل اشیائے موجودہ کو خدا کہتا تھا۔ اور مخلوقات صوری کو ذاتِ خدا جانتا تھا۔

دوسرا الزام جو اُن پر حضرت اخوند درویزا لگاتے ہیں وہ بایزید کا بعث سے انکار ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ''تذکرة الابرار والاشرار'' میں لکھتے ہیں کہ ''وایں ملعون پیرِ تاریک منکر بعث بودہ واتباع خود رامی فرمود۔

ترجمہ۔ اور یہ معلون پیرِ تاریک (پیر بایزید) بعث کا منکر تھا، اور اپنے متبعین کو اس کی تلقین کرتا تھا۔

تیسرا الزام اُن پر یہ ہے کہ وہ نامحرم عورتوں کو مرید کرتے تھے انہیں تنہا اپنے ساتھ بٹھاتے تھے۔ اور عورتوں کو اپنی خلافت دیتے تھے اور انہیں آراستہ کر کے اپنے طریقے کی تبلیغ کے لئے شہر بشہر پھراتے تھے۔ چنانچہ حضرت اخوند درویزا لکھتے ہیں ''شخصے کہ با زناں بیگانگاں تنہا درخلوت نشیند، و زنان را خلیفہ سازد و صاحبِ دعوت نمودہ شہر بہ شہر بانواع حلیہ آراستہ بگرداند، بقصد آنکہ جمیع لونداں و شہوت پرستاں محض از برائے شہوت تبعیت اوخواہد گرفت، پس ایں مردم چرا ضلالتِ او بزودی زودنمی دریابند''۔

ترجمہ۔ جو آدمی کہ دوسروں کی عورتوں کے ساتھ تنہا خلوت میں بیٹھتا ہو اور عورتوں کو اپنا خلیفہ بناتا ہو اور ان کو اپنا صاحب دعوة بنا کر قسم قسم کے زیورات سے آراستہ کر کے شہر بہ شہر بھیجتا ہو، اس ارادے سے کہ تمام لفنگے اور شہوت پرست محض شہوت کی وجہ سے اس کا اتباع کریں پس یہ لوگ اس کی گمراہی میں کیوں نہیں آئیں گے۔

حضرت اخوند درویزا کا ایک الزام اُن پر یہ بھی ہے کہ بایزید نے جو کتاب

”خیرُ البیان“ کے نام سے لکھی ہے وہ کفر والحاد سے بھرپور اور افترا و فساد پر مشتمل ہے فقیر اس کو شَرُّ البیان کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ بلکہ انہوں نے ایک اور قدم آگے بڑھ کر فرمایا کہ اگر اسے خَرُّ البیان کہیں تو مناسب ہے۔

ایک اور الزام جو اخوند درویزا نے اُن پر عائد کیا ہے وہ عقیدہ تناسخ کا ہے ایک جگہ وہ لکھتے ہیں کہ

”ایں ملعون بر عقیدۂ مذهب تناسخ رفته بود و اتباع خویش را بریں مضمون دعوت مینمود که بعد از مردن حیوانات ایں اشخاص صوری منتفی و نابود خواهد گشت، و ارواح در صورت دیگر از صورتها حیوانیه خواهد در آمد نعوذ بالله من کفر هم.

ترجمہ۔ یہ ملعون (بایزید) عقیدۂ تناسخ کا قائل تھا اور اپنے پیرووں کو اس مضمون کی دعوت دیتا تھا کہ حیوانات کے مرنے کے بعد وجود صوری نیست و نابود ہو جائے گا لیکن روحیں دوسرے حیوانوں کی صورت میں آئیں گی۔

یہ اور اس قسم کے بہت سے اعتراضات حضرت سیّد علی اور ان کے مُرید حضرت اخوند درویزا کے بایزید پر ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب ہم ان الزامات اور اعتراضات پر غور کرتے ہیں تو ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ جن کا ثبوت ہمیں سوائے ان دو حضرات کے بیان کے اور کوئی نہیں ملتا بعض ایسے ہیں کہ ان کی بنا پر میاں بایزید کو کافر، ملعون اور ملحد ٹھہرانا ہماری رائے میں ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہوگی“۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد۔ بار اوّل صفحہ ۷۶ تا ۷۸۔ مؤلّفہ اعجاز الحق قدوسی مطبع عالیہ ۱۲۰/۵ ٹمپل روڈ لاہور)

''اخوند درویزا کا بیان ہے کہ میں اور میرے پیر ایک جماعت کے ساتھ ہشت نگر جا کر بایزید سے ملے۔ ملاقات کے بعد اُس مرتد (بایزید) نے کہا کہ جس علاقے میں آپ مقیم ہیں۔ وہاں پیر پہلوان رافضی، پیر ولی بڑیچ اور پیر طیّب پہلے سے موجود ہیں۔ ان سے نبٹے بغیر میرے پاس آنا کچھ مناسب نہ تھا۔ حضرت سیّد علی نے فرمایا کہ ظاہری اور صوری ہلاکت بادشاہوں کے ذریعے ممکن ہے۔ اور وہ یہاں موجود نہیں اور ہلاکت باطنی اور معنوی کا تعلق علماء سے ہے۔ تو میں نے تمہیں ہلاک کر دیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ میں نے تمہاری جماعت کے فساد و عناد کو تمام لوگوں پر واضح کر دیا ہے۔ تا کہ اہل دین و دیانت تم سے احتراز کریں''۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲۔ مؤلّفہ اعجاز الحق قدوسی۔ مطبع عالیہ، ۵/۱۲۰ ٹمپل روڈ، لاہور)

''جب پیر بایزید پشاور پہنچے اور انہوں نے اپنے اصولوں کی تبلیغ شروع کی تو پشاور کے حاکم جانس خاں کے پاس گیا جو میرزا محمد حکیم کی طرف سے پشاور کا حاکم تھا۔ حبیب نے اُس سے کہا کہ پشاور میں ایک گمراہ شخص آیا ہوا ہے جو بے دین اور بے شرم ہے مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے''۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۱۴۹ بار اوّل۔ مؤلّفہ اعجاز الحق قدوسی۔ مطبع عالیہ ۵/۱۲۰ ٹمپل روڈ، لاہور۔)

اخوند سوات پر کفر کا فتویٰ

''حضرت مُلّا کوٹا کے مریدین بھی حضرت اخوند سوات پر بعض الزامات لگاتے تھے وہ یہ تھے کہ

(۱) حضرت اخوند سوات کے مریدین کہتے ہیں کہ جو کوئی ملا کوٹا اور ان کے

مریدین کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ ان کی اور ان کے امام کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ انہیں نماز کا از سر نو اعادہ کرنا چاہیئے۔

(۲) ملا کوٹا اور ان کے مریدین کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ جب تک کہ ان کی توبہ ہمارے صاحب عبدالغفور اخوند سوات قبول نہ کریں۔

(۳) جو کوئی ملا کوٹا پر سبّ وشتم کرے، ان کو کافر کہے وہ مومن ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو کافر ہے۔

(۴) وہ غزلیں اور رباعیات اور چہارم بیت جو ملا کوٹا صاحب کی برائی میں لکھے گئے ہیں۔ وہ اولیٰ وافضل ہیں تلاوت قرآن مجید، ذکر حق تعالیٰ اور دورد پیغمبر علیہ السلام سے اور ان کا ثواب ان سب کے ثواب سے زیادہ ہے بلکہ اس قسم کی غزلوں کا کہنا فرض عین ہے۔ پس ہر ایک پر لازم ہے کہ ان پر مداومت کریں۔ بلکہ ہر پانچ نماز کے بعد اس کا ثواب اپنے والدین کی روح۔ اور دوسرے حق داروں کو بخشیں تا کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

(۵) حضرت ملا کوٹا اور ان کے متبعین حضرت اخوند اور مریدین اگرچہ کلمۂ شہادت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور تمام ظاہرہ گناہوں سے احتراز کرتے ہیں۔ لیکن وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ان کے سینوں میں کفر چھپا ہوا ہے اور اپنے سینوں میں ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل سے یہ کفر باہر نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کا ظاہر ان کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔‘‘

(تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۵۷۰ و ۵۷۱۔ مؤلفہ اعجاز الحق قدوسی۔ مطبع عالیہ ۵/۱۲۰ ٹمپل روڈ لاہور)